U 57220 2-12-09

Title — Deewan Faragh Al Mausoom Ba Khanjar Ishq.

Creator — Mohd. Abdul Rehman Khan

Publisher — Matba Mufeed Aam (Agra).

Date — 1889

Pages — 120, 28, 120, 26.

Subjects — Urdu Shayari - Dewawaeen.

بعون صانع معانی ملک سخن و فضل خالق زمان و زمین

درین اوان خجسته توامان کلام معجز نظام که هر بیتش سحر حلال و هر لفظش مقبول اہل کمال است

سنہ ۱۳۰۶ ھ

دیوان فروغ

الموسوم به

خنجر عشق

۱۸۸۹

از تصنیف سر آمد شعرای زمان جناب مولوی محمد عبدالرحمن خان صاحب ناظر کورٹ کلکٹر مرزاپور سلمہ اللہ الغفور

در مطبع مفید عام آگرہ بحسن و خوبی مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی دل تمنائی ہے ایسے زخم خندان کا — کہ جسمین آب ہو زہرہ قیامت کے نمکدان کا
بنا دل کو مرے یارب مقام اُس درد پنہان کا — کہ جسکے روبرو ہے کفر لینا نام درمان کا
خداوندا سنا سب وصف مین نے باغ رضوان کا — مجھے وحشی بنا دے اپنی الفت کے بیابان کا
تری صنعت نے ہمدم کر کے چشم دلربایان کا — کیا محسود سُرمے کو دم تیغ صفاہان کا
سپاہی تسخیر ملک دل تری حکمت کے فرمان نے — نگاہ ناز کو جنرل بنایا فوج مژگان کا
دہن ہے اور زبان ہے تیری وصف صنع مین یارب — گلستان کا ہر اک گل اور ہر کانٹا بیابان کا
بتون کے رخ کا تو نے کیا ہی آئینہ بنایا ہے — نظر آتا ہے جسمین چشم دل کو نور ایمان کا
تری قدرت تری صنعت کے قربان کیا بنایا ہے — سواد شبکو سرمہ دیدۂ شب زندہ داران کا

همان خنجر که جانها در فدایش   همان عشقی که سرها در هوایش
چه خنجر تشنهٔ خونِ جگرها   چه عشق آن طرفه معجونِ جگرها
همان خنجر که قربانِ او باد   گلو سر بر خطِ فرمانِ او باد
همان خنجر که جان تازه آرد   بمن دیرینه رسم و راه دارد
درونِ سینهٔ من میکند راه   وزین ره درد ظلم جا کرده صد راه
تن و جانِ مرا از هم گسسته   بخونِ دل ز غم فارغ نشسته
همان عشقی که باشد مایه اش درد   ز دردِ او دمِ سرد و رخِ زرد
برد نقدِ سکون و صبر از دل   برای خویش خالی کرده منزل
نهان در سینهٔ حافظ رسیده   بخلوتخانهٔ دل آرمیده
چو خلوت خالی از اغیار بیند   برد جان و بجای جان نشیند
بقربانِ سرِ عشق ست جانم   شهیدِ خنجرِ عشق ست جانم
بیا اے خنجر ای جانم شهیدت   بیا ای عشق تا باشم مریدت
بیا ای خنجر ای صد جانِ حافظ   بیا ای عشق ای ایمانِ حافظ
بیا خنجر که درمانم تو باشی   بیا ای عشق تا جانم تو باشی
بیا ای خنجر ای کارِ تو خونریز   بیا ای سرکش و ستاب و سرتیز
اگر داری سرے با سر بریدن   بیا اینک تو و اینک سرِ من
بیا ای عشق ای جانانهٔ من   بیا ای رونقِ خمخانهٔ من

تو داری با دلِ دیوانه پیوند — تو ریزی در رگِ جان نشتری چند

بیا ای عشق با جانم درآمیز — بیا ای عشق جان اندر تنم ریز

تو صد مرگ در دستِ جفایت — من و صد جانِ همچون من فدایت

عنان پیچیم بسوی خنجرِ عشق — کنم سر گفتگوی خنجرِ عشق

روا نبود بنزد خاص و عامی — زبان در کام و خنجر در نیامی

زبان یکچند اگر در کام ماند — همانا با زبانِ گنگ ماند

چو خنجر در نیام آسوده گردد — باندک روز زنگ آلوده گردد

چو سر زد از فروغ ما کلامی — کلامی همچو خنجر از نیامی

ز سنگِ طبع پیدا کرد جوهر — تو گوئی بر فسان کردند خنجر

بسنگِ طبع زانسان نقش بسته — که نقشش در دلِ سنگی نشسته

چو این خنجر بسنگِ طبع بر شد — ز اول تیز بود و تیزتر شد

ز حافظ از پی این نظم نامی
بود تاریخ منظومِ گرامی
۱۳۰۷ھ

الهی تا زبان اندر دهانست — الهی تا سخن اندر زبانست

فروغ ما فروغِ تازه گیرد — کلامش در جهان آوازه گیرد

طفیل مہر اوج سروری یارب عطا فرما
وہ نار عشق دل کو جس سے چمکے نور ایمان کا

تری صنعت نے جب مشاطگی کو کام فرمایا
کیا خون شہیدان سے حنائی پنجہ مژگان کا

نظر مین کب وہ لاتے ہین برنگ اشک گوہر کو
شناسا جنکو تونے کردیا ہے سلک دندان کا

فروغ بے نوا کا دل رہے ظلمتکدہ کب تک
بنادے شمع سوز غم کو اپنے اس شبستان کا

الٰہی عشق دے دل کو مرے اس روئے تابان کا
جلا پرداز جسکا عکس ہے آئینۂ جان کا

الٰہی مہر ہو دل پر اوسی کے داغ الفت کی
کہ ہے نقش قدم جسکا قبالہ باغ رضوان کا

الٰہی پرتو ماہ رخ پر نور سے اوسکے
چمک جائے ستارہ میرے دل کی داغ پنہان کا

شبیہ پاک اوسکی کیون نہو سر دفتر عالم
کہ نقش اولین ہے خاص کلک صنع یزدان کا

رسائی سے ہے وہم حاملان عرش بھی قاصر
معلی کسقدر ہے قصر تیری شوکت و شان کا

سبب اوسکے نہونے کا حقیقت نے کہا دل سے
کہ سایہ ایکا سرمہ بنا ہے چشم عرفان کا

مرے دل کو غم الفت کا اپنے کیجیے مسکن
کہ تا سینہ مرا ہمسر بنے یوسف کے زندان کا

ترے اعجاز کے قربان کہ اک شاخ بریدہ نے
دکھایا معرکے مین صاف جوہر تیغ بران کا

ترا ابر کرم جسدم کہ مجھکو یاد آتا ہے
نکل جاتا ہی شل برق دل سے خوف عصیان کا

ترحم یا نبی اللہ کہ اب وقت ترحم ہے
نبوت کیطرح سے خاتمہ ہے تم پہ احسان کا

کشش کو کام اب فرمائیے یا رحمت عالم
رہے کب تک فروغ آوارہ دشت یاس و حرمان کا

ایضاً

بحمد اللہ زخمی ہون مین اُسکی تیغ مژگان کا
کہ کوچہ جسکا نازشگاہ ہے خونِ شہیدان کا

سکندر سے نہ کیون اے عشق تو نے کہدیا اتنا
کہ تیغ ناز مین پنہان ہے چشمہ آبِ حیوان کا

دل بیتاب سے ضبطِ تپش کا عہد لیتا ہون
مجھے پاسِ ادب ہے کسقدر قاتل کے دامن کا

امید راستی رکہنا عبث ہے بخت سے اے دل
وہ کہتا ہے کہ مین سایہ ہون اُس برگشتہ مژگان کا

شکستِ دل سی کچھ پوچھو نہ پوچھہ شکست رنگ سے میرے
عیان ہے حال ظالم کے شکستِ عہد و پیمان کا

گلو سے میرے یانتک رابطہ اُسنے بڑہایا ہے
گمان ہے تیغ نازِ یار پہ میرے گریبان کا

تپش سے پوچھ لو دیتی ہے جو جنبش اُسی ہر دم
دل بیتاب گہوارہ ہے کسکے دردِ پنہان کا

خدا کیواسطے ہمدم دل پر شور کے آگے
نہ کرنا ذکر کچھہ یادش بخیر اوس آفت جان کا

فروغ خستہ جان کی پردہ پوشی ہی ضرور اے دل
کوئی محرم نہین جز تیر سے اُسکے رازِ پنہان کا

یہ کس کافر نے یارب روزنِ دیوار سے جہانکا
کہ برہم ہوگیا عالم دل و جان و دین و ایمان کا

لیا رستہ دل بیتاب نے پھر کوے جانان کا
حفاظت مین مری دیکھو دفینہ یاس و حرمان کا

زبان تیغ قاتل سے یہی پیغام سنا دل نے
کہ ہر زخم جگر اک راستہ ہے کوے جانان کا

غنیمت ہے کہ خونِ میرا حناے پاے قاتل ہو
کہان ایسا مقدر جو بنے گل اُسکے دامان کا

نہ رکہئے اسقدر بے پردہ روے آتشین صاحب
ملا جاتا ہے گبرون سے عقیدہ ہر مسلمان کا

خرابی دوست ہے کسدرجہ یہ زخم جگر میرا
خوشی سے کہل گیا ایسا جو ٹوٹا ایک بھی ٹانکا

بھرا ہو تیرا اے دستِ تمنا تجھسے لرزان ہے
ہر اک تار اُس پری کے دامن اور میرے گریبان کا

خیال اُسکا بھی ہے رہزن جمعیت خاطر
کسیکی زلف مین سب طور ہے خواب پریشان کا

ہوا جنبش سے دامن نے یارب کردیا کسکے
برنگ صبح مطلع صفا عالم کے گریبان کا

دل مفتون کے آگے ذکر کوثر کسلیئے زاہد
پیا ہے اسنے پانی سبزہ ہو کر تیغ بران کا

نکر زنہار غفلت روز و شب سے ای فروغ اب تو
کہ ہے وہ پرتو رخ اور یہ سایہ زلف پیچان کا

نہین ہے بے سبب تنا تڑپنا اُسکے بسمل کا
تڑپکر چاہتا ہے چوم لینا دست قاتل کا

نشان کیا پوچھتا ہے نامہ بر تو کوی قاتل کا
سراسر فرش ہے وان پردہا چشم بسمل کا

شرارت دیکھئے جلوہ دکھا کر منہہ چھپا لینا
سبب پھر پوچھنا مجھسے مری بیتابی دل کا

نگاہ ناز کل پردے مین کچھ چشمک سے کہتی تھی
نہین معلوم کیا شورہ ہوا قاتل سے قاتل کا

اونہین فرط نزاکت سے مجھے زور نقاہت سے
ذرا کروٹ بدلنا فاصلہ ہے چند منزل کا

گئی جان اور نہ آیا وہ ادھر دل ہم نہ کہتے تھے
نہین آسان ہے آسان ہونا تیری مشکل کا

تیرے نالون پہ عجب حسن لیلی چھپا گیا اے دل
وگرنہ کیون نہین کرتا ہے جنبش پردہ محمل کا

نکر تو وادی الفت مین اے دل خوف گمراہی
ہر اک کانٹا یہان کا میل ہے مقصد کی منزل کا

زبانی گفتگو کرنیکی صاحب کون حاجت ہے
اگر چاہو تو دل ہی دل مین کر لو فیصلہ دل کا

ستمگر سنگدل ناآشنا رکھا ہے نام اُسکا
ستم دیکھو جناب عشق اُس بیداد گر دل کا

ملیگی دل کو کیونکر لذت اوسکے دست خنجر کی
سنا ہے پہلے لیلیتا ہے جان انداز قاتل کا

گھمنڈ اتنا نکر تو نہ مہر پر سرو مہری پر

نہایت گرم ہے نالہ فروغ آتشین دل کا

پہلے کہہ سکتے تھے ہم چشمہ اسے سیماب کا
اب تو ہے ناگفتنی حال اس دل بیتاب کا

کیون نہو حیرت کہ ہر تارِ نفس پر شور ہے
اور نشان ملتا نہین کچھہ جنبشِ مضراب کا

جلوہ فرما تھا آلہی رات کسکا انتظار
دل نے آنکھون مین کیا تھا فرش جو کمخواب کا

ناز تھا یا کچھہ خطا باعث تھی اے بادِ صبا
حال جو گل نے نہ پوچھا بلبلِ بیتاب کا

دیکھیئے قسمت کہ سبکو دل ملا روزِ ازل
اور بجائے دل مجھے چشمہ ملا سیماب کا

کسقدر رویا تھا ملکر شوق دیدِ یار سے
نور جب جانے لگا تھا دیدۂ بیخواب کا

خوش نہ آیا کچھہ ہمین جز گوشۂ دشتِ جنون
مدتون دیکھا تماشا عالمِ اسباب کا

صورتِ محراب خم ہونا یہان پر چاہیئے
یہ صنمخانہ ہے اے زاہد مقامِ آداب کا

ابتدائے عشق مین سیماب کا ہمسر تھا یہ
اب تو ہے سیماب ناصح اس دل بیتاب کا

خاکساری کی اگر خو کچھہ بھی ہم کرتے فروغ
بوریا ہوتا مقابل بستر سنجاب کا

کب خوش آتی ہے دلِ خستہ کو گلشن کی ہوا
اسکے سر مین ہے بھری قاتل کے دامن کی ہوا

غیر کے ہمراہ وہ کھاتے ہین گلشن کی ہوا
کیا بندھی ہے آجکل تقدیرِ دشمن کی ہوا

نکہتِ گل سے دماغِ دل پریشان کیون نہو
گوش گل مین ہے بھری بلبل کے شیون کی ہوا

آشتی ہو درمیانِ صبر و دل ممکن نہین
کیون پسند آنے لگی دشمن کو دشمن کی ہوا

پھر جلایا آتشِ گل نے کسی بلبل کا دل
گرم ہے پھر روزنِ دیوارِ گلشن کی ہوا

مجھکو وحشی کہیئے پرانصاف بھی کیجے ذرا ... ہے گریبانون کی دشمن کسکے دامن کی ہوا

حرص ہو کیونکر نہ دشمن سینۂ پرنور کی ... ہے عدو روز ازل سے شمع روشن کی ہوا

آگ ہوجاتا ہے وہ بت سنتے ہی کیسا اثر ... ہائے کیا بگڑی ہے میرے آہ وشیون کی ہوا

کسقدر ہوگی ندامت اوسکی تیغ ناز سے ... زخم کو میرے جو چھو جائیگی سوزن کی ہوا

تب مرے اس جذبۂ دل کو مانا صیاد تو ... جب اوڑا لائے تجھے میرے نشیمن کی ہوا

رنگ کیون اوڑنے لگا روئے گریبان کا فروغ

کیا خوش آئی پھر تمھین صحرا کے دامن کی ہوا

کیا کہون کیا شور وشر ہنگامہ آرا دل مین تھا ... جب تلک پہلو مین دل تھا مین بڑی مشکل مین تھا

کچھ خبر ہمکو نہین اے قیس لیکن اسقدر ... ناز جمازے کا کہتا تھا کوئی محمل مین تھا

جذبۂ شوق گلو رکہتا تھا کیا مضطر اُسے ... جب تلک تھا مجھ مین دم خنجر بھی کس مشکل مین تھا

واعظ اُسکو بت سمجھکر منع کرتا تھا مجھے ... میرے اُسکے درمیان جھگڑا حق وباطل مین تھا

جوش الفت کیون نہوتا راہ الفت مین ہمین ... کر رہا تھا ناز گل ہر خار جو منزل مین تھا

لیگیا مقتل مین مجھکو دل بظاہر کھینچکر ... لیکن اوس سے بڑھکے دشمن اور تھا جو دل مین تھا

حُسن کی گرمی سے آیا روئے لیلی پر عرق ... یا مرا تار نظر اُس پردۂ محمل مین تھا

واہ کیا لذت ہے تجھمین اے دم تیغ ادا ... دم ترا بھرتا تھا جبتک دم ترے بسمل مین تھا

اوسکا جلوہ بسکہ ہے غارتگر ہوش وحواس ... رات اُس محفل سے باہر تھا جو اُس محفل مین تھا

تھا ہجوم خلق جبتک مین تڑپتا تھا وہان ... میرے دم سے اک تماشا کوچۂ قاتل مین تھا

وہ خفا کیونکر نہوتا دیکھکر تجھکو فروغ
رخ سے تیرے تھا عیان جو کچھ کہ تیری دلمین تھا

آ تو سکتے ہین مگر وہ آئین کیا — کہتے ہین ہم ناز سے شرمائین کیا
پردہ ہاے دیدہ سب نمناک ہین — اونکے غم کی راہ مین چھپوائین کیا
جا کے کر سکتے ہین شکوہ ہجر کا — عذر اس سے جینے کا لیکن لائین کیا
جان کو تو حکم جانے کا ملا — دل کے حق مین دیکھئے فرمائین کیا
کیا تری خواہش ہے اے زخم کہن — ناخنِ دستِ جنون بڑھوائین کیا
دل کو جانے دوا گر جاتا ہے وہان — ناسمجھ ہے اوسکو ہم سمجھائین کیا
ہین یہ سب جوہر اونہین کی تیغ کے — زخم دل کے ہم اونہین دکھلائین کیا
رشک سے دین جان قاصد بھیجکر — اپنے ہاتھون آپ ہم مرجائین کیا
دل ہے بد آموز اوسکو بھیجکر — اونکو ہم جور و ستم سکھلائین کیا
کر دیا ہمسکو نکما ضعف نے — اونکی تیغ ناز کے کام آئین کیا
آج پوچھا دل نے مجھسے راہ مین — بوسہ یا گالی تمہین دلوائین کیا
حضرت پیر مغان کیا حکم ہے — میکدے سے آج ہم اوٹھ جائین کیا
گالیان ہم اونکے منہہ کی کھا چکے — میوۂ جنت کو زاہد کھائین کیا
خوئے نازک کے یہ کشتے ہین فروغ — جان و دل وقتِ ستم چلائین کیا

ہین جنون سے تیرے سب واقف فروغ

دوست تجھکو پیرہن پہنائین کیا

دل سیپارہ مرا صورت قرآن نکلا — کہین وہ بت نہ کہے مجھکو مسلمان نکلا

کیون ہوا حسن کو منظور آلہی یہ حجاب — عشق کیون پردہ ناموس سے عریان نکلا

ہمتو سمجھے تھے دل زار کو اک گوشہ نشین — نازبردار تمناے حسینان نکلا

کشتیِ چرخ ابھی تک نہین ڈوبی افسوس — کیا تنک حوصلہ یہ دیدہ گریان نکلا

قابل صحبتِ عشاق بھی اب مین نرہا — دردِ کمظرف مرا لب دربان نکلا

دیکھکر داغ دل تنگ کے ظالم نے کہا — ہم اسے غنچہ سمجھتے تھے گلستان نکلا

اُسکے ابرو کو کہا شیخ نے محرابِ حرم — ہمتو کچھ اور سمجھتے تھے مسلمان نکلا

وہ جوانی نرہی اور نہ وہ شورشِ دل — شوق بے صبر بھی دو روز کا مہمان نکلا

قطرہ خون یہ نہین آنکھ سے ٹپکا ہے فروغ
خود دل خستہ بہ گلکاری دامان نکلا

تجھکو نادان مجھے فرزانہ و عاقل سمجھا — ناصحا خوب ہی واللہ مرا دل سمجھا

رکھدیا غیر کے کاندھے پہ مرے سامنے ہاتھ — آہ کس بار کا مجھکو متحمل سمجھا

ہوگیا سرد وہ گرتے ہی تڑپنا کیسا — معنیِ پاس ادب کیا ترا بسمل سمجھا

اسقدر بے اثری ہاے دلِ نالان افسوس — تیرے نالے کو وہ گل شور عنادل سمجھا

مثل بسمل کے قدم راہ فنا مین رکھکر — تپش سخت کو مین قطع منازل سمجھا

خنجر ناز مین یارب یہ کہان کی لذت — جس سے مرنے کو یہ دل زیست کا حاصل سمجھا

تونے دہوکا مجھے کیا بیخودی شوق دیا — باغ فردوس کو مین کوچۂ قاتل سمجھا
بحر پُرخار حقیقت کو وہی تیر گیا — موج و گرداب کو جو کشتی و ساحل سمجھا
الم دوست جو آیا تو الف کو اُسکے — صفحۂ دل کے لیئے مین خط باطل سمجھا
اے صبا چھوڑ دیا کسلیئے ملکر اوسکو — کیا وہ غنچے کو مرا ابلۂ دل سمجھا
دیکھکر نازکئی ناخن انگشت نگار — عقدۂ دل کی کشایش کو بہین مشکل سمجھا
برہمن سے بھی ہون بڑہکر مین بتون کا شیدا — تونے کیون ناصح نادان مجھے غافل سمجھا

جلوۂ سوز محبت سے کسیکے مین فروغ
داغ کو شمع دل زار کو محفل سمجھا

جانتے ہو تمسے یہ دل ملکے کیا ہو جائیگا — تمسے بڑہکر دشمن جانی مرا ہو جائیگا
دیکھ لی اے دل دا تونے بت طناز کی — ہم نہ کہتے تہے قضا کا سامنا ہو جائیگا
گر زبان کو بند کر دیگا شکوۂ حسن یار — اضطراب دل بیان مدعا ہو جائیگا
مجھمین او پروانی مین جھگڑا ہی کچھ اے شمع رو — جب نقاب الٹو گے تم تو فیصلا ہو جائیگا
اسقدر طول شب فرقت کا غم امید نکر — شام ہی کو آج تیرا خاتما ہو جائیگا
اوسکی بو بھی گر چمن مین آئیگی اے عندلیب — رنگ روئے گل برنگ بو ہوا ہو جائیگا
ہی عبث تو اے دل نالہ دان ہمو خط سی شاد — زلف کا قیدی بہلا کیونکر رہا ہو جائیگا
گو کرے مشاقیان یہ نالۂ بلبل ہزار — کیا شکست شیشۂ دل کی صدا ہو جائیگا
غیر ممکن ہے پریرویون سے ترک اختلاط — زیست سے ہو جیؤ دل کیونکر خفا ہو جائیگا

گالیون کی خو نہ کیجے ورنہ اے آرام جان
یہ لب شیرین تمہارا بیزا ہو جائیگا

دست رنگین کو نہ رکھیئے آتشین رخسار پر
طائر رنگ حنا کا دم فنا ہو جائیگا

ذکر سے جس بت کے اوڑ جاتے ہین سب ہوش و حواس
اُسکے آئنے سے خدا جانے کہ کیا ہو جائیگا

دل خیال یار سے ناحق جھگڑتا ہے فروغ
جب لڑیگی آنکھہ اسکا فیصلا ہو جائیگا

دیکھہ اے گریہ ترے حق مین نہ بہتر ہوگا
دامن صبر مرا کچھہ بہی اگر تر ہوگا

زلف کو تاب نہ دو جان نکل جائیگی
فرق اسمین نہ کبہی بال برابر ہوگا

جسم مین جان کے بدلے غم جانان ہے یہان
ملک الموت جو آئیگا تو ششدر ہوگا

نگہ ناز کو کیون فکر ہے اتنی صاحب
فیصلہ دل کا مرے ایک ادا پر ہوگا

دام کاکل مین تڑپتا نظر آتا ہے کوئی
ہو نہو دیکھیو میرا دل مضطر ہوگا

نزع کیوقت نہ آئین وہ عیادت کو مری
طائر روح مرا اور ہوا پر ہوگا

پوچھہ لو ناز سے اپنے مرے دل کی حالت
میرا کہنا تو نہ تمکو کبہی باور ہوگا

دست نازک سے یہ امید نہ تہی ہمکو فروغ
اسقدر کار رفو دامن دل پر ہوگا

ستم وہ ادا سے نظارا تمہارا
غضب پھر وہ قاتل اشارا تمہارا

برا اس غرض کا ہو جسنے مری جان
جدا کر دیا دل ہمارا تمہارا

غم یار جھگڑے ہین دیر و حرم مین
اسی دل مین ہوگا گزارا تمہارا

مرا دل مجھی سی کرے یون عداوت
ضرور اسمین ہے کچھ اشارا تمہارا

سزا دل کو دو دم تکہ بیتاب ہو کر
کیا اسنے راز آشکارا تمہارا

اگر نقد جان رونمائی مین لوگے
تو ہوگا بہت کچھہ خسارا تمہارا

نکلجائو اے درد و اندوہ و حسرت
مرے دل مین ہے کیا اجارا تمہارا

سکھاتے ہین ہم دل کو دشمن کی چالین
یقین ہے کہ ہو جاے پیارا تمہارا

مروت کرو یا کچھہ انصاف صاحب
ابھی ایک ہو دل ہمارا تمہارا

گیا دل تو اے نالہ و آہ و زاری
نہین ہے فقط اب سہارا تمہارا

دو عالم کو لاتا ہے کب وہ نظر مین
ہوا جسکو حاصل نظارا تمہارا

نہین ہم ہون پہر مثل منصور صاحب
اگر سامنا ہو ہمارا تمہارا

فروغ جگر خستہ و بے نوا کو
شفیع الامم ہے سہارا تمہارا

دنیا کی نہ کچھہ فکر نہ کچھہ ہوش ہے دین کا
افسوس کہ دل نے ہمین رکہا نہ کہین کا

کیا ذکر تمنا کا یہان دل ہی نہین ہے
مدت سے پتہ ہے نہ مکان کا نہ مکین کا

ہم ذکر کبہی سوز نہان کا نہین کرتے
کیون فاش کرین پردہ کسی پردہ نشین کا

اے دل غم جانان کی نہو دلشکنی دیکھہ
کرتے ہین بہت پاس ادب گوشہ نشین کا

گلشن مین نہ رہتے جو کہا مانتے یہ گل
بازار مین بکتے ہین یہ ثمرہ ہے نہین کا

سجدہ نہوا ایک بھی مقبول ہمارا
داغ دل ناشاد بنا داغ جبین کا

کہدو کوئی ناصح سے بہت ہمکو نہ چہیڑے
معلوم ہے سب حال ہمین خلد برین کا

سمجہا دو فروغ اس دل خودرفتہ کو اپنے
ہمسے نہ کرے اب نہ کبہی ذکر کہین کا

میکدے مین جا کے واعظ کیا ہی بتر ہوگیا
جام مے کو دیکہکر جامے سے باہر ہوگیا

پہر ہوا کاشانۂ تن مین ہجوم رنج و غم
تیرا مسکن جانمن غیرون کا پہر گہر ہوگیا

دست نازک آپکا صد شکر محنت سے بچا
خود مرا نالہ گلے مین آکے خنجر ہوگیا

ہم نہ کہتے تہے شب ہجران کا کچہہ بند و بست
اب یہ قصہ طول اے زلف معنبر ہوگیا

ناز کیا کیا اپنی بیتابی پہ تہے سیماب کو
دیکہکر کل اس دل مضطر کو ششدر ہوگیا

دل کے باہر کوئی دم آتا نہین کیا انس ہے
میری حسرت کا خیال یار ہمسر ہوگیا

سخت تہی منزل مگر طے ہوگئی کس لطف سے
دل کا شوق اور شوق کا جو در رہبر ہوگیا

ہمتو اپنی چشم کے ممنون منت ہین فروغ
پردہ پوش آتش دل دیدۂ تر ہوگیا

کسقدر احسان مجہپر تیغ قاتل کا ہوا
سر ہوا تن سے جدا تن بوجہہ سے ہلکا ہوا

اس دل پیمان شکن سے تنگ ہین ہم کسقدر
رات ہمکو پہر ملا تہا اسطرف جاتا ہوا

کیون نہ کرتا جبہہ سائی ان بتون کی در پہ مین
مٹ نہین سکتا تہا یہ تقدیر کا لکہا ہوا

شام سے درکو تکا کرتی ہے چشم وصل جو
جان آجاتی ہے تن مین جب ذرا کہٹکا ہوا

چہیڑ سے غافل نہونا ناخن بیداد یار
پہر مزہ کیا ہے کہ جب یہ زخم دل اچہا ہوا

لطف الفت کا جبھی ہے جبکہ دل مین زخم ہو — اور زخم ایسا کہ جسپر ہو نمک چھڑکا ہوا
لطف ہوگا حشر مین جب جائین گے دونون ہم — منتین کرتے ہوئے وہ مین فغان کرتا ہوا

کیا مزہ ہے قصۂ دردِ محبت مین فروغ
قیس پہونچا تھا کہانتک حال دل کہتا ہوا

اس ادا سے ترا غم او ستم ایجاد آیا — کہ کہا دل نے مرے گھر مین پریزاد آیا
بوئے پیراہن دلدار صبا لاتی ہے — طائر رنگ چمن بہاگ کہ صیاد آیا
بیخودی مین مجھے کس درجہ ملی ہے راحت — ہوش آتا ہے تو کہتا ہون کہ جلاد آیا
مین گیا وان مگر اے دل نہ کیا ذکر ترا — تیری قسمت کہ وہان تو نہ مجھے یاد آیا
کبھی مہمان سے خالی نہ رہا خانۂ دل — ناوک غمزہ گیا خنجر بیداد آیا
گل تسکین ہو مبارک تجھے اے بلبل دل — دام کے ساتھ چھری لیے ہی صیاد آیا
ایک تو دل ہے کہ ہر دم ہے خیال انکا نہین — ایک مین ہون کہ نہ بھولے سے کبھی یاد آیا
پرسش یار کے انداز نے مارا مجھکو — لطف کے پردے مین لپٹا ہوا جلاد آیا
ہون وہ عاشق کہ مجھے دیکھکے کچھہ دور نہین — کہے تصویر یہی مجنون کی کہ استاد آیا

غزل دوم

ساتھ تیرے ترا گیسو جو مجھے یاد آیا — مرغ دل بولا کہ وہ دام وہ صیاد آیا
وہی تیور ہین تصور کے بھی انکے ابتک — کچھ اثر تم مین نہ اے نالۂ فریاد آیا

گر کہون کچہہ تو ہو خنجر کو ہوس خنجر کی
تہ خنجر جو مجہے لطف خداداد آیا

کچہہ عجب حال ہے بیمار محبت کا ترے
جب طبیب آیا تو چلایا کہ جلاد آیا

ہو گیا شکوۂ تاثیر وفا سے صد شکر
لب پہ بہولے سے اگر شکوۂ بیداد آیا

جب ہوئی قتل مین کچہہ تیغ تغافل سے کمی
ناوک غمزہ وہین بر سر امداد آیا

صورت سرو ہے ایدل ترا نالہ کیون آج
کیا تجہے یاد کسیکا قد آزاد آیا

اے تمنا ے دلی عید مبارک تجہکو
گلے ملنے کو ترے خنجر فولاد آیا

جلوہ فرما جو ہوا دیر کے باہر وہ بت
دیکہکر کعبہ پرستون کو خدا یاد آیا

آئینہ دیکہتے ہو خوف ہے عالم نہ کہے
جو کیا تہا ترے آگے ستم ایجاد آیا

مین جو دیوانہ لب ہون تو مرے پاس فروغ
بیڑیان لیکے رگ لعل کی حداد آیا

داغون کا دل کے کوئی بہی پرسان وہان نہ تہا
اوس باغ مین تہے ہم کہ جہان باغبان نہ تہا

کسدن حضور ناز مرا امتحان نہ تہا
کسدم گلے پہ خنجر بُرّان روان نہ تہا

شب کو جو لب پہ نالۂ آتش فشان نہ تہا
پہلو مین کی نظر تو دل خستہ جان نہ تہا

دل مین تہا رات درد مگر دم بخود تہا دل
جلتی تہی ایسی آگ کہ جسمین دہوان نہ تہا

بیوجہ چپ رہا تہا نہ مین سنکے کل وہ بات
پاس ادب تہا ورنہ مین کچہہ بیزبان نہ تہا

یہ شوق دل وہ راہ چلایا کیا مجہے
جس راہ مین کہ راہنما کا نشان نہ تہا

کیا خوب تہا وہ عہد طبیعت کہ جن دنون
ناموس پردہ دار کا نام و نشان نہ تہا

کرتا تہا سیر کوچۂ گیسو کی روز دل
کچہہ بہی خیال سنبل باغ جنان نہ تہا

کٹتے تہے کس مسرت و عشرت سے رات دن
جس سرزمین پہ ہم تہے وہان آسمان نہ تہا

چڑہتے ہی اس پہ گرتے ہین اب سر کے بل سوار
اتنا تو تیز توسن عمر روان نہ تہا

زندہ رہے فراق مین ہم کسقدر **فروغ**
ہمسا بہی کوئی زیر فلک سخت جان نہ تہا

تپ ہجران نے دل کے بعد جسم ناتوان پہونکا
مکان پیچہے جلایا پہلے اسباب مکان پہونکا

حیا تو تہی ادب آموز سیر دیدہ و دل کی
چراغ ہوش کو کیون آتے ہی اے جان جہان پہونکا

تب اس دل کو ہوئی اللہ اکبر غش سے کچہہ فرصت
جب اوس پر پڑہکے سارا مصحف روئے بتان پہونکا

غم و شادی نظر آنے لگے دونون ہمین یکسان
جگر کی آگ نے کیا خانۂ سود و زیان پہونکا

نہین معلوم کسکے نالہائے گرم سے شکوہ
فلک پر نسر جلایا کہ میرا آشیان پہونکا

کسیکے کان کی بجلی غضب سے ہی گری جسنے
دل عالم کا سارا خرمن تاب و توان پہونکا

بتا تو رات کیا سرگوشیان کاکل سے ہوئی تہین
ترے کانون مین اس کافر نے کیا اے جان جان پہونکا

تمناؤن کا مری جسقدر سامان تہا دل مین
تری اس گرم رفتاری نے اے عمر روان پہونکا

جہانتک دیکہتا ہون بزم مین سکتے کا عالم ہے
فسون کیسا یہ تو نے اے **فروغ** خوش بیان پہونکا

[illegible]

نہ پوچہو حال کچہہ مجہسے دل مضطر کی وحشت کا
ہزار آفت کا آجانا ہی آنا اک طبیعت کا

عداوت کا بڑہانا خاصہ میری محبت کا
محبت کا بڑہانا معجزہ انکی عداوت کا

حیا شوخی پہ غالب ہو نہین سکتی تو پہر اید ل
اشارہ ہو کے رہجاتا ہی کیون چشم عنایت کا

تپش مین وہ ملی لذت کہ سو دل مجھکو گر ملتے
تو ہر اک دل مرا مشتاق ہوتا سو جراحت کا

بہت صدمے اوٹھائے پر نہ نکلی کیسی صورت
مجھے اب جان پر اپنی گمان ہے اپنی حسرت کا

بولائین کسطرح بزم طرب مین اپنی وہ مجھکو
سمجھتے ہین کہ یہ اک درد ہے پہلو عشرت کا

دل بیتاب نے توڑا اسی بہی حجتین کر کے
ذرا سا رہ گیا تہا سلسلہ صاحب سلامت کا

کیا ہی حشر برپا نالہ و فریاد و زاری نے
گمان ہے شام فرقت پر مری صبح قیامت کا

تحمل اسقدر شایان نہین ہے گیسوے جانان
نہایت بڑہ چلا ہے حوصلہ شبہا فرقت کا

عبث کرتا ہے تو ذکر امید و بیم اے زاہد
نہ خائف ہون مین دوزخ سے نہ طالب ہون مین جنت کا

فروغ اس وادی پُر خار مین پرسان ہے کون اپنا
مگر ہان اک خیال اوسکا کہ ہے غمخوار وحشت کا

کہا دل نے تماشا دیکہکر ساری خدائی کا
کہ جو کچھہ ہے سو آئینہ ہی اوسکی خودنمائی کا

دل مضطر سے کیونکر دور ہو کھٹکا جدائی کا
یہان انداز ہی سب جسم و جان کی آشنائی کا

خطا ہے دل ہی کچھہ یا کچھہ غرور حسن کا ایما
سبب کچھہ تو بہلا ظاہر ہوا بے اعتنائی کا

الٰہی عالم دل کا ہی کیا باقی کوئی گوشہ
اوٹہا ہے غل جو وان پہر فوج مژگان کی چڑہائی کا

مرا نالہ صدا طوطی کی ہے نقار خانے مین
بڑہا ہے کسقدر اب شور اوسکی دلربائی کا

حرم سے دیر کو جاتا ہے ایمان صورت قیدی
بتون کے حسن مین کیا زور ہے ساری خدائی کا

ہماری خاکساری کا مقلد ہے گہر دانہ
یہ کیون گردیتیمی پر ہے اک عالم صفائی کا

نظر جب وہ اٹھاتے ہین تو ہوجاتا ہون بسمل | نشانہ بنگیا ہون دیکھئے تیرِ ہوائی کا

چلا آتا ہی سوے بزم مے واعظ کوئی کہدو | کہ عشوہ دخترِ رز کا ہی دشمن پارسائی کا

ہین ایسے وصل کا اے تیغِ نازِ یار ہون طالب | کہ جسمین نام کو بھی کچھ نہو کھٹکا جدائی کا

فروغ اللہ اکبر اس شکستِ دل مین یہ لذت
کہ کوسون بھاگتے ہو نام سنکر مومیائی کا

کیا نالہ نے بلبل کے جو شکوہ بیوفائی کا | کہا خندہ نے گل کے ہی یہی پاس آشنائی کا

مرے نالہ کو کیون دیتے ہو طعنہ نارسائی کا | یہ کیا کم ہے کہ ڈنکا بج رہا ہے آشنائی کا

یہ دوراندیشیان دیکھو دلِ نخچیرِ الفت کی | اسیری سے بھی پہلے اسکو تھا کھٹکا رہائی کا

لقب ہے زندگانی یا الٰہی وصل کا کسکے | یہ مرگِ ناگہانی نام ہے کسکی جدائی کا

دلِ ناداں وہ کافر زلف پھانسی تجھکو دیگی | اگر کچھ بھی کھلا وان جرم ذوقِ آشنائی کا

ادھر اہلِ زمین اور اوسطرف گردون ہے چکر مین | یہ اک شمہ ہے اون غمزون کی کافرماجرائی کا

جواب اپنا بھی ہے اے ناصح وہی جو کہ مجنون نے | دیا تھا سنکے افسانہ تمہاری ژاژخائی کا

درستی شکستِ دل ہوئی کچھ نرم باتون سے | کیا ہے کام مومِ شہد نے یان مومیائی کا

فروغ افسوس اب تک کوچہ قاتل سے یہ غفلت
ارے ناداں یہ موقع پھر کہان بخت آزمائی کا

غم اک لیلی کا ہے قاتل ہمارا | کفن ہو پردہ محمل ہمارا

نگاہِ ناز ہے اور دل ہمارا | نصیب برق ہے حاصل ہمارا

گواہی دے رہا ہے دل ہمارا
کوئی انداز ہے قاتل ہمارا

کرم ہے تیرا اے صیاد ورنہ
نہ تہا دل صید کے قابل ہمارا

اوٹہائین بیکسی کا کیون ہم احسان
کسیکا غم ہے ہم منزل ہمارا

نہین بیوجہ پیچ و تابِ کاکل
پہنسا ہے اسمین شاید دل ہمارا

ظہورِ سوزِ دل سے شمع آسا
کٹایا سر سرِ محفل ہمارا

ارے دل آج مثلِ تیغِ غمزہ
کہنچا ہے ہمسے کیون قاتل ہمارا

ترے بندِ قبا کے ساتہہ ای شوخ
کہلیگا عقدۂ مشکل ہمارا

ٹہر سکتے نہین ہم لامکان پہ
ابہی گہر سے کہی منزل ہمارا

بنایا عشق نے سبکو وہ دریا
کہ طوفان ہے لبِ ساحل ہمارا

کہان ہم اور کہان وصل اوسکا ای شوق
تصور ہے یہ سب باطل ہمارا

لیئے جاتا ہے اوس کوچہ مین اولٹا
ہمین کو جذبۂ کامل ہمارا

فروغ اب تو کسیکے لطف سے بہی
سنبہلتا ہی نہین یہ دل ہمارا

مہر و ہوا ہے آج زورون پہ ہماری آہ کا
حال کیا ہوتا ہے دیکہین چشمِ مہر و ماہ کا

مہر اک ذرہ ہی اُس مہرو کے گردِ راہ کا
یہ کہان رتبہ کہ مجرائی ہو اُس درگاہ کا

بارگاہ عشق سے ملتے ہین داغون کے درم
خاص ہے یہ فیض اس سرکارِ عالیجاہ کا

سامنا اُس برق وش کا آج شاید ہو گیا
طور کچہہ کچہہ ابر مین ہے میرے دودِ آہ کا

کیون ڈراتا ہی تو او قاتل اوڑانے جلد سر
پاؤن ہلنے کا نہین اس بندۂ درگاہ کا

ایکدم بھی راہ پر سیدہا نہین جاتا کبھی
کیا چلن بگڑا ہے میرے نالۂ جانکاہ کا

اے علم اُس لب جان بخش کو جنبش ہلالی ایکدم
دیکھلے پرواز پہر تو مرغ بسم اللہ کا

دیکھئے فرمانروائی بارگاہ ناز کی
نام بہی لیتا نہین اب کوئی نادرشاہ کا

شان و شوکت دیکھکر اُس بت کی سب اہل حرم
بول اوٹھے آخر کہ آگے نام ہے اللہ کا

غیرت خورشید ہے نقش قدم اوسکا فرغ
اوس سے کرتا ہمسری کیا سر پہرا تہا ماہ کا

اس دل غم دوست کو کیا غم ہوا
درد اُسکا جب ذرا بھی کم ہوا

تاب دندان دیکھکر بیدم ہوا
آب گوہر میرے حق مین سم ہوا

کیا کہون کل دیکھکر اونکی ادا
حسن کا خود اونکے کیا عالم ہوا

حسرت و ارمان کی مجلس مین اتا
میرے دل کا خوب ہی ماتم ہوا

آفرین اے زخم دل خود تیر شوق
بڑھتے بڑھتے ناخن ضیغم ہوا

غم نہین اسکا کہ وہ دل لیگیا
پہر وہ کیون آئیگا اسکا غم ہوا

کیون ہے اے دل سرنگون مثل کمان
تیر تو اُسکا ترا ہمدم ہوا

یان تو مرہم کا خیال آیا نہین
کیون مزاج زخم دل برہم ہوا

وان ہوئی تیغ نگہ جب سے علم
یان سر تسلیم اپنا خم ہوا

کیا وہ بگڑے عشق کی تصدیق سے
لو قسم کہانا ہمارا سم ہوا

تو ہوا گہر اوسکا مین حرمان نصیب — تو حرم اے دل مین نامحرم ہوا
کیا محبت تہی دل و غم مین کہ جب — دل گیا غم کو نہایت غم ہوا
دیکہکر اوس گل کا حسن رنگ و بو — خندۂ گل گریۂ شبنم ہوا
تشنۂ خون کیون ہوئی میری تیغ — زخم دل کب طالب مرہم ہوا
ہوگیا گل رونق افروز ظہور — جب ظہور سرور عالم ہوا

مہر رخ کی دہوپ دکہلادے فروغ
آنکہہ کا پردہ مرے جب نم ہوا

ردیف بای موحدہ

آستان یار ہے خاطر نشان آفتاب — جبہ سائی کے ہے قابل آستان آفتاب
پہر خیال روے جانان جلوہ فرما دل مین ہے — پہر بنے ہین آجکل ہم میہمان آفتاب
ذرہ کو بہی صنم سے خلق نے نسبت جو دی — ٹر بگہٹی اوس زور سے توقیر شان آفتاب
جب سے اولٹا ہی نقاب اوس شمع رخ نے ملتا نہین — ماہ کا شب مین پتہ دن مین نشان آفتاب
وصف اوسکی روے تابان کا بہلا کیا ہوسکے — جسکا ہر نقش قدم ہے توامان آفتاب
کب سے ہم مشتاق رخ ہین کچہ خبر بہی ہے تمہین — جب فلک پر کچہہ نہ تہا نام و نشان آفتاب
جلوہ گر تہا عکس روے یار دل مین جب نہ تون — اپنے ہر داغ جگر پر تہا گمان آفتاب
روبرو اوسکے نہ ٹہہرا جب ہوا وہ بے نقاب — بار ہا ہمنے کیا ہے امتحان آفتاب

نقش پا ہے اُسکے کسنے دی ہی نسبت اے فروغ
آسمان پر ہے دماغ عز و شان آفتاب

آرزو سے دل کا جب چاہا جواب
تیغ سے بولے کہ دے اسکا جواب

نامہ بر بنکر چلی خود آرزو
دیکہیے لاتی ہے اپنا کیا جواب

کسقدر یہ دل مکدر ہوگیا
صاف تمکو یون نہ دینا تہا جواب

لو سوال بوسہ بہی اب تہے وہان
اُس دہن کیطرح ٹہرا لاجواب

دل کے کہنے پر عمل ہمنے کیا
ورنہ ہم دیتے بہت اچہا جواب

حال زخمون کا نہ مجہسے پوچہیے
ایک دل ہے سارے گلشن کا جواب

ناز دلواتا ہے مجہکو گالیان
نالۂ دل ہان ذرا دینا جواب

جب وہان زخمِ لائیگا سوال
وہ زبان تیغ سے دیگا جواب

سب سوالونکا تہی اے محتسب
دے رہا ہے قلقل مینا جواب

خواب غفلت مین نہین ہون مین فروغ
سوچتا ہون اپنی غفلت کا جواب

خامشی کو مین رضا سمجہا فروغ
وصل کی شب جب نہ کچہہ پایا جواب

کم لگایا کیجیے منہہ سے بڑی پرفن شراب
سر پہ چڑہ ہی جاتی ہے مثل نشۂ دشمن شراب

اوسکی قدرت دیکہتا ہون تیری آنکہین دیکہکر
دو پیالون مین بہری کیونکہ یہ لاکہون من شراب

ہین خدا ناخواستہ قاضی نہین واعظ نہین
کسلیے مجہسے چہپاتے ہو تہہ دامن شراب

کیا شکایت مجھکو جب دونونکا حاصل ایک ہے
خونِ دل پیتا ہون مین اور وہ پیتے ہین شراب

طے کیا کرتا ہے دم مین دونون عالم کو **فروغ**
کسقدر ہے دیکھئے یہ گرم رو توسن شراب

پھر نالہا سے دل کا روان ہے اب
اور پوچھتا ہوا کہ وہ یوسف کہان ہے اب

دیکھو تو آکے تن مین مرے جان کہان ہے اب
اک بات کہنے کرنیکو باقی فغان ہے اب

رخ سے نقاب اُسنے تو اے دل الٹ دیا
ہستی کا تیری پردہ فقط درمیان ہے اب

اے بوے گل نہ چھیڑ ہمین دیکھ تو ذرا
وہ دل وہ ولولہ وہ طبیعت کہان ہے اب

کہتا ہے درد مسکن جگر ہے دل تو پھر
اے نالہ تجھکو کیون ہوس لا مکان ہے اب

اوس بے دہن کے روبرو چلتی نہین ذرا
کہنے کیواسطے مرے منہ مین زبان ہے اب

وہ آنکھ پھیر لیتا ہے رخ کرکے اسطرف
تیرِ نظر کجی پہ برنگِ کمان ہے اب

دل ہو گیا ہے ناقۂ لیلی کا ساربان
اے نالہ صرف پردۂ محمل گران ہے اب

دل کی تپش نے تن کا یہ کیا حال کر دیا
ہر بال پر مرے رگِ دل کا گمان ہے اب

مانع نہین ہے اب تو کسیکا بھی انتظار
بیوجہ کیون یہ ٹھہری ہوئی لب پہ جان ہے اب

دیکھو دماغ اس سرِ شوریدہ کا **فروغ**
سایہ بھی زلفِ یار کا اسپر گران ہے اب

ردیف بائے فارسی

جھجکے اے حضرتِ دل برد ہے خمار سی آپ
واہ معلوم ہوا ڈر گئے تلوار سے آپ

ہم سمجھتے ہی نہین مست مے الفت ہین
باتین آداب کی کیجے کسی ہشیار سے آپ

گو ہر وصل کی امید بہلا کون کرے
جان بیجانے مین لیتے ہین خریدار سے آپ

ہمسری کرتی ہے ابرو سے تمہاری شمشیر
کیجے دو ٹکڑے اسے ناز کی تلوار سے آپ

بوسے کے دینے مین کچھ عذر نہ کیجے صاحب
ورنہ گھبرائیگا شوق کی تکرار سے آپ

زلف و مژگان کی وہ تہائی ہین جفا مین ایدل
اب تو عقرب سے ڈرینگے نہ کسی مار سے آپ

وعدہ لطف تو کرتے ہین مگر عرض یہ ہے
کرین آگاہ بہی اس لطف کی مقدار سے آپ

مدح انکار سے لگے کرنے بمجبوری ہم
جبکہ بیزار ہوئے خواہش اقرار سے آپ

کیا عداوت کے بہی دشمن ہوئے ای کان نمک
دور رہتے ہین جو اتنا دل افگار سے آپ

زخم کاری کیطرح پہرتے ہین خون روتے ہوئے
اور اے حضرت دل ملئے ستمگار سے آپ

نامہ بر راہ لے اپنی یہ دل اپنا مطلب
جا کے خود عرض کریگا بت عیار سے آپ

آپ خود کان نمک ہین چلے آئین بےخوف
ہونگے شرمندہ نہ ہرگز دل افگار سے آپ

گردش چشم صنم سے ہوئے کیا زار فروغ
خط موہوم بنے گردش پرکار سے آپ

ردیف تاے مثناۃ فوقانیہ

بتا اے دل رہا تو کسکے گھر رات
پھرایا تو نے مجھکو دربدر رات

رواں تھا چشم سے فوارہ خون
نہایت خون دل تھا جوش پر رات

اوسیکی رات تہی وہ عیش اوسیکا — رہے آرام جان تم جسکے گہر رات

خطِ مہ نے مجہے بے یار پاکر — رگِ جان پر لگائے نیشتر رات

کسیکی چشم کی گردش سے عالم — مژہ کیطرح تہا زیر و زبر رات

سنا تو کچہہ مرا افسانہ لیکن — بہت جہجکے وہ افسون جاگر رات

فروغ اوس رخ کی افشان کی ہوس مین
ثریا پر رہی سیری نظر رات

کسیکی ناز کی کا تہا جو ڈر رات — نہ نکلا دل سے نالہ تا سحر رات

اودہر بس بسا دہر جوش ہوس تہا — کٹی اسطرح قصہ مختصر رات

بہت بگڑے وہ گستاخی پہ اوسکی — بنی تہی میرے دل کی جان پر رات

نہ پوچہو حال میرا تم نکیرین — لگا تہا دل پہ اک تیر نظر رات

ثوابت وارستے حیرت مین سیار — جو تہا وہ جلوہ فرما بام پر رات

وہ آکر پہر گئے دم بہر نہ ٹہہرے — مرے گہر شام ہی سے تہی سحر رات

فروغ اوس زلف و رخ کے عاشقون کو
خبر کیا ہے کہ ہر دن ہے کہ ہر رات

لبون پر ہے دل بسمل کی حسرت — نکل او خنجر قاتل کی حسرت

لکہا تہا یون کہ دونون ساتہہ نکلین — ہماری جان کسیکی دل کی حسرت

چبہیگی دل مین مثل خار کب تک — خیالِ دوری منزل کی حسرت

دکہاتی کیا ہی دیکہین آگے چلکر
ہماری سعی بیجا وصل کی حسرت

نہین معلوم کسکی آرزو ہین
سراپا بنگیا مین دل کی حسرت

جلاتی ہے ہمین در پردہ یارب
یہ کسکی گرمی محفل کی حسرت

بیان کرتی ہے میرے دل کی روداد
کف افتادۂ ساحل کی حسرت

جو آئین چودہوین کو وہ لب بام
تو دیکہو پہر مہ کامل کی حسرت

عداوت اونکے دل کی ہوگئی ہے
فروغ بے نوا کے دل کی حسرت

ہمنشین گر ہے یہی دیدۂ تر کی صورت
کوئی دن مین نظر آئیگی نہ گہر کی صورت

نہ دکہائیگی اگر آج اثر کی صورت
کبہی دیکہونگا نہین آہ سحر کی صورت

کمر نازک جانان سے لپٹ کر دل زار
کیا بنا ہے گرہ تار نظر کی صورت

نہین معلوم کہ کیا حشر بپا کر دیتے
دیکہہ پاتے مرے نالے جو اثر کی صورت

پردۂ گل مین جو تہا اوسکو نہ دیکہا بلبل
ہوگئی تیری تو رہزن گل تر کی صورت

صدمے دیکر مجہے دیکہا کہ ہے زندہ تو کہا
دیکہنا چاہیے اب اسکے جگر کی صورت

حسن کے رعب نے اندر مجہے جانے نہ دیا
رہگیا در ہی پہ مین پردۂ در کی صورت

دوستو پوچہو نہ کچہہ منزل مقصود کا حال
ترک جان ہے یہان آغاز سفر کی صورت

انتظار بت عیار مین مدت سے **فروغ**
در سے آنکہین ہین لگی حلقۂ در کی صورت

ایک مدت سے کہلی آنکہین ہین در کی صورت
اپنا گھر جانکے آجاؤ نظر کی صورت

ذکر خورشید قیامت جو کیا واعظ نے
پہر گئی آنکہون مین اوس رشک قمر کی صورت

کوچہ گردی نہ کرو اتنی کہ چہپ جاؤ گے
ایکدن گرد یتیمی مین گہر کی صورت

جب بٹہایا ہمین تیغ بیٹہہ گئی دل کیطرح
جب اوٹہایا تو اوٹہے درد جگر کی صورت

مر کے چاہا کہ چہوٹین عشق کمر سے لیکن
نظر آئی نہ عدم مین بہی مفر کی صورت

بزم مین تہی جو تیری نکہت گیسو تو رشک
جلگیا رشک کی آتش سے اگر کی صورت

گو خبر اپنی نہین مجہکو مگر اوسکے لئے
اوڑتا پہرتا ہون مین عالم مین خبر کی صورت

خط خورشید ذرا اور جو ہوتا باریک
تو مین کہتا کہ یہ ہے اونکی کمر کی صورت

شب مہتاب مین رہتا ہون مین بیتاب فروغ
اوسکی صورت سے جو ملتی ہے قمر کی صورت

گر پری دیکہے مرے رشک قمر کی صورت
ہو کے حیران کہے اللہ رے بشر کی صورت

چشم پر آب رہا کرتی ہے مثل شبنم
آپ ہنستے ہین بہت کیون گل تر کی صورت

حیرت حسن تو دیکہو کہ مری آنکہو مین
اشک تک ہلتے نہین آب گہر کی صورت

جیسے کی زیب کمر یار نے شمشیر ادا
دیکہنے مین نہین آتی ہے سپر کی صورت

اے رگ گل اسے کہتے ہین لطافت کہ کبہی
نظر آیا نہ کسیکو وہ نظر کی صورت

سیمبر کو مرے دیکہا تو کہا گل نے یہ شوخ
کاش آجائے مرے آغوش مین زر کی صورت

تیری تسبیح سی بڑہتا ہے غم دل زاہد
ہے یہی میرے بہی صدپارہ جگر کی صورت

تنگئ بزم نے کیا کام کیا رات فروغ
کہ ہوئی صبح سے نہ کافر کو مفر کی صورت

ایک مدت سے کھڑا ہون مین شجر کی صورت
اب تو پردے سے نکل آؤ ثمر کی صورت

اوڑ گئے ہوش مرے دیکھکے مضمون عتاب
خط بھی کافر کا جو آیا تو خطر کی صورت

زیب پا رنگ حنا وان ہے یہان بارش سنگ
ایک ہے پاے صنم اور مرے سر کی صورت

تو وہ قاتل ہے کہ گر سایہ فگن ہو گل پر
اوسکا ہر برگ ہو خونریز تبر کی صورت

چلکے اس کوچے مین پیوند زمین ہو جائین
ہے یہی اپنے سفر اور ظفر کی صورت

ع السفر نصف السقر

ہو حنا سے کف مشاطہ دلا خون ہو کر
زلف تک اوسکے ہے اک یہ بھی گزر کی صورت

دیکھکر حسن کی گرمی کو ترے اے کافر
اوڑ گئے ہوش سمندر کے شرر کی صورت

اونسے کیا دل کو ہو امید ترحم جنکو
اوسکے نالون سے تنفر ہے اثر کی صورت

کیون نہ مطبوع جہان ہو تری دشنام ہی یا
تیرے ہر عیب مین ہے لاکھ ہنر کی صورت

بدگمانی مری سائل ہے رقابت تجھسے
کیون ہے پرشور نمکدان مرے سر کی صورت

کیا عجب ہے کہ خود اوڑکر یہ مرا نامۂ شوق
وصل بازو سے کبوتر سے ہو پر کی صورت

لاغری اپنی سلامت رہے جس سے کہ فروغ
رہتی ہے پیش نظر اونکی کمر کی صورت

ردیف تائے ہندی

جب جانین ترا خوب ہے ای تیغ نظر کاٹ
اک وار مین داغ دل مضطر کی سپر کاٹ

موقوف ہوئی کیون نمک افشانی خندہ
للہ نہ عاشق کا حق زخم جگر کاٹ

ایک خلق ہے سرگرم فغان دیکھکے وہ رخ
اے غمزۂ رہزن تو رہ جذب اثر کاٹ

یون تیز چلے تیرے لب لعل کے آگے
طوطی کی زبان بہر خدا صورت پر کاٹ

کرتی نہین بلبل ادب گوش نزاکت
سر اوسکا تو اے خنجر برگ گل تر کاٹ

تاب نگہ شوق نزاکت کو کہان ہے
تو دشنۂ مژگان سے ہر اک تیر نظر کاٹ

اے ماہ ترے بام پہ ہے کسکی رسائی
تو شل قمر رات کو بیخوف و خطر کاٹ

کہتا ہے سجا اوس سے فروغ اوسکا عارض
چلکر چمنستان مین رنگ گل تر کاٹ

ردیف تای مثلثہ

باقی تھا کون کی یہ دوبارہ ادا عبث
سب جا چکے جہان سے آئی قضا عبث

وصل نگار ہجر سے بڑھکر ہی جانستان
رکھتی ہے تو امید اثر اے دعا عبث

دل مین وہ تاب اور وہ طاقت نہین رہی
اب اے نگاہ ناز یہ مشق جفا عبث

مین نے کہا کہ آپ تو ہین میری زندگی
بولے کہ زندگی سے امید وفا عبث

اوس بت نے بات بھی تو نہ کی تجھسے ایکدن
اے دل تو اوسکے واسطے کافر ہوا عبث

یکسان ہین مجھکو راحت و رنج اے ستم شعار
اب تجھکو قصد ہے مرے آزار کا عبث

مارے ہوئے کو مارنا بے سود محض ہے
کرتے ہو دل کیواسطے فکر سزا عبث

عقدہ ہے میرے دل کا وہ آئے دست آرزو
کوشش پئے کشایش بند قبا عبث

شوخی کا زور شور اور اس دل کی چھیڑ چھاڑ
گستاخی ہو معاف یہ شرم و حیا عبث

مانند عمر رفتہ پھرا وان سے کب کوئی
قاصد کی بازگشت کا ہے آسرا عبث

کعبے کو گر مین جاؤنگا وان بھی تو سنگ ہے
پھر مجھکو بت پرستی سے ہے روکنا عبث

تم مجھسے بات کرتے ہو کیا کم ہے یہ اثر
کہتے ہو میرے نالے کو تم نارسا عبث

مقبول ہو چکی ہے دعا درد کی فروغ
کھاتی ہے اپنا خون جگر یہ دوا عبث

ردیف جیم معجمہ

خیر ہے مضطر بہت ہم آپکو پاتے ہین آج
اسقدر کیون حضرت دل آپ گھبراتے ہین آج

کیا کہین اے ہمنشین کیا بات ہے جو صبح سے
ہمکو سمجھاتا ہے دل ہم دل کو سمجھاتے ہین آج

کل تلک شیخ حرم تھے اپنے سب ہوش و حواس
کوچۂ زلف صنم مین ٹھوکرین کھاتے ہین آج

صبر دل ہین اور دل سینہ مین کیون اے اضطراب
او گرفتار قفس کسطرح گھبراتے ہین آج

تجھکو اے شوق شہادت ہو مبارک کام دل
جلوہ گاہ ناز مین وہ مجھکو بلواتے ہین آج

کس غضب مین جان ہے یارب کہین وہ سن نہ لے
حضرت دل اور کچھ ارشاد فرماتے ہین آج

ہو گیا شاید صنم عزم میرے قتل کا
اسکے انداز و ادا کچھ مجھسے شرماتے ہین آج

تیرا اے اندیشۂ عذر نارسائی شکریہ
ہم ہی جا کر آپ سے اپنی خبر لاتے ہین آج

شرمست کل تک ملا سکتے نہ تھے ہمسے نظر
یہ ہمارے مہربان آنکھین جو دکھلاتے ہین آج

ساتھہ چلتے ہو ہمارے اے **فروغ** خستہ جان
پھر دل گم گشتہ کو ہم ڈھونڈھنے جاتے ہین آج

قدمون پہ گرا یار کے کٹکر مرا سر آج
کیا دل کی مہم تیغ نگہ سے ہوئی سر آج

نکلی عوض خون مرے زخمون سے شکر آج
کیا آب دہن سے تہی بجھی تیغ دو سر آج

کس شوخ کا یارب ہے تصور مرے دل کو
جو برق بنے ہین مرے آہون کے شرر آج

سرگرم صف آرائی ہے وہ لشکر مژگان
اے حضرت دل باندھیے مضبوط کمر آج

زاہد یہ قد یار قیامت سے ہے کیا کم
کیونکر نہین مجھکو ہے بھلا کل کی خبر آج

کسطرح سے نکلینگے رہ جب لاکھون ہی آنکھین
اوس در سے لگی ہین صفت حلقہء در آج

بے پردہ وہ بیٹھے ہین ادہر سپہر تو شمسہ کو
دیکھین تو ہم اے مہر ترا لاف نظر آج

کچھہ بیخودی کچھہ زلف ستمگر کی کشش تہی
آخر کو چلا ہی گیا مین غیر کے گہر آج

کیون شکل سے اس دل کی تمہین ہو گئی نفرت
کیا آگئی آنکھون مین **فروغ** اونکی نظر آج

ہم دل کی طرح جاتے ہوے اے ہوش کدہر آج
کچھہ کہتی ہے سمجھو تو لگاوٹ کی نظر آج

کیا تہا کہ جو لی آبلہء دل کی خبر آج
اے خار رہ دوست چلے آئے کدہر آج

وہ آتے ہین اور تیغ بھی ہے زیب کمر آج
ظاہر ہے سبب پوچھین بھلا کیا کہ کدہر آج

اُس تیغ سے کچھہ عذر کیا تمنے تو واللہ
یا ہم نہین یا تم نہین اب گردن سر آج

ہر روز وہ اک تازہ ستم کرتے ہین ایجاد / کیونکر نہو ہر روز مرا کل سے بتر آج

کل دیکھینگے جب پردہ اوٹھائینگے وہ رخ سے / یون تو ہین بہت مدعی تاب نظر آج

نالے سے ہمارے تو عداوت تھی اثر کو / کیون آتے ہین تھامے ہوئے پھر دل وہ ادھر آج

اوڑتی ہوئی پھرتی ہے ابھی خاک ہماری / سمجھے تھے غلط ہم کہ ہوا ختم سفر آج

کیون صبح سے تصویر صفت بیٹھے ہو خاموش / کیا خواب مین دیکھا ہی مرا داغ جگر آج

وہ اونکو تماشا تو کہا اے تپش دل / تکتی ہی رہے میری طرف اونکی نظر آج

تھامے ہوئے دل کو وہ فروغ آتے ہین دیکھو
کیونکر نہو شاکی مرے نالون سے اثر آج

ردیف جیم فارسی

اے مصور نہ یون تصویر بت بے پیر کھینچ / ہے مرا آئینۂ دل عکس کی تصویر کھینچ

قتل عالم گر ہے منظور نظر بے شور و شر / شرمگین آنکھون مین سرمے کی ذرا تحریر کھینچ

جان نکل بھاگی گی صدمے سے ابھی اے چارہ گر / پوچھکر میرے دل مجروح سے تو تیر کھینچ

اوس بت کافر کے سنگین دل کو از بہر خدا / بنکے مقناطیس ہی اے آہ بے تاثیر کھینچ

زاہد آیا ہے جو تو بہر نماز عاشقان / نالہا ئے گرم جائے نعرۂ تکبیر کھینچ

ناتوان ہون دم نکلجائے نہ نالے کیطرح / اے خیال زلف آہستہ مری زنجیر کھینچ

دم گھٹا جاتا ہے دونون کا ترے ہم جائے / نالہ کھینچون مین ادھر اور تو ادھر شمشیر کھینچ

زاہدون کی شیخیان ابتو سنی جاتی نہین | مثل ہے اونکا ہی دل ای میکدے کی پیر کھینچ
اس دل مضطر پہ اے حال پریشان رحم کر | اسکی تسکین کے لئے اوس زلف کی تصویر کھینچ
کسقدر اپنے دل سنگین پہ اسکو ہی گھمنڈ | مجھسے کہتا ہے کہان تو آہ پر تاثیر کھینچ
عمر ساری کٹ چکی دو ایک دم باقی ہین صرف | طول تنا اب تو اے شوق کی تحریر کھینچ

ہے نشانہ سا سینہ یعنی کہ وہ ہے سامنے
ترکش دل سے فروغ اک آہ کا تو تیر کھینچ

ردیف حاے حطی

دل مین کچھ ایسی بسی ناوک مژگان کیطرح | کہ نکلنے لگے نالے مرے پیکان کیطرح
مجھسے ملجاییے جسطرح ملے ہین دونون | میری قسمت کیطرح آپ کی مژگان کیطرح
غم کسیطرح نکلتا ہی نہین کیا کیجے | جم گیا ہے دل ناشاد مین ارمان کیطرح
زلف جانان کے مشابہ ہے بہت حال مرا | یعنی دونون ہین ہمہ شب شام غریبان کیطرح
اپنی بربادی ہوئی مد نظر کیون یارب | نکہت زلف کو میرے سر و سامان کیطرح
جوش وحشت یہ رہا ہمکو کہ دامن کے سوا | دامن دل ہی تہا صد چاک گریبان کیطرح
خوف سے کسکے پیے آہ و فغان ہین مردہ | دل تو آباد ہے پر شہر خموشان کیطرح
چشم پر خون کا ہی فیض کہ دامن ہے مرے | باغبان سیکھنے آتے ہین گلستان کیطرح
کیا زمانہ ہے تیری زلف سیہ فام کا واہ | کفر محبوب دل خلق ہے ایمان کیطرح

اوس ستمکش سے امید وفا رکھتا ہون
مین بھی نادان ہوا ہون دل نادان کیطرح

خون عاشق تو نصیب اوسکو نہین ہے یارب
لعل نے کیسی اوڑائی لب جانان کیطرح

خوب جا پہنچا تو شب ہجر مین اس دل کا مرے
کوئی غمخوار نہ تہا سوزش پنہان کیطرح

چہیڑتا ہے مجھے ہر وقت یہ ہو جہ فروغ
دل نے بھی سیکھی ہے کیا غمزۂ خوبان کیطرح

ردیف خاے معجمہ

نہین ہے خندۂ گل کی اگر صدا گستاخ
تو گوش یار نے پہر اوسکو کیون کہا گستاخ

حیا حجاب تحمل مین کسطرح ٹھہرے
کرشمہ شوخ نگہ چلبلی ادا گستاخ

ادب سے کام نہ نکلا جو کچھہ بھی اس دل کا
تو اضطراب کی مانند ہو گیا گستاخ

پسین تو ہم ہین سنگ جفا یہان آپ چرخ
ہو سبز باغ دکہا کر وہان حنا گستاخ

نہ مانگون بوسہ تو کہتے ہین ہو گیا ہے غرور
جو مانگتا ہون تو کہتے ہین ہو گیا گستاخ

کشان لیے آتی ہے واعظ کو سوے میخانہ
یہ دختر رز بھی ہے کسدرجہ ساقیا گستاخ

لئے تو جاتی ہے اونکی ادا مین ڈرتا ہون
دل خراب ہے میرا بہت بڑا گستاخ

وہ اوسکو توڑ کے رکھتے ہین ہاتھ کانون پر
شکست شیشۂ دل کی ہے کیا صدا گستاخ

جبین زلف پہ کیون چین ہے بوسہ لینے سے
اسی نے تو دل مضطر کو کر دیا گستاخ

یعنے زلف نے ۱۲

یہ شوخیان دل مضطر مین پہلے کب تہین فروغ

کسیکی زلف کی صحبت مین ہو گیا گستاخ

ردیف دال مہملہ

نہ پوچھ کچھہ سبب نالہ و فغان صیاد نہ سن سکیگا مرے غم کی داستان صیاد

یہ میرے نالے نہ کیونکر ہون خونفشان صیاد دل و جگر مین محبت زخم ہین نہان صیاد

تپان ہون اسلیئے ابتک کہ زخم پنہان پر خیال خندۂ گل ہی نمک فشان صیاد

قفس کی قید کا مین غم کرون معاذ اللہ جناب عشق کا پہلا ہے امتحان صیاد

نہین خیال رگ گل کا نیش زن ہے اگر تو پھر یہ کیون ہے خلش دل کے درمیان صیاد

برنگ گل ہمہ تن گوش تو اگر ہو جائے تو کچھہ سناؤن تجھے اپنی داستان صیاد

امید رحم نہین اے دل عبث ہے گریہ و آہ کہین ہوا ہے کسی پر بھی مہربان صیاد

قفس مین ہوگا خدا جانے حال کیا میرا ہوا ہون دام مین پھنستے ہی نیمجان صیاد

خیال گل کا اڑاتا ہے ہوش بو کیطرح میرے سکوت سے ہونا نہ سرگران صیاد

چمن مین خوف خزان تھا یہان ہے رنج فراق فراغ تھا نہ وہان کچھہ مجھے نہ یان صیاد

بنا دیا مجھے تو نے ہی سخت جان ورنہ یہ زندگی مری اور ہجر بوستان صیاد

مین نالہ کرتا ہون تو دیکھہ آسمان کیطرف جو میرے غم کا ہے منظور امتحان صیاد

خیال گل ہے جو ہمدم تو مین سمجھتا ہون قفس ہے قصر مرا اور پاسبان صیاد

چمن سے ضد ہی تو رکھدے قریب شمع قفس اوسیکے گل سے کہین دل ہو شادمان صیاد

فروغ بلبل دل کا خدا ہی حافظ ہے

زمین ہے دام بلا اور آسمان صیاد

عقل کو دیوانہ ہم سمجھے قدح نوشی کے بعد
ہوشیاری ہم میں کیا آئی ہے بیہوشی کے بعد

کسقدر آتی ہے مجھکو شرم جب آتا ہے یاد
منفعل ہونا کسیکا میری خاموشی کے بعد

آج کچھ بیطرح کانوں سے لگی ہے اوسکی زلف
کیا بپا کرتی ہے آفت دیکھیں سرگوشی کے بعد

چپ جو رہتا ہوں تو دیتی ہیں ہزاروں گالیاں
کیا گزک پاتا ہوں میں صہبائے خاموشی کے بعد

عید تو ملتے ہو جیسے پر ہے بد نظر
کچھ کہیگی آرزوے دل ہم آغوشی کے بعد

سر کاٹنے سے بڑھا ہے کسقدر اپنا وقار
چار کے کاندھے چڑھے ہیں ہم سبکدوشی کے بعد

پی تو لینے دے ذرا زاہد ہمیں پھر پوچھنا
ہوش ہوتے ہیں بجا رندو کے مے نوشی کے بعد

اے زلف یار مشک سے بڑھکر ہے تو پسند
ہے سب کو یہ پسند مری موبمو پسند

حرباکو خور تدرو کو مہ مجھکو تو پسند
عالم میں اپنی اپنی ہے اے خوبرو پسند

اے غم نہ مجھکو جان نہ تن عیش خو پسند
اک دل مجھے پسند ہے جسکو ہے تو پسند

ملتی ہوئی ہے کچھ دل بیتاب سے مرے
پروانے کی ہے مجھکو بہت آرزو پسند

یہ اپنا اپنا ذوق ہے اے تیغ ناز یار
پانی ترا مجھے تجھے میرا لہو پسند

باتیں وہی کریگا تمہاری نگاہ سے
جسکو زبان تیغ کی ہے گفتگو پسند

گل بھی ہے کیا تمہارے کسی خستہ جان کا دل
چاکوں کا اپنے اوسکو نہیں ہے رفو پسند

کیونکر کریگا غیر ہمارا مقابلہ
ذلت ہمیں پسند اوسے آبرو پسند

مشکل پسندی دل نادان نے جان لی / یعنی کہ اوسنے کی ہے تیری آرزو پسند

ہمنے تو چاک دامن دل کے لئے فروغ
تار رگ جگر سے کیا ہے رفو پسند

ردیف ذال معجمہ

اتنی نہوگی آپکو جھوٹی قسم لذیذ / جتنا ہے مجھکو دست حنائی سے سم لذیذ

بوسہ تمہارے رخ کا میسر نہو جسے / گر مین کہون ہے میوۂ باغ ارم لذیذ

چھڑکا نمک جو تیرے تبسم نے ای ملیح / کیا ہوگیا کباب دل پر الم لذیذ

آنے سے خط کی دل لب شیرین سے ہٹ چلا / قند سیہ نبات سے ہوتا ہے کم لذیذ

کیا پڑ گئی نظر کوئی اپنی ادا او نہین / جو کہتے ہین آج کہ ہوتا ہے سم لذیذ

لکھا جو وصف اُس لب شیرین کا ہوگئی / شاخ نبات سے بھی زبان قلم لذیذ

یہ ذوق کا تمہارے ہے نقصان اے فروغ
جو اوسکی گالیون کو سمجھتے ہو کم لذیذ

ردیف رای مہملہ

وہان جانا ذرا اے دل سمجھکر / تڑپتے ہین جہان بسمل سمجھکر

خیال یار کی بھی خو ہے نازک / ذرا او اضطراب دل سمجھکر

کبھی بند قبا کھولا نہ اوسنے
ہمارا عقدۂ مشکل سمجھکر

چلے ہین حضرت دل شل بسمل
تپش کو رہبر کامل سمجھکر

عطا ہو کچھ تو ہمکو دل کے بدلے
حساب دوستان در دل سمجھکر

وفور ضعف سے نالے بھی لب تک
نہین آتے کڑی منزل سمجھکر

یہ زخم دل ہے خندان کسقدر آج
زبان خنجر قاتل سمجھکر

لئے جاتا ہون وان ہمراہ دل کو
خطاب ناز کے قابل سمجھکر

وہ شمشیر قضا کا گھاٹ نکلا
جہان اوترے تھے ہم ساحل سمجھکر

گلوئے عاشقان بھی ہے ادبگاہ
ارے او خنجر قاتل سمجھکر

کسی بسمل کو جب وہ دیکھتے ہین
بناتے منہہ ہین میرا دل سمجھکر

ابھی پردے مین گو وہ رخ ہے لیکن
ادھر آنا مہ کامل سمجھکر

بتون کی شان ہین بللہ واعظ
کہا کر کچھ حق و باطل سمجھکر

دم دیدار کر لیتے ہین ہم بند
فروغ اس آنکھہ کو حائل سمجھکر

کل ہمین غش آگیا دل کا تڑپنا دیکھکر
آپ ہی بیخود ہوئے اپنا تماشا دیکھکر

مین تو کچھ کہتا نہین لیکن یہی ہے مجھکو غم
کیا کہیگا تمکو عالم حال میرا دیکھکر

عذر بارش سد راہ مدعا ہو جائیگا
اب ذرا اے چشم تر آنسو بہانا دیکھکر

کسقدر تھا رات دل پر مجمع آہ و فغان
دل بھی حیران تھا سر و سامان اپنا دیکھکر

کوئے قاتل کا تماشا رات دیکھا ہمنے خوب
دیر تک ٹھہرے رہے تھے حشر برپا دیکھکر

کسقدر ہمپر کرم کرنے لگے اسرار غیب
فکر مضمون کمر کا دل مین آنا دیکھکر

سرو اور شمشاد کیا ہین فتنہ ہائی روز حشر
اپنی جانین کھوئینگے اوسکا سراپا دیکھکر

ناگوار طبع کیونکر طعنۂ اغیار ہو
خود ہنسی آتی ہے ہمکو حال اپنا دیکھکر

اسقدر سوئے کہ چونکے صبح محشر تک نہ ہم
شام نافرجام فرقت کا تماشا دیکھکر

اب جفاؤن کی شکایت ہر کسی سے ای فروغ
ہم نہ کہتے تھے ذرا دل کو لگانا دیکھکر

اب عبث ہی شکوہ اوس پردہ نشین کا ای فروغ
پہلے اوسکو دل دیا تہا آپ نے کیا دیکھکر

ہر دم دہن زخم سناتا ہے بیان اور
پاتا ہے جو ہر دم ترے ناوک زبان اور

جز شمع سحر تجھکو ہے کیا مجھہ پہ گمان اور
کیون مجھکو جلاتا ہے تو اے سوز نہان اور

کس ناز سے آجاتی ہے تن مین مرے جان اور
جسوقت وہ جلاد سے کہتا ہی کہ ہان اور

واعظ یہی ارشاد تو موسی کو ہوا تھا
ارباب ادب اور ہین اور سوختہ جان اور

ابتک نہین دیکھی قدر انداز قضا کی
ان ابرو و مژگان کے سوا تیر و کمان اور

کرتا ہون ادب ناصح نادان کا ابھی مین
کچھہ مجھہ پہ کرم کیجئے اے پیر مغان اور

آنکھون سے مرے بہگیا خون ہوکے دل زار
پھر کون ہے پہلو مین مرے گرم فغان اور

کیا فہم رسا ہے کہ لگاتا ہے دہن تیر
کہتا ہون مین جب ہیچ کوئی راحت جان اور

پہونچیگا نہ تو ضد نکر اے قاصد نادان
عالم کے مکان اور ہین اور اوسکا مکان اور

نادان ہی رہا صورت بلبل دل شیدا
آیا نہ کوئی اسکو ہنر غیر فغان اور

وہ گالیان لکہتے ہین ہمین اونکی تنا ہم
ہے رسم محبت کی یہان اور وہان اور

ہوتا ہی غضبناک وہ تاثیر سے اوسکی
کرتا ہے اوسے آگ مرا سوز نہان اور

معدوم بہی ہی اوسکی کمر اور بہی موجود
عنقا کا نشان اور ہے اور اوسکا نشان اور

وہ تیغ زبان تیغ بکف آتا ہی اے دل
آئی تیر سے سمجہا نہ نکلے ایک زبان اور

جان لیتے ہو اک بوسہ پاکے عوض اے جان
ہے جنس گرانمایہ کرو اسکو گران اور

دیکہی مرے اک نالے کی تاثیر تو تمنے
آجاؤ بس اب ورنہ مین کرتا ہون فغان اور

فطرت سے فروغ اونکی جو آگاہ ہی یہ دل
وہ لطف بہی کرتے ہین تو کرتا ہے گمان اور

شیخصاحب کیجیے باتین نہ ایمان چہوڑکر
کون جاتا ہی حرم کو کوے جانان چہوڑکر

بے سبب آتے نہین ہین جابجا کو وان چہوڑکر
ہم خبر لیتے ہین یون جاسوس پنہان چہوڑکر

حسن نے کس گل کے یارب یہ جنون پہیلا دیا
بلبلین صحرا کو جاتی ہین گلستان چہوڑکر

دیکہیے ادہر کس ادب سے ہم کلیسا کیطرف
سر کے بل جاتے ہین یاں اہل ایمان چہوڑکر

تو ہی بتلا دے ہمین پہر خدا اے چشم شوق
اشک جاتے ہین کہان دامان مژگان چہوڑکر

دیکہکر صورت مری وحشتکدے کے تیر یار
کسقدر گہبرا کے بہاگا دل ہی پیکان چہوڑکر

ایک تو پردہ نشین وہ دوسرے نازک مزاج
اے دل اوسکے در پہ جاتا ہان آہ و افغان چہوڑکر

عشق گر صادق ہے تو جان زلیخا کیطرح
چاہیے زندان کو جانا قصر و ایوان چہوڑکر

ہر رگ وپے ہی رسن کیطرح وقفِ پیچ وتاب
ہو گیا ہے حال یہہ چاہِ زنخدان چھوڑ کر

ایک دم کو رم نہین وہ ہوتے مثلِ غزال
کیا ہی سیکھا طرزِ حیوان وضعِ انسان چھوڑ کر

عشقِ صادق جب سمجھتے ہم کہ جب ہمراہِ گل
بلبلین بازار کو آتین گلستان چھوڑ کر

روبرو اوس فوجِ مژگان کے ٹھہر سکتا ہی کون
ترکِ گردون ہٹ گیا سو بار میدان چھوڑ کر

جسکے دامن کی تمنا مین ہوے ہین خاک ہم
اوسکے قدمون کو کہان جائین ہم اسجان چھوڑ کر

اوسکی گر تصویر بھی تو دیکھہ لیگا ناصحا
لیگا پھر اپنا گریبان میرا دامان چھوڑ کر

تم نہ کہنا مانا پاس اثر کا اے فروغ
سخت وحشت ہوگی شغلِ آہ وافغان چھوڑ کر

چھُٹے ہم ہستیِ موہوم کے غم سے فنا ہو کر
ہمارا سازِ راحت بنگیا اب بے صدا ہو کر

بہت سستا چھٹا یہ دل حسابِ روزِ محشر سے
شہیدِ خنجرِ بے رحم ہی ناز و ادا ہو کر

مرے خون گشتہ ارمانون کی قسمت مین لکھا تھا
کہ زیرِ پائے محبوبان رہین رنگِ حنا ہو کر

بہارِ حسنِ جانان تک رسائی اپنی گر ہوتی
تو بوئے زلفِ مشکین کو اوڑا لاتے صبا ہو کر

نہین دہانی ڈوپٹا زیبِ تن ہے اُس ستمگر کے
ہمارا زخمِ دل یہ رنگ لایا ہے ہرا ہو کر

کرم کرتے ہین مجھپر اونکے عشوے اکثر
کبھی تیغِ جفا بنکر کبھی تیرِ قضا ہو کر

محبت نے عجب تاثیر بخشی ہے مرے دلکو
شکایت بھی جو نکلی ہے تو نکلی ہے دعا ہو کر

فروغ اتنا تردد تمکو اب زیبا نہین ہرگز
غلامِ خاندانِ سیدِ ہر دوسرا ہو کر

عیان ہے رنگ سے چہرہ کے جسم و جان کی خبر | غبار جستہ سے پاتے ہین کاروان کی خبر
یہ بر ہمی ہے تپ غم سے خانۂ تن مین | جگر کو دل کی نہ دل کو ہے جسم و جان کی خبر
دم نشانہ آلہی نہ اضطراب کرے | اوڑہی ہے طائر دل کی بہر امتحانکی خبر
یہ بندوبست شہ ناز نے کیا ہے وہان | کہ خواب مین بہی نہ آئے یہان وہان کی خبر
ہمارے زخم جگر کہل گئے ہین سن سنکر | تبسم لب لعل نمک فشان کی خبر
ہم ایسے محو ہوئے دیکہکر کسے یارب | کہ تن کا ہوش نہ باقی رہا نہ جانکی خبر
کسیکے راز کا یہ پاس حفظ ہمکو رہا | کہ دل سے بہی نہ کہی ہمنے اپنی جانکی خبر
رہا اسیر ہمیشہ وہ عندلیب ہون مین | قفس کی پوچہ لو مجہسے نہ آشیان کی خبر
ہمارے نالے اگر کچہ بہی یاوری کرتے | تو ہم بہی لیتے ذرا دور آسمان کی خبر
چمن مین شور ہے صحرا مین دہوم کوہ مین غل | کہان کہان نہ گئی میری داستان کی خبر
نہ شور رعد ہے یہ بے سبب نہ گریۂ ابر | گئی ہے چرخ پہ شاید مرے فغان کی خبر
نہ دیجیے چمن کوے یار سے نسبت | سنا ہی کیجیے بس گلشن جنان کی خبر

فروغ اوس سے کوئی بات چہپ سکے کیونکر
کہ جسکی جنبش ابرو ہو اک جہان کی خبر

کہلے بند قبائے یار کیونکر | آلہی ہو کشود کار کیونکر
ملی شانے کو زلف یار کیونکر | ملا اسکو فسون مار کیونکر
ہوائے نفس ہے طوفان سے بڑہکر | آلہی ہوگا بیڑا پار کیونکر

بتو کچھ خوف بھی اللہ کا ہے
سہے اک جان ہزار آزار کیونکر

قیامت سے ہی بڑھکر قامت یار
نہ ڈھاے آفتین رفتار کیونکر

نزاکت اور حیا دونون ہین مانع
کرے جنبش لب اقرار کیونکر

ہین سنکر تجھسے واعظ حور کا وصف
کرونگا اون سے آنکھین چار کیونکر

یہ گیسو اور ہر اک تار اسکا ایسا
نہ ٹوٹین سبحہ و زنار کیونکر

بتا اے نافۂ تاتار تجھکو
ملی یہ بوے زلف یار کیونکر

جو کہتا ہون کہ مر جاتے ہین عاشق
تو کہتا ہے بت عیار کیونکر

چراغ داغ دل ٹھیرا ہے یارب
حضور مار زلف یار کیونکر

رقابت کے ہین باعث بس یہی بت
ملینگے کافر و دیندار کیونکر

چلو صحرا مین دیکھو خون ہے میرے
رگ گل بنگئے ہین خار کیونکر

یہین کی ہے میری مٹی یہین کی
چھوٹیگا مجھسے کوئی یار کیونکر

وہ سنکر غم مرا ہنسکر یہ بولے
ذرا پھر ہان فروغ زار کیونکر

ردیف زاے معجمہ

کیا پوچھتے ہو چاک دل زار کے انداز
سب آپ کے ہین روزن دیوار کے انداز

دیکھے ہین ہر اک ملک کی تلوار کے انداز
کچھ اور ہی ہین ابروے خمدار کے انداز

مین کسکو بتاؤن کہ کیا کسنے مرا دل
ایک ایک سے بڑھکر ہین ستمگار کے انداز

جان آگئی تن مین ترے آواز قدم سے
رفتار مین بھی ہین تری گفتار کے انداز

کیونکر نہو محشر سے جہان درہم و برہم
کچھ سیکھے ہین اوسنے تری رفتار کے انداز

کسطرح کرے بات کوئی چشم سے اسکی
دیکھو تو ذرا غمزۂ خونخوار کے انداز

دیکھا تو خطا کچھ بھی نہ پائی گئی دل کی
خود کھینچتے تھے طرۂ طرار کے انداز

حیرانی و بیخوابی نرگس سے عیان ہین
کیا صاف ترے طالب بیدار کے انداز

اے چرخ ترا ناز بجا ہے کہ یہ انجم
کچھ رکھتے ہین افشان رخ یار کے انداز

وان مجھکو ٹھہرنے نہین دیتے سگ دربان
پہچانتے ہین طالب دیدار کے انداز

زاہد ہے تجھے سنگ در دیر کی حاجت
ہین سر مین ترے شیشۂ پندار کے انداز

قابو مین کسیطرح فروغ اب نہین آتا
کیا سیکھے ہین دل نے بت عیار کے انداز

ردیف سین مہملہ

زاہد چلو تو اوس بت کافر ادا کی پاس
پہونچو گے ایک شان ہی مین اسکے خدا کے پاس

غم ہے تمہارا میرے دل با وفا کی پاس
جسطرح عیش دل ہے تمہاری جفا کے پاس

گل نے کیا ہی اپنا گریبان جو چاک چاک
کسکے بدن کی بو تھی الٰہی صبا کے پاس

سودا ہوا ہے کیا تجھے اے دل کہ بار بار
جاتا ہے دوڑ دوڑ کے زلف دوتا کے پاس

آتی ہے تجھسے بوی کباب افغان مجھے
کیا دل گیا تہا آتش رنگ حنا کے پاس

اے تیر غمزہ کسلیے کاوش ہے اسقدر
جز درد کچھہ نہین ہے دل مبتلا کے پاس

کسدرجہ بدگمان ہے کہ مجھہ پر لگاکے تیر
پہر دیکھتا ہے غور سے وہ مجھکو آکے پاس

جاتی ہے جان زار عجب شوق و ناز سے
شاید کہ اونکی تیغ ادا ہے قضا کے پاس

اے دردِ یار مجھسے نہو بدگمان ذرا
جاتا نہین ہے وہم بہی میرا دوا کے پاس

گہر بیٹھے دیکھتا ہی اوسے چشم داغ سے
کیا دوربین ہے مرے دل مبتلا کے پاس

کیون نا امید کرتے ہو دل کو تم اے فروغ
شوخی بہی ہے کہڑی ہوئی شرم و حیا کے پاس

یون دل چلا ہے ترک کی تیغ جفا کی پاس
محتاج جیسے جاتا ہے حاجت روا کی پاس

اے دل تو پہر چلا اوسی زلفِ دوتا کی پاس
جاتا ہے جان بوجھہ کے کالی بلا کے پاس

کیا ہوشیار ہے دلِ نادان بکار خویش
جاتا ہے بنکے آئینہ اوس خودنما کے پاس

نالے نے اوسکے پردۂ محمل اولٹ دیا
پہونچا جو وہم میرے فغان کا درا کی پاس

زاہد تم اپنی مسجدِ اقدس کی راہ لو
جاتا ہون دیر کو مین بڑے رہنما کے پاس

پہنستے ہین جان بوجھہ کے مرغان عقل و ہوش
پہندا عجیب ہے تری زلف دوتا کے پاس

اوس بت نے قتل کرکے کہا مجھسے دیکھہ لو
جاتے ہو تم ہماری بدولت خدا کی پاس

رہتے ہین دست بستہ یہ بت اوسکے روبرو
اعجاز یا کہ سحر ہے یارب حنا کے پاس

آتے ہین روز جن و ملک سر کے بل یہان
کیا نقش ہے عجیب ترے نقش پا کے پاس

دنیا کا گرد دل کے فروغ آئی کیون خیال
کیا کام دیر کا حرم کبریا کے پاس

ردیف شین معجمہ

کل تہی نالے سے میرے بلبل نالان خاموش
آج ہے سارا گلستان کا گلستان خاموش

ہے کوئی بات زبان سے وہ کہے یا نہ کہے
ورنہ یون جلتی کہڑی شمع شبستان خاموش

ذکر محبوب کا ہر حرف ہے ایک راز صبا
نہ سنین کان بہی میرے ارے نادان خاموش

گل کہان اور کہان وہ رخ رشک گلزار
یا وہ گوئی نہ کرے بلبل نالان خاموش

کیا ادا ہو گیا شمشیر ادا کا کچھہ شکر
کیون ہوا ہے دہن زخم نمایان خاموش

آج کس بلبل شیدا کا سنا ہے نالہ
ہے جو غنچے کی طرح وہ گل خندان خاموش

پہر گیا ہو نہ کہین آکے وہ شوخ آخر روز
آج ہے شام سے جو شمع شبستان خاموش

پاسبانی شب زلف کا منصب ہے تجھے
پہر تو کسواسطے ہے اے دل حیران خاموش

اس سبب سے کہ خموشی ہے جواب جاہل
مین تری بات پہ ہون ناصح نادان خاموش

واعظا چھیڑنے سے تیرے نہین ہونگی کبھی
ایک ذرہ بہی مری آتش پنہان خاموش

شور کرتے تہے جو گل گلشن ہستی مین بہت
آج جاتے ہین سوے شہر خموشان خاموش

کچھہ بتاؤ تو فروغ آپکا کیا حال ہے آج
بیٹھے کس سوچ مین ہو سر بگریبان خاموش

ردیف صاد مہملہ

زور پر ہے خنجر قاتل کی حرص
خوب نکلیگی ہمارے دل کی حرص

دل طلبگار سکون ہے عشق مین
مور کو طوفان مین ہے ساحل کی حرص

صبر سے ملنے نہین دیتی کبھی
دل کی دشمن بنگئی ہے دل کی حرص

دل تڑپتا ہے مرا بہر وصال
ایک ہی سے اوسکی اور بسمل کی حرص

بوسۂ لب مانگتا ہون دمبدم
کیا بڑہی ہے مطلب مشکل کی حرص

عشق ہے دریاے ناپیدا کنار
کشتئ دل کو ہی کیون ساحل کی حرص

ہوگئی چکر کی عادت شل چرخ
اب نہین ہے راحت منزل کی حرص

آتشین رخ سے اولٹ دیجے نقاب
ہے اگر کچھ گرمئ محفل کی حرص

دیکھکر کاسے کو میری چشم کے
کہتے ہین اللہ رے اس سائل کی حرص

اوس سے دعوی عشق کا اے بوالہوس
چھوڑ دے اس دعوی باطل کی حرص

کام مین سستی نہ کرنا چاہیے
دل کی حسرت بنتی ہے کاہل کی حرص

آج کرلو تم جو کرنا ہو فروغ
کل ہوا ہو جائیگی یہ دل کی حرص

ردیف ضاد معجمہ

ہمکو تو ہے فقط سخن یار سے غرض
اقرار سے غرض ہے نہ انکار سے غرض

زاہد ہے تجھکو جبہ و دستار سے غرض
مجھکو ہے اوسکی زلف کے اک تار سے غرض

اونکی بلا سے کوئی مرے یا کوئی جیے
پرسش سے کچھہ نہ کام نہ بیمار سے غرض

میٹھی نہ بات کہئے تو گالی ہی دیجیے
اک حرف کی ہے لعل شکر بار سے غرض

قدمون پہ اونکے آپ وہ گرتی ہے بار بار
نکلیگی خاک کاکل دلدار سے غرض

دل ہر معاملے مین بہت ہوشیار ہے
اسکو ہے کچھہ وکیل نہ مختار سے غرض

کیا ہوگیا ہے ہمکو کہ سب حال جانکر
رکھتے ہین پھر اوسی بت عیار سے غرض

لو پھونکتے ہین جامہ ہستی کو اپنی ہم
پھر اور کیا ہے آہ شرر بار سے غرض

اکدم کو خواب ہی مین مرے پاس آئین وہ
اتنی ہے مجھکو طالع بیدار سے غرض

ہوتا ہے ہمکو حشر کا ہر روز سامنا
رکھتے ہین جبسے آپ کی رفتار سے غرض

کچھہ دست پیکشان کو نہین اعظون سے کام
ہان کچھہ ہے اونکے جبہ و دستار سے غرض

دل کو خیال چشم صنم بے سبب نہین
در پردہ کچھہ ہے مردم بیمار سے غرض

ہوتی تھی کیا ہی لطف سے اپنی بسر فروغ
جبتک نہ تھی ہمین بت عیار سے غرض

ردیف طای مہملہ

گو میرے ساتھہ نسبت تقصیر ہے غلط
لیکن نہین کہونگا کہ تقریر ہی غلط

میں اور گلا ترا بتِ بے پیر ہے غلط
واللہ مثلِ شکوۂ تقدیر ہے غلط

تقدیر ہی میں اپنی شہادت نہیں لکھی
اونکی طرف سے قتل میں تاخیر ہے غلط

اکدم نہ میرے دل کا کبھی غم غلط ہوا
لافِ گزاف نالۂ زنجیر ہے غلط

گو وہ نہ آسکے تیر تو یہ اونکا آگیا
کہتا ہے کون آہ کی تاثیر ہے غلط

کچھ اور ہی ہیں ابرو و مژگانِ دلربا
کہنا اوسے کمان اسے تیر ہے غلط

کیوں حرف رکھیں ہم خطِ رخسارِ یار پر
کہیے کہیں نوشتۂ تقدیر ہے غلط

جب تک نہ آپ چہرے سے پردہ اوٹھائینگے
کیونکر کہینگے ماہ کی تنویر ہے غلط

تاخیر مقتضائے ترحم ہے اے فروغ
وہ تُرک اور قتل میں تاخیر ہے غلط

ہو مثل تیرا اے بتِ بے پیر ہے غلط
یاں تک کہ کھینچکے تیری تصویر ہے غلط

کوے صنم کی خاک کسیکو نہ جب ملی
کہنے لگے کہ نسخۂ اکسیر ہے غلط

کہتے ہیں سنکے شکوۂ ہجران بہت صحیح
لیکن ہمارے وصل کی تدبیر ہے غلط

سنبل میں طیب و پیچ و خمِ دلربا ہیں سب
پہ یہ کہ مثلِ زلف گرہگیر ہے غلط

ممکن نہیں کہ شوخی سے وہ کھینچ سکے کبھی
واللہ میں نہ مانونگا تصویر ہے غلط

زاہد قسم خدا کی ترا قول سربسر
مانند وعدۂ بت بے پیر ہے غلط

بیشک فروغ اُس رخِ روشن کے سامنے
ماہِ فلک کا دعوی تنویر ہے غلط

ردیف ظاے معجمہ

وعظ مین ذکرِ مے بہی لا واعظ
آ رہے تا ہمکو بہی مزا واعظ

دیکہہ غصہ مین بہگیا واعظ
چل زیادہ نہ منہ کہا واعظ

انتہا کا ذرا خیال رہے
آپ پینے کی ہے ابتدا واعظ

گرچہ بیخود ہمین یہ سمجہتے ہین
ہے باتین نہ تو بنا واعظ

دینگے قاضی کو ہم ضرور سزا
اسمین فتویٰ ہے کیا تیرا واعظ

دیکہو چلکر بہشت روے صنم
ذکرِ دوزخ کا "تا" کجا واعظ

سنتے جاتے ہین رند سب تیری
کوئی ساعت مین دیکہنا واعظ

کیا کہون کر چکے ہین کیا تجویز
رند میکش تری سزا واعظ

راہ مسجد کی بہول جائیگا
ہو ہمارا نہ رہنما واعظ

میکشون پر گمان بیہوشی
ہوش کی اپنی کر دوا واعظ

کان مین رکہکے پنبۂ مینا
نہ سنونگا سخن ترا واعظ

دختر رز کے حسن کو اب دیکہہ
حور کا ذکر کر چکا واعظ

نعرۂ میکشان کو سنکے فرخ
کچہہ تو سمجہا جو چپ ہوا واعظ

ردیف عین مہملہ

خاک ہو جلکر اہی مثل پروانہ شمع
گر زبان پر لاے کچہہ دل کا مری افسانہ شمع

کیا کسیکی زلف و رخ دونون پہ شیدا ہوگئی
رکہتی ہے زنار بہی اور سبحۂ صد دانہ شمع

روے روشن سے ذرا اپنے اوٹہا دیجے نقاب
بہول جاے دیکہکر تا ناز معشوقانہ شمع

کچہہ اشارہ خندۂ جان بخش لب کا ہے ضرور
ورنہ یون ہنستی کہی محفل مین بیباکانہ شمع

ترک ہستی ہی نہین رہتی ہے غافل یکدم
کیا ہی مانند دل بیدار ہے فرزانہ شمع

دیکہیے تاثیر الفت اور پاس اتحاد
کیسی روتی ہے بروے لاشۂ پروانہ شمع

خانۂ زنبور سے نکلی نہ تہی باہر ہنوز
عشق مین تیرے تہی مضطر بصورت پروانہ شمع

دیکہیے زاہد تو اس روشندلی کا مقتضا
رہتی ہے یکسان میان کعبہ و بتخانہ شمع

جلکے آخر کہہ دیا پروانے نے بہی اے فروغ
آشناے جور ہے اور مہر سے بیگانہ شمع

دیکہیے تو گر کاکل و خال رخ جانانہ شمع
دام دل ہوجاے تیرے اشک کا ہر دانہ شمع

دیکہہ او پروانہ مین بہی کسقدر ہون دلجلا
دود بنکر اوڑ گئی سنکر مرا افسانہ شمع

حسن کی حیرت سے جنبش بہی تو کرسکتی نہین
کیا مجال آ لے تیری محفل مین گستاخانہ شمع

کرکے قالب کو تہی مانند فانوس خیال
دے رہی ہے گرد تیرے چکر اے جانانہ شمع

بے ثباتی دیکہکر اس ہستی موہوم کی
بہرتی ہے اشکون سے اپنی عمر کا پیمانہ شمع

گلشن محفل مین جب سے آپ ہین رونق فزا
رکہتی ہے نظرون مین حکم سبزۂ بیگانہ شمع

اس شب تاریک مین دل کسکے استقبال کو
داغ سے لیکر چلا ہے مثل صاحبخانہ شمع

حسن ذاتی ہے نہین محتاج آرایش ذرا
زلف تو رکہتی ہی اور رکہتی نہین ہے شانہ شمع

جب مسلم ہے کہ ہین معشوق سنگین دل فروغ
کیون نہین پہر ڈالتی کلگیر مین دندانۂ شمع

ردیف غین معجمہ

زخمون پہ زخم کہائی ہین دل نے سوای داغ
تبتا انسر ابہی ہے یہ دولت سرای داغ

ہے زندگی کا لطف یہی دیکہنا ذرا
اے ناخن ہلال کہین ہٹ نہ جاے داغ

اٹتے ہی دل کو بلبل شیدا بنا دیا
اب آگے چلکے دیکہیے کیا گل کہلاے داغ

کرتا ہے رشک جامۂ دلدوز دلبران
کس درجہ میرے دل پہ ہے زیبا قباے داغ

سوزش کا کچہہ نہ چارہ ہوا آہ سرد سے
ہان کچہہ بسرشک گرم نے دل سے چہوڑا داغ

کیا باغ باغ ہوتے ہین وہ سنکے اسکا غم
اس دل نے جنکے عشق مین داغون پہ کہائی داغ

یان تک جلایا آتش فرقت نے ہمکو آہ
ہین شعلہ زن تنور جگر مین بجاے داغ

یہ مہر ہے قبالۂ الفت کی دیکہنا
ہان اے گداز قلب کہین بہہ نہ جاے داغ

کہئے یہ کسکے حسن کی گرمی سے اے فروغ
روشن چراغ طور سے دل مین ہین بجاے داغ

نہین ہے آپ اگر اے جان جان ہوتے نہین فارغ
تو دیکہ جان ہوتے ہین تقاضے سے ہمین فارغ

ہوا جو زر فلک سے جا کے دل زیر زمین فارغ
بحمد اللہ ہوا مشکل سے یہ اندوہگین فارغ

اوٹہا دو جلد تر پردہ خدا کیواسطے رخ سے
خلش سے وہم کی تا ہو دل اہل یقین فارغ

خرام ناز سے کہدے ذرا اے ذوق بیتابی
کہ مدت سے ہی بیٹھا یہ دل گوشہ نشین فارغ

غم جانان کی یارب مجھسے کیونکر ہوسکی خاطر
نہ فرصت ہے مرے دل کو نہ یہ جان حزین فارغ

کسیکے رحم کی مانند ہم جاتے ہین عالم سے
شکن کی کشمکش سے اب تو ہو زیبا جبین فارغ

تمہارے نکہت گیسو کے دورے ہین ہوا یجان
ستم سے اپنی خونریزون کے سب آہو ہی چین فارغ

معاذاللہ بھٹکانا پہر کہان تہا ہمسے رندون کا
غم امت سے ہوتے گر شہ دنیا و دین فارغ

رسالت گر نہوتی ختم اوس شاہ دو عالم پہ
تو پہر کسطرح ہوتے حضرت روح الامین فارغ

تو وہ ہے مظہر کل نہتا ہے حسن کا جسکو
بنا کر ہو گیا اب دست صورت آفرین فارغ

فروغ اس کشمکش سے دہر کی ہرگز نہ گھبرانا
بہلا دیکہا کسیکو تمنے دنیا مین کہین فارغ

ردیف فاے تازی

ممکن نہین کجی سے کبہی باز آئی زلف
سو بار گرچہ مصحف عارض اوٹھائی زلف

دیر و حرم مین بہی نہ کوئی اس سے بچ سکا
پہونچی کہان کہان یہ کمند رسائے زلف

ہونا تہا ہمکو کشور آشفتگی کا شاہ
پڑتا تہا ہم پہ سایۂ بال ہماے زلف

دیتے ہین اسکو سر پہ جگہہ مہر خان چرخ
اللہ رے شان شانہ حاجت رواے زلف

کیا تہی خبر کہ سنبل گلزار حسن ہے
ہوگا دلون کے خون سے نشو و نماے زلف

کیونکر نہ اپنے جامے سے باہر ہو حسن یار
پہنے ہوئی ہی عارض جانان قباے زلف

پرسش وہ مرے حال پریشان کی پھر کرے | پہلے تو اپنی بگڑی ہوئی کو بنائے زلف
دل ہی نہین رہا کہ خریدار جور ہو | کہدو دکان ناز کو اپنی بڑھائے زلف

اندازہ اوسکے طول کا ممکن نہین فروغ
ہے انتہائے عمر ابد ابتدائے زلف

عشوہ کہتا ہی کہین ہون اونکی مژگان کیطرف | جور کا ہونا بجا ہے تیغ بران کیطرف
کسکو دیتے ہین شراب اور کسکو کرتے ہین کباب | دیکھتے ہین آج ہم ساقی کے ایمان کیطرف
شرح بیداد جنون کی کیا ہی صاحب احتیاج | دیکھئے مرے ذرا جیب و گریبان کیطرف
جب ہوئی روز ازل تقسیم ہر اک چیز کی | شوخیان رکھی گئین رفتار جانان کیطرف
کچھ تو درد ہجر مین لذت ہے ورنہ کسلئے | دل ہمارا رخ نہین کرتا ہے دربان کیطرف
ہے یہی جائے ادب اے بسمل ناہوشمند | ہاتھ کیون بڑھنے لگا قاتل کے دامان کیطرف
واہ رے جذب محبت کسقدر جلد طے کرے راہ | بو گئی تھی پیرہن کی پیر کنعان کیطرف
شیخ صاحب مجھسے سنیئے یون ادا کیجے نماز | منہ ہو قبلے کیطرف دل کوئے جانان کیطرف
ایدل غمناک اپنے کام سے غافل نہو | کان ہین فریاد رس کے آہ و افغان کیطرف

ہوش اوڑجاتے ہین میرے اے فروغ ناتوان
دیکھتا ہون جب مین تیرے بار عصیان کیطرف

ردیف قاف معجمہ

کون کہتا ہے ناتوان ہے عشق | ناز اوٹھاتا ہے پہلوان ہے عشق

روز کیطرح سے عیان ہی عشق | راز کیطرح سے نہان ہی عشق
خلق کی رازدان ہے تو اے عقل | اور خالق کا رازدان ہے عشق
پک رہے ہین کباب لخت جگر | میزبان دل ہے مہمان ہی عشق
جسطرف چاہے ہے وہ اوڑا لیجائے | کشتی دل کا بادبان ہے عشق
اپنے اوپر بھی اعتبار نہین | آہ کسدرجہ بدگمان ہے عشق
اے دل خستہ صبر کر کچھ اور | ابھی سرگرم امتحان ہی عشق
کیون نہ باہم ہوا اتحاد دلی | ان بتون کا مزاجدان ہے عشق
دیکھ لو چیر کر مرے دل کو | پوچھتے کیون ہو تم کہان ہے عشق
کیا کہون باعث ہجوم بلا + | آج کل مجھ پہ مہربان ہے عشق
نام منزل وہ لے نہین سکتا | جسکا سالار کاروان ہے عشق
حرف کیونکر ہو باریاب بیان | بے دہان حسن بے زبان ہے عشق

مانگئے خیر جان و دل کی فروغ
دلربا حسن جان ستان ہے عشق

ردیف کاف تازی

یہ دل بسمل صفت تڑپے کہان تک | تپش تو ہی اسے پہونچا دے وان تک
تڑپنے کی بھی کوئی حد ہے آخر | کہانتک اور دل بسمل کہان تک

نہ کیونکر خونفشاں نکلے مری آہ
جراحت زار ہے دل سے زباں تک

معاذ اللہ یہ کافر ادائین
بچائیگا کوئی ایمان کہان تک

نہ جائے پاسے ہاں اس سخت جانی
یہ جان زار وقت امتحان تک

وہ مطلب ہون کہ گر سمجھے مجھے دل
تو جلکر خاک ہوجائی زبان تک

کرین کیون شکوۂ حرمان ہم اے دل
ہماری آہ جاتی ہے وہان تک

قفس کا لطف کہتا ہے نہ جانا
تصور مین بھی ہرگز آشیان تک

زبان تیغ بھی تو تھک گئی آہ
کوئی اس دل کو سمجھائے کہان تک

خبر پاتے ہین ہم نالون سے اونکے
لگا ہے تار برقی یان سے وان تک

یہ لپکا قتل کا اللہ اکبر
نہین ہے اوس گلی مین پاسبان تک

رہ مقصود کا اللہ رے طول
ہوا شل توسن عمر روان تک

فروغ اس ضعف کا دیکھو تو تم زور
نہ اوٹھا آتش دل سے دھوان تک

تواضع سے ہے نفرت اونکو یانتک
کہ شل تیر ہے اونکی کمان تک

زمین کو آسمان کہنے لگی خلق
بڑھی ہے مشق ستمگاری یہان تک

حجاب اب آپکو کسواسطے ہے
نہین ہے میرے ہستی کا گمان تک

تماشا دل کا دکھلاتے ہوئے ہم
لے آئے اونکو کل اپنے مکان تک

سرِ پُر نور تیری ہے یہ معراج
جو پہونچے اونکے سنگ آستان تک

نہین ہے ضعف سے ہستی یہ پیری / گمان سایۂ موئے میان تک

نہین آتا ہون تنہا مین وہان سے / مرے ساتھ آتی ہے حسرت یہان تک

بہت باتین بنائین تو نے واعظ / ذرا چل حضرت پیر مغان تک

اثر لو کر مدد اتنی تو اسوقت / کہ پہونچے میرا اک نالہ وہان تک

فروغ اس دل کی ہے اب آمد و رفت
مثال سایۂ دیوار بستان تک

ہے یون ترچھی نظر او بت پرفن کب تک / اور پھر اوسپہ یہ نشتر مرے دشمن کب تک

عشق اوٹھاویگا کس دن رخ روشن سے نقاب / شعلۂ حسن چھپیگا تہ دامن کب تک

رحم اے ذوق ہم آغوشی خورشید لقا / آتش شوق و تمنا مین جلے تن کب تک

مسّی ملتے تو بلی پر ہین حیا سے خاموش / دیکھئے اب یہ کھلے غنچۂ سوسن کب تک

چشم سے پوچھ تو ایدل تجھے منظور ہے کیا / اشک گلگون سے رہے تر مرا دامن کب تک

یاد مین زلف کی ہے جان حزین لب پہ گرہ / اے تمنا ہے دل و دیدہ یہ الجھن کب تک

رحم کر آج کہ کل کو نہو افسوس تجھے / اے مراد دل مشتاق یہ جوبن کب تک

ایدل خانہ خراب اب تو نکل سینے سے / دوست رکھون مین تجھے جان کے دشمن کب تک

مردم دیدۂ محجوب سے پوچھو تو فروغ
نہ اوٹھیگی صف مژگان سے یہ چلمن کب تک

ردیف گاف فارسی

لاتے ہین روز تازہ رخ و زلف یار رنگ / دیکھینگے جو دکھائینگے لیل و نہار رنگ

عالم مین چار فصل کے ہوتی ہین چار رنگ / یان ہیر ایک دل کے ہین ہر دم ہزار رنگ

کہتے تھے ہم تو آپ کے دامان ناز سے / لائیگا ایک روز ہمارا غبار رنگ

کیا بوے پیرہن نے کسیکی اوڑا دیا / چہرے سے کاروان کے برنگ غبار رنگ

کیسی قبا کہ پردو مین چھپتا نہین کبھی / کیا شوخ ہی بدن کا ترے گلعذار رنگ

آئینے مین وہ روے عرقناک دیکھکر / کہتے ہین کیا ہمارا ہی ہے آبدار رنگ

گر سیکدے مین اوس لب میگون کا ذکر ہو / ہو جاے شکل ہوش کے مے کا فرار رنگ

کلیون سے اپنی کیسا اوڑاتا ہے بلبلو / خون چمن کا دامن ناز نگار رنگ

دیکھا ہے تمنے گل کو ملا کر بہت فروغ / پھیکا ہے اوسکا پیش رخ گلعذار رنگ

جسوقت وان حنا کا ہوا آشکار رنگ / لایا یہان عجیب دل بیقرار رنگ

بے یار کار نشتر الماس کر گئی / لائی کچھہ اور ہی رگ ابر بہار رنگ

جو چاہتے ہو کرتے ہو مانند آسمان / تم دیکھتے نہین ہو زمانے کا یار رنگ

جلجاے کچھہ تو گرمی حسن نگار سے / اس بخت کا بھی اے مرے پروردگار رنگ

تاثیر آہ اب تری حاجت نہین رہی / شوخی سے ہو چلا ہے حیا کا فرار رنگ

بلبل یہ زور شور نہوگا کبھی نصیب / میرے جنون کا قیس اوڑاے ہزار رنگ

مانی نہ رہنے دیگی اثر شوخی ادا / بھرتا ہے کیون شبیہ مین تو بار بار رنگ

دیکھو تو آب و رنگ گل و داغ اے فروغ
اوسپر فدا ہے آب چمن اور نثار رنگ

ردیف لام

تنہا چلا گیا طرف کوے یار دل
سوچا نہ کچھ بھی دیکھئے انجام کار دل

رہتا ہے ابر زلف مین بھی بیقرار دل
کیا برق ہو گیا مرے پروردگار دل

سنگ جفا سے یار نے کیا ہی کیا ہی کام
ایک دل کے ایک دم مین بنائے ہزار دل

پڑھتا ہے کفر زلف کا کلمہ خدا سے ڈر
کیا تجھکو ہو گیا مرے پرہیزگار دل

دیکھین پسند کرتی ہے کسکو نگاہ ناز
اس تیر کے ہین سیکڑون اُمیدوار دل

مین چاہتا ہون ترک تعلق بتون سے اب
زاہد تو دیدے اپنا ذرا مستعار دل

بجلی کی بیقراری ہے گرد اُسکے سامنے
لایا ہے کوے یار سے کیا اضطرار دل

نسبت نہین ہے اُس رخ رنگین سے کچھ اسے
یہ لالہ چمن ہے کوئی داغدار دل

اے صبر تجھسے یہ نہ رکیگا کسیطرح
گھوڑے پہ اب ہوا کے ہوا ہی سوار دل

آیا ہے اُسکے زخم کو کچھ سنجنے کا خیال
ورنہ ہے تیغ ناز سے کیون شرمسار دل

پہلو مین ایک لحظہ ٹھہرتا نہین کبھی
گویا وہ گلعذار ہے یہ بیقرار دل

پہونچاوے جان زار کو تا زلف و روے یار
اے شہسوار ابلق لیل و نہار دل

روتی ہے جب یہ آنکھ بامید رحم یار
ہنستا ہے مثل زخم کے بے اختیار دل

راز نہان ہم اپنا کہین کس سے اے فروغ
جان بیوفا ہے اور ہے بے اعتبار دل

دل آئینہ سان ہے صفائی کے قابل
کوئی اسمین ہے خودنمائی کی قابل

نہین مرد دل ہے جدائی کے قابل
یہ محبوب ہے آشنائی کے قابل

غم یار آتا ہے اے جان جا تو
یہ مہمان ہے پیشوائی کے قابل

شکست دل زار لے رحم جانان
ابھی تک ہے کچھ مومیائی کی قابل

گزرگاہ ہے چاک دل اوسکے غم کا
یہ کوچہ ہے ہر دم صفائی کی قابل

اسیران گیسو کو چھوڑو نہ ہرگز
یہ مجرم نہین ہین رہائی کے قابل

شرارت دل زار تیری ہے ورنہ
ہمین کیا تجھے بے اعتنائی کی قابل

ادا میرے بت کی نہ سمجھین ذرا بھی
جو ہون جمع ساری خدائی کی قابل

جو لے ہاتھ مین کاسہ سر کو اپنے
وہ ہو اوسکے در کی گدائی کی قابل

نہین اے خرد کوئی اس راہ مین ہے
جنون کے سوا رہنمائی کی قابل

ابھی تک تو دیکھا نہین کوئی بلبل
فروغ آپ کی ہمنوائی کے قابل

ردیف میم

گئے دل کیطرح یارب کدہر ہم
کہ پھر آئے نہ ابتک اپنے گھر ہم

سجائیں کسطرح جان و جگر ہم
اودہر فوج مژہ تنہا ادہر ہم

خدائی کا تماشا دیکھنے کو
چلے ہین بنکے خود پیدا مبصر ہم

چلے مسجد سے سوے بتکدہ آج
بہت مدت مین آئے راہ پر ہم

چکائینگے دل و کاکل کا جھگڑا
کرینگے آج قصہ مختصر ہم

اودہر غصہ ادہر سے بیقراری
وہ آتش بنگئے ہین اور شرر ہم

دل اور شوخی سے ہین جھگڑا ہو رہا ہے
کہو کسکی کہین بولین کدہر ہم

نہین ملتی ہے فرصت تجھسے اے دل
وگرنہ اپنی کچھہ لیتے خبر ہم

تجھے معلوم ہے کیون تجھسے پہلے
بجھے جاتے ہین اے شمع سحر ہم

برنگ شعلۂ غیرت بیقراری
نہین رکھتے ہین کچھہ زاد سفر ہم

خبر ہین کسطرح تیری دل زار
اوڑے پھرتے ہین خود مثل خبر ہم

پڑھا لے اپنا کلمہ ہر طرح سے
ترے بس مین ہین او کافر نظر ہم

یہ غفلت کیا قیامت کر رہی ہے
نہین رکھتے ہین کچھہ کل کی خبر ہم

فروغ اوس تیغ ابرو کا ہے ایسا
جو ہاتھون پر لئے پھرتے ہین سر ہم

جگر کو لائے ہین میدان کارزار مین ہم
کھڑے ہین ناوک مژگان کے انتظار مین ہم

خدا کیواسطے اے چشم شوخ تو ہی بتا
یہ تنکے چبھنے لگے کسکے انتظار مین ہم

ہمارے حال کا جز غم نہین کوئی پرسان
بسے ہین آکے الہی یہ کس دیار مین ہم

تم اپنے غم کو ذرا آ کے دیکھ لو صاحب — کہ کیسے رکھتے ہین اس جان ہقرار ہین ہم

کہین گے دل کی حقیقت ذرا ذرا دم وصل — اگر ذرا بھی رہے اپنے اختیار ہین ہم

ہوا نہ وصل میسر شباب ہین افسوس — چمن سے دور رہے موسم بہار ہین ہم

عجیب ڈہب سے رہے ساتھ اپنی یوسف کے — لپٹ رہے تھے پس کاروان غبار ہین ہم

جو اور جیتے تو جز اسکے اور کیا کرتے — کہ رہتے تھے بنکے نظر چشم انتظار ہین ہم

فروغ تمسے وہ آنکھین ملائینگے کیونکر — بسے ہوئے ہین بہت دن سے چشم یار ہین ہم

جا کے اوس محفل ہین پہلے شمع سان روتی ہین ہم — جلکے پہر پروانہ آسا آپ کو کھوتے ہین ہم

آرزو پر اپنی ہنستے ہین کبھی بے اختیار — اور اس بے اختیاری پر کبھی روتے ہین ہم

ناصح نادان وہ بہتر ہے ہزار ون جان سے — ایک جان زار کو جسکے لئے کھوتے ہین ہم

جان فدا دست قاتل جسکی اک تکلیف سے — پاؤن پہیلا کر بڑے آرام سے سوتے ہین ہم

چشم و دل لڑتے ہین جب اونکے سوا ذرا یہ — فیصلے کیواسطے تجویز تب ہوتے ہین ہم

بے وفائی ان گلون کی دہر ہین مشہور ہے — واے نادانی کہ انپر جان کو کھوتے ہین ہم

وہ نہین آتے تو کر گے ترک الفت اے فروغ — اپنی جان غمزدہ پر مہربان ہوتے ہین ہم

ردیف نون

دل مین آتے ہی ستم آموز جانان ہو گئین
آہ دل کی آرزوئین دشمن جان ہو گئین

آنکھین وہ کھلائین تھین کل تک اوسکی دربان نے فقط
آج گلگینین ہی در کی چشم دربان ہو گئین

ترک ایمان کی کوئی تدبیر اے ناصح بتا
سب ادائین اوس بت کافر کی ایمان ہو گئین

کسقدر جان بخش ہے اوسکی نگاہ سرمگین
جسقدر پہانسین جگر مین تھین رگ جان ہو گئین

بہگیا آنکہون سے خون ہوکر دل آفت پسند
میری اونکی مشکلین جتنی تہین آسان ہو گئین

مجھکو اوس مشکل فقیرانہ نے کیا نادم کیا
خواہشین سب دل کی چہرے سے نمایان ہو گئین

آگیا آغوش مین آنکہون کے جب وہ نازنین
میری مژگان شانۂ زلف پریشان ہو گئین

چارہ سودا کیا کچھہ اونکی چشم لطف نے
یعنی نظرین بخیۂ چاک گریبان ہو گئین

ذوق ایمان لیچلا تہا دیر سے باہر مجھے
پر ادائین کفر کی دست و گریبان ہو گئین

تیرے ابرو ہین وہ ماہ نو کہ جسکے شوق مین
سیکڑون عیدین تیرے کوچہ پہ قربان ہو گئین

سایہ بہی اوس مہروش کا ہے مسیحائے زمان
سنگ در تک کے گئین دیکہو کہ جان ہو گئین

آہ کیا کیا صورتین جنپر تہا زیبائی کو ناز
صورت تار نظر نظرون سے پنہان ہو گئین

کسکی صورت بسگئی آنکہون مین جو کہتے ہین سب
میری آنکہون کو کہ یہ یوسف کا زندان ہو گئین

بے اجازت نقش پا کا بہی نہ لینگے بوسہ اب
جو خطائین ہو گئین اے دست جانان ہو گئین

جتنی محرابین تہین مجھکو یاد آ ابروے یار
سب ترے باعث سے گرد طاق نسیان ہو گئین

حسن کی گرمی سے یا گرمی سے بزم ناز کی
مچھلیان بالون کی تیرے دیکھہ بریان ہو گئین

آہ وہ نیچی نگاہین ترک آہو چشم کی
دل کے حق مین بیشۂ شیر نیستان ہو گئین

اشتیاق دید ابرو مین جو دل پہونچا وہان
دیکھتے ہی اُسکو بس تلوارین عریان ہوگئین

ہوگیا سینہ شبک اپنے ہی ہاتھون سے آہ
او نگلیان ہاتھون کی انکی تیر و پیکان ہوگئین

کیا ہوئین یارب وہ زیبا صورتین جنسے ہین دو
تیری قدرت سے مہ و خور ہین نمایان ہوگئین

خواب ہین کل دیکھکر اوسکی نزاکت کو فروغ
آرزوئین جسقدر تھین سب پشیمان ہوگئین

یہین دیکھو ہم کیا ستم دیکھتے ہین
وہ غیرونکو اور انکو ہم دیکھتے ہین

یہ کس چشم مخمور کا ہے زمانہ
کہ ہم جام کو رشک جم دیکھتے ہین

وہین لوٹ جاتے ہین ابرو کے شیدا
لکھا جب کہین لفظ خم دیکھتے ہین

ٹھکانے لگے جان وہ آئین ادہر تو
یہی راہ مدت سے ہم دیکھتے ہین

دعا چاہین سائل سے دشنام دیکر
نیا وان کا طرز کرم دیکھتے ہین

حرم والے کہتے ہین اللہ اللہ
جدا وس بت کا جاہ و حشم دیکھتے ہین

نصیبون سے بیٹھے ہوئے بتکدے مین
ہم اے شیخ شان حرم دیکھتے ہین

جو دیکھے تری تیغ ابرو کو دمبھر
کسی مین نہین ہم یہ دم دیکھتے ہین

نہین تونے بھی دیکھنے ہین وہ ادائین
سراپا مین تیرے جو ہم دیکھتے ہین

نہ کیونکر ہون اس راہ مین پاؤن زخمی
دم تیغ پر ہم قدم دیکھتے ہین

ارے عشق یہ کیا ہے جو نیک و بد کچھہ
نہ وہ دیکھتے ہین نہ ہم دیکھتے ہین

نہین دیکھہ سکتی ہے چشم فلک بھی
ان آنکھون سے جو کچھہ کہ ہم دیکھتے ہین

یہ زاہد خجل کیسے ہوتے ہین واللہ
جب آداب بیت الصنم دیکھتے ہین

ستم کیا کیا تو نے اے آئینہ یہ
کہ ہم اونکی آنکھوں کو نم دیکھتے ہین

سبب پوچھ لیتے ہین ہم رشک دیکھو
جسے مبتلاے الم دیکھتے ہین

یہی ہے جو شوق کمر ہمکو تو ہم
کوئی دم مین ملک عدم دیکھتے ہین

یہ کس گل کی بو سے زمانے کا ہر دم
فروغ اور ہی رنگ ہم دیکھتے ہین

ادائین ہم تری او خنجر قاتل سمجھتے ہین
سمجھ کو اپنی ہم اسواسطے کامل سمجھتے ہین

اونہین کو عشق مین او قیس ہم کامل سمجھتے ہین
جو درد دل کو اپنے لیلی و محمل سمجھتے ہین

جگر تشنہ ہی تو زاہد شراب ناب کوثر کا
ہم اوسکو درد آب خنجر قاتل سمجھتے ہین

گزر کر وادی دل مین تو ہم اے قیس بتلائین
در اوسکو کیسے لیلی کے محمل سمجھتے ہین

زبان اوس بت دہن کی ہی کلید اسواسطے اے دل
کشود قفل مطلب کو ترے مشکل سمجھتے ہین

ٹھہر جاتا ہی جب یہ دل غشی سی پاکے حیرت سے
تو یہ نا فہم سب اوسکو سکون دل سمجھتے ہین

الہی یہ نزاکت یا کوئی غمزہ ہی جس سے وہ
تصور مین بھی آنیکو کڑی منزل سمجھتے ہین

فقط اک نالۂ بلبل ہے شاہد اسلیئے اے گل
ترے اس دعوی خوبی کو ہم باطل سمجھتے ہین

برنگ شمع کیونکر بزم سے مجھکو وہ اوٹھنے دین
وہ میرے سوز دل کو گرمی محفل سمجھتے ہین

دل مضطر تجھی کیونکر وہان ہم ساتھ لیجائین
تپش کو تیری گستاخی مین وہ داخل سمجھتے ہین

چمن گو خلد ہو لیکن تمہارے دیکھنے والے
جہنم کیطرح کب سیر کے قابل سمجھتے ہین

فروغ اس عاشقانہ عارفانہ نظم کو سنکر

جو اہلِ دل ہین تمکو میرزا بیدل سمجھتے ہین

مرے نالے بھی تیری طرح اے دلبر نکلتے ہین
کہ ڈہاتے ہین قیامت دل سی جب باہر نکلتے ہین

پہنچکر کوے قاتل مین نہ گھبرانا دلِ مضطر
بڑے خوش قسمتون کے دم وہان جاکر نکلتے ہین

یہ کس رشکِ پری کی یا الٰہی آمد آمد ہے
کہ صبر و ہوشِ دل کے ساتھ سب مضطر نکلتے ہین

عجب یہ تنگ کدہ ہی میرا سینہ بھی معاذ اللہ
کہ جس سے ناوکِ جانان بھی گھبرا کر نکلتے ہین

کہان ہے خون تنِ لاغر مین جو آنکھون سے جاری ہے
یہ ارمانِ دلِ شوریدہ خون ہو کر نکلتے ہین

وہ مجنون ہون کہ مثلِ طفل مرقد کیطرف میرے
جوان و پیر ہاتھون مین لیے پتھر نکلتے ہین

تم اپنے حسن کی صاحب خبر لو خط کی آمد ہے
اوڑیگا جلد یہ شہباز دیکھو پر نکلتے ہین

دہانِ یار کا چرچا ہوا ہے جبسے گلشن مین
تو غنچے سر سے پا تک اوڑہکر چادر نکلتے ہین

جگر پر کسقدر احسان کئے ہین تیرِ مژگان نے
کہین دنیا مین ایسے آشنا پرور نکلتے ہین

سخنور جانتے ہین کاوشِ فکرِ مضامین کو
کہ کس مشکل سے بحرِ دل سے یہ گوہر نکلتے ہین

فروغ اللہ اکبر اب تو نالے آپ کے دل سے
نگاہِ نازِ خوبان سے بھی نازان تر نکلتے ہین

نہ اونکے رخ کو نہ اونکی نظر کو دیکھتے ہین
ہم اپنے نالۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین

الٰہی خواب مین دیکھا ہے کسکو ہمنے رات
کہ آج لوگ ہماری نظر کو دیکھتے ہین

یہ رشک دیکھو کہ پیش از جوابِ نامۂ شوق
بغور ہم نظرِ نامہ بر کو دیکھتے ہین

الٰہی غیر کے بھی جذب مین اثر ہے کیا
کبھی ادہر کو کبھی وہ اودہر کو دیکھتے ہین

یہ چشم شوق ہی اسکی نظر سے گرم بہت
حضور کیون مرے داغ جگر کو دیکھتے ہین

تمہارے عشق مین اے جان ہم ایک مدت سے
رقابت دل و جان و جگر کو دیکھتے ہین

شب وصال جو آئی تو شام ہی سے ہم
ہر ایک سمت سے جوش سحر کو دیکھتے ہین

تن نزار کو پہونچائیگی وہان کیونکر
ہم آج یاورئ چشم تر کو دیکھتے ہین

امیدوار ہی اونکی شب وصال کے کیا
نگاہ قہر سے روے سحر کو دیکھتے ہین

صبا ہی دل کیطرح وان کا عزم رکھتی ہے
ہم اسکے حوصلۂ بال و پر کو دیکھتے ہین

وہ چشم و لب کو مرے دیکھکر یہ کہتے ہین
کہ اپنے عہد کے ہم خشک و تر کو دیکھتے ہین

یہ سخت جانی تو دیکھو کہ بیٹھے بیٹھے ہم
نہ دیکھنا ہی کسیکا ادہر کو دیکھتے ہین

وہ پہیر لیتے ہین کیا کیا بنا کے منہہ اپنا
جو اونکو دیکھکے شمس و قمر کو دیکھتے ہین

الٰہی خیر کہ ترچھی نظر سے آج وہ پہر
فروغ خستہ و خونین جگر کو دیکھتے ہین

ابتک وہی ہے درد دل بیقرار مین
ورنہ ہے کیون تپش رگ سنگ مزار مین

نکلی جو جان زار اسی اضطراب مین
ہوگا محال اپنا ٹھہرنا مزار مین

باد صبا سنبہال کے رکھنا یہان قدم
آتشکدے نہان ہین ہماری غبار مین

تادیر وقت ذبح نہ دیتا نکلنے مین
جان حزین جو ہوتی مرے اختیار مین

ایدل خفا نہو سخن چشم یار سے
مستون کی بات آتی نہین ہے شمار مین

ہے مشت خاک اور یہ یاراے سرکشی
پنہان ہے شہسوار کوئی اس غبار مین

بلبل نے کسکے عارضِ رنگین کو دیکھکر
چھوڑا چمن کو عین کمال بہار مین

کرتا ہون اپنا رشتۂ جان نذر مین ترے
اے گلفروش کیجیو صرف اونکے ہار مین

جھوٹے بنا بنا کے سناے پیام وصل
کیا کیا فریب دل کو دیے ہجر یار مین

کہئیے تو کچھہ فروغ یہ جھگڑا تمہارا کیا
آہ ستر رفتگان و دل بیقرار مین

ترا ہم پاس خاطر او ستم ایجاد کرتے ہین
یہ نالے ورنہ تڑپکر تجھسے بھی بیداد کرتے ہین

حیا اونکے دفترِ حسن نگہ کو یاد کرتے ہین
تو ہم صلِ علیٰ سے لیکے او سر صاد کرتے ہین

اسیران قفس پر کیا ستم صیاد کرتے ہین
کہ حکم ذبح دیتے ہین جو وہ فریاد کرتے ہین

تغافل کی تلافی جسکے ستم سے بن جفا ٹہیری
ادھی بدکیش کو افسوس پھر ہم یاد کرتے ہین

فدا کیونکر نہون ہین خنجرِ بیداد قاتل پر
جب آسکو دیکھتے ہین ہم وہ تو ہمکو یاد کرتے ہین

اونہین کا گھر تہا یہ دل اور اونہین نے کر دیا ویران
اونہین کے غم سے پھر اس گھر کو ہم آباد کرتے ہین

کہان ہے او خیال خوے نازک دیکھہ تو آکر
بہت اب شوخیان یہ نالہ و فریاد کرتے ہین

دل اپنا اونکا قیدی ہے غم اونکا اپنا قیدی ہے
نہ وہ آزاد کرتے ہین نہ ہم آزاد کرتے ہین

خیال رشک کچھہ ہے اور کچھہ ہے بیم رسوائی
اسی خاطر اونہین ہم دل ہی دل مین یاد کرتے ہین

مہ و خور سے تو چھپا پہ دل کوئی دیکھا نظر اوسکا
بہت مدت سے سیر عالم ایجاد کرتے ہین

سمجھنا ہے ہمارا خندۂ زخم جگر اوسکو
تبسم کرکے زیر لب جو وہ ارشاد کرتے ہین

تحمل پر ہمارے طعن ہے اور تہمت خامی
کہین بھی پختہ مغزان جنون فریاد کرتے ہین

فریب عشوہ پردے مین زیادہ کارگر ہوگا
کہ زیر خاک پنہان دام کو صیاد کرتے ہین

کبھی رہتی ہے ہمسے دیکھیے تصویر بھی جسکی
اوسیکی یاد سے ہم دل کو اپنے شاد کرتے ہین

خدا خوشنود رکھے نالہ و فریاد و زاری کو
ہماری بیقراری کی بڑی امداد کرتے ہین

نمایان ہو چلا ہے خط عارض اوسکی صدقے مین
سنا ہے قیدیان زلف کو آزاد کرتے ہین

وہ مانے یا نہ مانے ضبط کی طاقت نہین ہم مین
بیان مدعا ہم ہر چہ بادا باد کرتے ہین

فروغ اونکو ہوا ہے شوق پھر گلگشت گلشن کا
جو رنگ گل کو مثل بوئے گل برباد کرتے ہین

دل و دین تو ناز و ادا مانگتے ہین
وہ خود دیکھیے مجھسے کیا مانگتے ہین

محبت مین کامل ہمی ہین جہان مین
کہ تجھسے نہ تیرے سوا مانگتے ہین

ہین ایک وہ کہ بت مانگتے ہین خدا سے
اور ایک ہم کہ بت سے خدا مانگتے ہین

کیا ہجر نے ناتوان ہمکو ایسا
کہ آہ رسا سے عصا مانگتے ہین

خدا جانے ہمکو مرض کیا ہوا ہے
کہ دشمن سے اپنی دوا مانگتے ہین

ہوا حال زار اپنا ایسا کہ وہ بھی
مرے حفظ جان کی دعا مانگتے ہین

شہیدون کا پھر خون بہا و ادا سے
وہ تمسے بھی خونبہا مانگتے ہین

گدائی ملے اوسکی کوچے کی ہمکو
نہ دولت نہ دولت سرا مانگتے ہین

سنبھلنے نہ دے جو کہ تا روز محشر
وہی مے تو ہم ساقیا مانگتے ہین

فروغ اونکے ناز و ادا سے تو پوچھو

کہ اب اپنے کشتون سے کیا مانگتے ہین

رہرو الفت ہین بیابان پر نظر رکہتے نہین
ہم صبا کیطرح کچہہ ساز سفر رکہتے ہین

تیغ وہ کسطرح باندہینگے کمر رکہتے نہین
اور باندہی بہی تو کیا عشاق سر رکہتے نہین

رشک کے باعث سے ہم خود وان گذر رکہتے نہین
اسلئے حاجت تری آنے نامہ بر رکہتے نہین

دیکہئے دست جنون کی کیا عنایت ہم پہ ہے
جسم پر ایک تار جز تار نظر رکہتے نہین

کل گئے تہے دل کے پیچہے دل کو سمجہاتے ہوئے
ہم زیادہ اس سے کچہہ اپنی خبر رکہتے نہین

جذب دل پر یا الٰہی کیا بلا نازل ہوئی
اب قدم بہی اسطرف وہ بہولکر رکہتے نہین

گر گمان کچہہ اور ہو تو امتحان کر لیجئے
دل نہین رکہتے ہین ہم تو کیا جگر رکہتے نہین

اب لکہینگے کبہی ہم خط تمہین تم دیکہنا
ہان مگر قسمت کے لکہے سے خبر رکہتے نہین

شکوہ آجاے نہ لب پر چشم فتان کا کہین
اسلئے ہم حال پر اپنے نظر رکہتے نہین

کچہہ نہین پروا کہ لب ہون خشک یا ہو چشم تر
اونکے شیدائی خیال خشک و تر رکہتے نہین

حضرت ناصح جواب پند کو سمجہینگے کیا
درد دل رکہتے نہین داغ جگر رکہتے نہین

یاد مین کسکے یہ رنگین اشک جاری ہین فروغ
آب و رنگ اسطرح کا لعل و گہر رکہتے نہین

کوچۂ جانان مین جانا کچہہ نہین آسان فروغ
پانون وہ رکہتے ہین جو پروا سر رکہتے نہین

حرارت بڑہ گئی ہے دیکہہ خون جسم لاغر مین
نہ پڑ جائین کہین فصاد چہالے تیرے نشتر مین

کسیکے خانۂ مژگان ہے اسکو گر نہین لکہا
تو کیون ہے اسقدر برگشتگی میرے مقدر مین

کیا ہے امتحان کس سخت جان پر صفا کہدیجے
کبھی پہلے تو ایسے بل نہ تھے ابرو کی خنجر مین

الٰہی کیا کہونگا مین خدنگ ناز جانان سے
جگہہ اب نام کو باقی نہین ہے جسم لاغر مین

جگر نے خوب ہی بوسے لیے کل تیر مژگان کے
دل نادان مرا الجھا رہا زلف معنبر مین

کرشمہ جنبش ابرو سے ہر دم قتل کرتا ہے
الٰہی اتنے کیون خنجر دیے دست ستمگر مین

غم و شادی فروغ اب دونون یکسان ہوگئے ہمکو
یہانتک سختیان جھیلے اوٹھائین ہجر دلبر مین

خدا جانے یہ کیسی مے ہے چشم مست دلبر مین
کہ بیخود ہوگیا عالم کا عالم ایک ساغر مین

غضب ہے دل مین پھر ہونے لگا جلوہ حسینونکا
بتون کو پھر جگہہ ملنے لگی اللہ کے گھر مین

تعجب ہے مجھے اس انتظام شاہ خوبان پر
کہ اپنی مملکت آباد کی دلہاے مضطر مین

شہنشاہ ازل کے حکم سے منشی قدرت نے
دل آشفتہ کا چہرہ لکھا کاکل کے دفتر مین

ترے باغ جنان کو مول لے سکتے ہین ہم واعظ
بھرے ہین بے بہا گوہر ہمارے دیدۂ تر مین

شب فرقت مین کیونکر ناصح مشفق نہین ملتا
کسیکی یاد بنکر چھپ رہا تھا قلب مضطر مین

نہین کچھ ڈر فروغ اس آتش دل کے بھڑکنے کا
چھپا رکھا ہے ایک دریا کو ہمنے دیدۂ تر مین

ہم اونکے وصل کا دلمین خیال خام کہتے ہین
کہ عرض مدعا کا نام خود دشنام کہتے ہین

تجھی سے پوچھتے ہین سچ بتا اے ذوق آزادی
کہ ہم بھی کچھ خیال گردش ایام کہتے ہین

خدنگ ناز کو اپنے تو وہ کرتے نہین سیدھا
اور الٹا دیکھئے دل پہ مرے الزام رکھتے ہین

غضب مین جان ہے اک دم بھی مین گر ضبط کرتا ہون
تو پھر یہ حضرت دل مجھکو کیا کیا نام رکھتے ہین

ہمین فرصت کہان اے صبر و تسکین بات کرنیکی
ابھی بیتابی دل سے بہت ہم کام رکھتے ہین

وفائے وعدہ کی امید دشمن سے ای دل نادان
کہ جو تیری تمنا کا تو ہم نام رکھتے ہین

خدا صحت عطا کرتا تو کرتے سیر صحرا کی
ابھی ہم اے فروغ آزار ننگ و نام رکھتے ہین

کہین کیا تجھسے ہم کیا کام اے گلفام رکھتے ہین
زبان سے جسکو کہسکتے نہین وہ کام رکھتے ہین

اوٹھائین کیون نہ ناز زخم دل کو وہ تہ دل سے
کہ مانند نگین جو آرزوے نام رکھتے ہین

کہان تم اور کہان خورشید مہ جو اک مدت سے
تمہارے وصل کا دل مین خیال خام رکھتے ہین

عجب بیرحم ہین صیاد مجھسے صید لاغر کو
تڑپنے کے لیئے تا دیر زیر دام رکھتے ہین

وہ نخوت حسن کے شایان وہ استغنائے بایان
غنیمت ہے کہ رسم نامہ و پیغام رکھتے ہین

فروغ احباب سب بیٹھے ہوئے ہین چپکے حیران
زبان سے بھی تو کچھ کہیے کہ ہم یہ کام رکھتے ہین

دل لگے کیا خاک کوئی لطف کا سامان نہین
کوئی خندہ بھی تو زخمون پہ نمک افشان نہین

دوستون نے اسقدر ہمکو کیا رسوائے دہر
دشمنون کے دل مین اب باقی کوئی ارمان نہین

بدگمان ہو کر نہ اتنا ہو جیئے گرم عتاب
آرزومند جفا ہون لطف کا خواہان نہین

غمزہ و ناز و کرشمہ عشوہ و طرز خرام
کون سے ہائین کہ جو دل کا عدوے جان نہین

کیون نہین آتی ادھر کو اے نسیم ناز یار
دیکھہ تو کب سے گل زخم جگر خندان نہین

رو نہین کرتے ہین سائل کا سوال اہلِ کرم
آپکو زیبا نہین اے جان مشتاقان نہین

سخت جانیکا گریبان گیر ہونا چاہیے
اے دلِ نالان قصور خنجر بُران نہین

پیچ مین کاکل کے آکر دل نے یہ ڈوکر کہا
بےگنہ بیدست و پا ہون قابل زندان نہین

سیر سے آئے ہین چمن مین بلبلو ناخوش نہو
بار خاطر ہون مین بار خاطر یاران نہین

دل کے بہلانیکی خاطر اے فروغ خوش بیان
یہ غزل بس ہے تری کچھہ حاجت دیوان نہین

درد دِل کہتا ہی مجھکو خواہش درمان نہین
خوشنما میری نظر مین صورت احسان نہین

غیر کا کیا منہہ اگر کہئے تو ہم دکھلائین لطف
جان کا دینا بہت مشکل ہے کچھ آسان نہین

بیقراری سے تری اے گریۂ بے اختیار
اشک کو پھر چین زیر سایۂ مژگان نہین

پھر وہ ہین ہم روبکاری اس دلِ مضطر کی آج
جس عدالت مین کہ اذن جنبش مژگان نہین

ہے جنون کا کسقدر اس عہد مین بذل کرم
دولت وحشت سے خالی اب کوئی دامان نہین

چھوڑ کر تنہا غم جانان کو جاتا ہے کہان
تجھکو اے دل کچھہ بھی پاس خاطر مہمان نہین

رشک ہوگا دیکھکر فردوس مین انکا عروج
اس خراب آباد مین جنکا کوئی پرسان نہین

دیکھئے جا کر چمن مین ہے ہر اک گل خندہ زن
بے ثباتی پر جہان کی ہین فقط خندان نہین

دربدر ہمکو پھراتا ہے تقاضا حرص کا
ورنہ کیا اکسیر خاک کوچۂ جانان نہین

دیکھنے کیواسطے چشم بصیرت چاہئے
ورنہ مظہر حسنِ جانان کس جگہہ تابان نہین

آفرین صد آفرین اس طرز پہ تیرے فروغ

نغز گفتاری پہ اپنی تو ذرا نازان نہین

ابھی آپ ہین ہم کب آئے ہوئے ہین
منہہ آپ اپنا ناحق چھپائے ہوئے ہین

نہین تیرا اونکے خود آئے ہوئے ہین
یہ مہمان دل کے بولائے ہوئے ہین

ہر ایک ذرہ کیونکر نہو چشم مجنون
وہ محمل کا پردہ اوٹھائے ہوئے ہین

نہین کچہہ بہی نسبت ہے لیلی کو ان سے
یہ لاکھون کو مجنون بنائے ہوئے ہین

انہین کے لب لعل قتل جہان کا
بہت دن سے بیڑا اوٹھائے ہوئے ہین

یہی ہین کہ آفت ہے رفتار جنکی
قیامت بہی ہم پہ ڈہائے ہوئے ہین

وہ انداز ہین انکے بیداد کے بہی
کہ عالم کے دل کو لبہائے ہوئے ہین

مری خاک کو ضعف ملنے نہ دیگا
یہ کیون آپ دامن اوٹھائے ہوئے ہین

ترے حسن کا شور خود کہہ رہا ہے
کہ سب فتنے میرے جگائے ہوئے ہین

جو دیکھا مجہے اشک خونین مین ڈوبا
کہا ہنسکے یہ رنگ لائے ہوئے ہین

فلک کو سکہائی ہے جسنے یہ گردش
اوسی آنکہہ کے ہم ستائے ہوئے ہین

زبان سے تری مثل تیرے دہن کے
ہم اب تو بہت تنگ آئے ہوئے ہین

مرے دل کے داغون کو دیکھا تو بولے
ترے دل کے یہ گل کہلائے ہوئے ہین

اگرچہ یہ سر بار تن ہے مگر ہم
پئے تیغ جانان لگائے ہوئے ہین

دہن سے ترے ہمسری کرکے اے گل
یہ غنچے بہی کیا منہہ کی کہائے ہوئے ہین

مجہے بہی وہی بات اے دل سکہا دے
جسے سنکے وہ مسکرائے ہوئے ہین

دل و دین کے رہزن تن و جان کے دشمن
یہی ہین جو تشریف لائے ہوئے ہین

فروغ آئینگے کب وہ دم ہین تمہارے
وہ غمزون کی پٹی پڑہائے ہوئے ہین

فروغ آج ہین منتظر آپکے
جو آنکہون کے پردے بچھائے ہوئے ہین

کیا مصیبت ہے کہ اونکے پاس جا سکتے نہین
اور جائین بہی تو کیا وان لب ہلا سکتے نہین

دل سے ہے کچہہ واقف کیسے درد کی لذت سے آہ
ہم زبان سے کچہہ مزہ اسکا بتا سکتے نہین

چشم مستِ ناز سے جو کچہہ ہوا ایما ہمین
ہم زبان حال پر بہی اوسکو لا سکتے نہین

کیا حیا کا عذر اور کیا دل کی گستاخی کا خوف
وہ اگر چاہین تو کیا پردہ اوٹھا سکتے نہین

شرم اونکے ناز کو آتی ہے اپنے کام سے
ورنہ کیا ٹہوکر سے مردونکو جلا سکتے نہین

اپنے چہرے کی صفائی آئینہ مین دیکہکر
اسقدر ہین محو حیرت کچہہ بتا سکتے نہین

شوق کے ایما سے دل کرتا ہے کیا گستاخیان
ہم تصور مین جہان پر لب ہلا سکتے نہین

کہتے ہین ہم رحم کر سکتے ہین لیکن کیا کرین
اس لکہے کو تیری قسمت کے مٹا سکتے نہین

پردہ داری اونکی خود منظور ہے ہمکو فروغ
ورنہ ہم آنکہون سے کیا دریا بہا سکتے نہین

سیکہی ہے کس سے آپنے اے خوبرو نہین
اہل کرم کی یہ روش گفتگو نہین

کہدے نگاہ شوق تو اوس چشم شوخ سے
پہرنا ترا پسند ہمین چارسو نہین

زیبا ہے گرچہ آپکو پر مجہکو خوف ہے
انسان کا کوئی بڑہکے خودی سے عدو نہین

ہے لطف جبکہ ہاں بھی کبھی ہو نہیں کے بعد
آٹھوں پہر کی خوب نہیں تند خو نہیں

تشنہ تھی تیغ یار پہ قسمت تو دیکھیے
کاٹا تو مجھ میں نام کو بھی تھا لہو نہیں

اے مژدۂ وصال یہ کیا بات ہے کہ اب
آتا ہمارے گوش تمنا میں تو نہیں

کہیے تو کچھ فروغ یہ کیا بات ہے کہ آپ
پیتے سنان کا نام کبھی بے وضو نہیں

ردیف واو

جوش پر ہوتی جو دست تیغ زن کی آرزو
کیا ہی بر آتی مرے ہر عضو تن کی آرزو

سلسلہ جنبان ہے زلف پرشکن کی آرزو
پاؤں پھیلاتی ہے پھر دیوانہ پن کی آرزو

کب تک اے زلف پریشان صورت آشفتگی
شام غربت میں رہے صبح وطن کی آرزو

کر کے رسوا آپ جان جانان کو جان کھو ہی لیا
سر بسر بیہودگی تھی کوہکن کی آرزو

کیا کسی کی زلف و مژگان کا اشارہ تھا کہیں
تھنے کی منصور جو دار و رسن کی آرزو

ہوشیار اے دل کہ تو لے زلف جانان کیلئے
پھر رہی ہے مضطر مشک ختن کی آرزو

پردۂ محمل کہاں اور تو کہاں اے قیس بس
کر غبار راہ لیلی سے کفن کی آرزو

کوچۂ گیسو میں ہم کو لے چلی ہے کھینچکر
اس دل آوارۂ پیمان شکن کی آرزو

پھر کسی آئینہ رو کے حسن کا آیا خیال
پھر ہوئی انگشت حیرت کو دہن کی آرزو

کیوں ستاتے ہیں مجھے یہ خار صحرا اسقدر
کب مجھے تھی فرش گلہائے چمن کی آرزو

جمگیا کوچے مین اوسکے اپنا پاے بیخودی	بیٹھی پہرتی ہے سر چرخ کہن کی آرزو

صورت خط پہلے منہہ ہوائے اپنا فروغ
کیجیے پہر بوسہ شیرین دہن کی آرزو

فروغ اب پہر خیال چشم مست یار کرتے ہو	بہلا سوتے ہوئے فتنے کو کیون بیدار کرتے ہو
تسلی بخش کوئی جز اجل وسدم نہین ہوتا	ہماری التجا پر جبکہ تم انکار کرتے ہو
بہلا کیون منہہ لگاتے ہو چمن مین جاکی غنچونکو	تنکظرفون کو کیون تم واقف اسرار کرتے ہو
جگاتے ہو عدم کے سونے والون کو تو ٹھوکر سے	ہمارے بخت خفتہ کو نہین بیدار کرتے ہو
ہوئے ہین خاک جو مر کر تمہاری راہ الفت مین	اونہین پر حشر برپا تم دم رفتار کرتے ہو
ہمارا حال پوچہا تمنے ابرو کے اشارے سے	زبان تیغ سے بہی پرسش بیمار کرتے ہو
ادب ہتا نہین ہے بیخودی مین جا بمن دیکہو	شراب تند سی پہر مجہکو تم سرشار کرتے ہو
گرو گے کہانکی غش آکے حضرت دل یکبادم مین	نظر ہر دم جو سوئے روزن دیوار کرتے ہو

نمایان ہو چلا ہے سبزہ خط اونکے عارض پر
فروغ اب کیون تلاش مرہم زنگار کرتے ہو

خوب ہو عشوہ جو لیجا کے کرے گم مجہکو	اور بدلے مین عدالت کے ملو تم مجہکو
عین اندوہ مین یہ جوش مسرت کیسا	خندۂ زخم یہ آتا ہے تبسم مجہکو
جگر و دل کو ہے کیا شوق ترے ناوک کا	کہتا ہر ایک ہے یا رب ہو تقدم مجہکو
واہ اے عشق وہ ہر لحظہ نئے ظلم کرین	اور کسیطرح نہو اونکا تظلم مجہکو

کشمکش دیکھو کہ واعظ ہے ادہر آمنگیر
اور اودہر کہینچ رہی ہے کشش خم مجھکو

اب تو مرنے کی بھی فرصت نہین دیتا یارب
سحر ذخار تمنا کا تلاطم مجھکو

لب نازک پہ ہین خود انکے ہی دانتون کے نشان
کیون ستاتا ہے تو ہر لحظہ توہم مجھکو

جب کہا مین نے کہ پردے کو اوٹھا دو تو کہا
زندگی پر تیری آتا ہے ترحم مجھکو

اونکی افشان ہے شب وصل جو پڑتی ہے نظر
شب گزر جاتی ہے گنتے ہوئے انجم مجھکو

بزم عالم مین وہ شیدائی بیتابی ہون
رقص پریون کا ہے اشکون کا تلاطم مجھکو

کسطرح اون سے سفارش کرون تیری یا دل
نہین رہتی ہے وہان تاب تکلم مجھکو

خامشی نے مجھے کیا رتبۂ عالی بخشا
مردم دیدہ سمجھنے لگے مردم مجھکو

تم وہ نازک کہ تمہین بنش ہی الفت کی نظر
ہین وہ عاجز کہ نفس ہین مرے کژدم مجھکو

ہون مین بیمار جو عشق در دندان کا فروغ
چاہیئے گر در یتیمی پہ تیمم مجھکو

کیون نہ حیرت ہو کہ اس دل مین ملے تم مجھکو
ذرے مین مہر ملا قطرے مین قلزم مجھکو

شوق پر خندہ ہی یا اذن تکلم مجھکو
کوئی بتلاؤ تو مقصود تبسم مجھکو

شوق آغوش تو کچھ اور ہی کہتا ہے مگر
نازکی پر تری آتا ہے ترحم مجھکو

یاد بھی اوس بت کافر کی ہے ظالم ورنہ
دل سے کیون آتی ہے آواز تظلم مجھکو

تم مکانون کے ہو خواہان مین مکین کا جویا
تمپر اے شیخ و برہمن ہے تقدم مجھکو

ہنسکے کہتا ہے غم یار کہ سبحان اللہ
گر تصور مین بھی آتا ہے تبسم مجھکو

ہوگیا ہجر مین اوس بت کے چمن دشت بلا
شاخ گل ہار ہے گلبرگ سے ہے کزدم مجھکو

زلف مشکین سے تیرے غمزے کی تسکین بانہون
تیرے عشوے کا جو ملجاے تحکم مجھکو

زخم دل بولا جو کی فکر دوا کچھہ مین نے
راہ مقصود ہون مین تم نہ کرو گم مجھکو

اس گمان سے کہ یہ مطلب کی کہیگا اپنے
نہین دیتے ہین کبھی اذن تکلم مجھکو

ہون مین بیمار غم عشق بتان اے واعظ
اپنی ہی خاک پہ واجب ہے تیمم مجھکو

خون رولائیگا بہلا زخم کیصورت کب تک
اے لب یار تیرا ضبط تبسم مجھکو

ضبط نالہ نہین کرتا ہون مین بوجہ فروغ
فلک پیر پہ آتا ہے ترحم مجھکو

ردیف ہاے ہوز

خرام ناز سے کہدو ذرا آہستہ آہستہ
نہو جاے کہین محشر بپا آہستہ آہستہ

یہ کسکے پاؤن کی آئی صدا آہستہ آہستہ
کہ بہر پیشوائی دل چلا آہستہ آہستہ

غبار قیس پر مجھکو نہایت رشک آتا ہے
کہ فرش کوچہ لیلی بنا آہستہ آہستہ

مین وہ ہون ناتوان ہے پاس خاطر جسکا عالم کو
مرے صحرا مین چلتی ہے ہوا آہستہ آہستہ

نہ تنہا دل ہوا غمگین نکلجانے سے پیکان کے
جگر بہی دیر تک روتا رہا آہستہ آہستہ

نگہ نیچی تبسم زیر لب ہے غور کر اے دل
کچہہ اب کہتی ہے یہ دین حیا آہستہ آہستہ

قیامت ہے مریض عشق سے اسبات کا کہنا
کہ کرتی ہے اثر اپنا دوا آہستہ آہستہ

نہین طاقت ہے ہم مین اے فروغ اب لب ہلانیکی

کرینگے اشک شرح مدعا آہستہ آہستہ

روتے سے رکھے اے چشم سرو کار ہمیشہ
تا سبز رہے نخل غم یار ہمیشہ

دل صبر کا دشمن ہے عجب ہے سبب سے الفت
ہوتی ہے بہم اسلیے تکرار ہمیشہ

کیا شکوہ بیداد ستم اون سے مین کرتا
مین بہی تو رہا اونکا طرفدار ہمیشہ

یہ غم بہی عجب جنس گرانمایہ ہے واللہ
رہتے ہین بہت اسکے خریدار ہمیشہ

فرقت مین بہی ہمنے کبہی تکلیف نہ پائی
غمخوار رہا اپنا غم یار ہمیشہ

انجام ستم دیکہیے اے چشم جفا جو
گردش مین رہا چرخ ستمگار ہمیشہ

کہتی ہے پریشانی دل مجہسے کہ تجہکو
اوس زلف مین رہنا ہے گرفتار ہمیشہ

میخوار نہ تہے شیخ تو پہر پاس مغان کے
کیون رہن رہا جبہ و دستار ہمیشہ

کرتے ہین فروغ آپ عبث فکر و تردد
دوزخ مین رہینگے نہ گنہگار ہمیشہ

کیا پریرویون کو کرتا ہے مسخر آئینہ
سحر کرتا ہے بلا کا یہ ستمگر آئینہ

پہر نہوتا اوسکی خودبینی کا سبب آئینہ
میرے دل کا گر بناتا آئینہ گر آئینہ

صنعت مخلوق ہے یہ اور وہ صنع اللہ
اوسکے رخ سے ہو مقابل کیجیے کیونکر آئینہ

جلوہ گاہ عکس مژگان ستمگر جب سے ہے
چبہ رہا ہے میرے دل مین مثل نشتر آئینہ

ہین عیان عکس و گیسو سے بلائین چار اور
دل ہمارا آئینہ رخسار دلبر آئینہ

اونکو خودبینی سے فرصت ہی نہین جب آئین یان
ہو رہا ہے آجکل سد سکندر آئینہ

ہوشیار اے دل کہ پہر آثار حیرت مین نمود | خواب مین ہمکو نظر آتا ہے شب بہر آئینہ

مہر انور ہو خجل جسکے کف پا سے فروغ
روبرو اوسکے بہلا ٹہیرے یہ کیونکر آئینہ

ردیف یای تحتانی

ذرا کہدو نگاہ شرمگین سے
فلک کو شرم آتی ہے زمین سے

تیری صورت کے معنی پوچہتا ہین
جو ہوتا قرب صورت آفرین سے

بتون کا ذکر کیا مین خود ہون بیزار
تمنائے دل آفت گزین سے

مری آنکہون پہ پردہ پڑ گیا تہا
لڑین جا کر جو اوس پردہ نشین سے

ترے وعدے پہ کرتا ہون نہ تکیہ
نہ شرمانا مجہے میرے یقین سے

گدائی مانگتا ہون مین نہ شاہی
مجہے خود عار ہے تاج و نگین سے

فروغ اب نالہائے دل کو روکو
نہ بڑہ جائین کہین عرش برین سے

نہ آئین باز وہ اپنی نہین سے
ہمین باز آئینگے جان حزین سے

یہ کیسے ہو گئے ہم اونکے غم مین
کہ ہمکو پوچہتے ہین وہ ہمین سے

کیا دل نے جو عزم کوے جانان
تو جان بولی کہ مین رخصت ہمین سے

نکالون کسطرح مین دل سے غم کو
مکان کی زیب و زینت ہے مکین سے

خدا جانے قرار و صبر و تسکین | خفا کیون ہین دل اندوہگین سے
عیان ہین جوہر تیغ قضا سب | بت سفاک کی چین جبین سے
یہ دل کی بیقراری جائے کیونکر | خبر بھی تو نہین آتی کہین سے

فروغ اون سے نہ رکھیئے ہان کی امید
اونہین فرصت نہین ہوگی نہین سے

اونکی تیغ ناز کچھ چلتی ہے شرمائی ہوئی | آج شاید کچھ دل نالان کی شنوائی ہوئی
دل مین پھر پیدا ہوا ہے دشت پیمائی ہوئی | پھر جنون فتنہ زا کی کارفرمائی ہوئی
آج کچھ برہم ہے شاید ہمسے وہ گل پیرہن | ورنہ کیون باد صبا آتی ہے گھبرائی ہوئی
اس سے امید تمہارے دل نہ رکھنا تو کبھی | ہر کلی نخل تمنا کی ہے مرجھائی ہوئی
ضبط نے میرے جلا کر خاک مجھکو کر دیا | آتش سوزان مرے حق مین شکیبائی ہوئی
کیون جھجکتا ہے دل نالان خدنگ ناز سے | غیر ممکن ہے کہ پھر جائے قضا آئی ہوئی
بیخودی یون بے سبب ہمکو نہین ہوتی کبھی | رات بزم غیر مین کچھ بادہ پیمائی ہوئی
یہ کتاب بیقراری جسکا دیباچہ ہے آہ | اس دل مضطر کی ہے تصنیف فرمائی ہوئی
حسرت و اندوہ و غم سے کھد رہا ہی ہین | یاد اک پردہ نشین کی دل مین ہے آئی ہوئی
دیکھتے ہی پا وحشت میرا چلانے لگی | تھی جو زنجیر جنون مجنون کی ہنوائی ہوئی
تیرے چتون سے نہین سمجھی کی اے اوا غلط کبھی | آتش دل ہے کسیکے غم کی بھڑکائی ہوئی

قصد توبہ کا نہ اوسنے کر لیا ہوا ہے فروغ

آرزوے وصل ہی کہیے آج گہبرائی ہوئی

خدنگ ناز سے کہدو ذرا خدا کے لیے — کہ چھوڑ دے کوئی دو چار تو قضا کے لیے
مرے ہی دل کو بنایا مری تمنا نے — جگہہ تلاش جو کی طرح کربلا کے لئے
نگاہ ناز نے سب ابتدا مین کر چھوڑا — رہا نہ طرز ستم کوئی انتہا کے لئے
ہجوم غم دل نالان کو پا کے کیا خوش ہے — بہت ملول تہا یہ کاروان درا کے لئے
حنا کو خون جگر سے بہت دنون سینچا — نئے طریق سے بوسے کسیکے پا کے لئے
جفاے یار نے شکوہ مری وفا سے کیا — جو مین نے ہاتہ اوٹھائے کبھی دعا کے لئے
چھوڑا کے دیر کو راہ حرم بنانا ہے — نہ شیخ بن تو برہمن ذرا خدا کے لئے
اوسکے دل مین ہمیشہ غبار ہمسے رہا — کہ خاک راہ بنے جسکے نقش پا کے لئے

فروغ کیا مجھے دیوانہ تم سمجھتے ہو
ہوا ہون آپ سے بیگانہ آشنا کے لئے

کسی سے یہ کہنے کے قابل نہین ہے — کہ پہلو مین پہر شام سے دل نہین ہے
تصور بہی بوسے کا کہتا ہے مجھسے — کہ تو منہہ لگانے کے قابل نہین ہے
پڑی ایسے دریا مین کشتی ہماری — کہ جسکا دو عالم مین ساحل نہین ہے
نکر رنج گر تجھسے خنجر نہ اوٹھا — ادا کیا تیری یار قاتل نہین ہے
سلامت ہے ہے اے جنون زور تیرا — مجھے کچھ بہی خوف سلاسل نہین ہے
ذرا سوچ تو تجھکو جانا کہان ہے — ارے دل تجھے فکر منزل نہین ہے

فروغ اب تو سامان چلنے کا کیجے
یہ بستی تو رہنے کے قابل نہین ہے

دل سے ہوس ناصیہ سائی نہین جاتی
تحریر جبین ہمسے مٹائی نہین جاتی

نادم ہون بہت دل سے ہین آ وعدۂ جانان
اب بات کوئی مجھسے بنائی نہین جاتی

منظور نظر یاس تھے ہین واہ ری قسمت
یا آنکھ بھی اب ہمسے ملائی نہین جاتی

اطفال سے امید وفا کیا کوئی رکھے
اشکون سے لگی دل کی بجھائی نہین جاتی

دنیا مین بجز شدت تکلیف شب ہجر
وہ کیا ہی جو انسان سے اوٹھائی نہین جاتی

للہ ذرا صبر تو کر اے دل مضطر
یون خاک مین توقیر ملائی نہین جاتی

اللہ رے بیرحمی شمشیر تغافل
بسمل سے ذرا خاک اوڑائی نہین جاتی

اے نالۂ دل تو ہی وہان جا کے خبر کر
زحمت شب فرقت کی اوٹھائی نہین جاتی

کسطرح کہین تیر نظر سے کہ پلٹ جا
ہمسے تو دلا آنکھ چورائی نہین جاتی

بیتابیٔ دل سے فروغ اب کسی صورت
آغوش تمنا مین سلائی نہین جاتی

کسلیے پرشور دشت اے نالۂ شبگیر ہے
عشق کا روز ازل سے ہجر دامنگیر ہے

کون کہتا ہے کہ زلف پر شکن زنجیر ہے
یہ مری تقدیر کی پیچیدہ اک تحریر ہے

ہر قدم پر سیکڑون جانین فدا ہونے لگین
کیا خرام ناز ہے کیا نازکی تسخیر ہے

اپنی مژگان کو چھپا لو تم خدا کیواسطے
مین کمانداروں کو سنتا ہون تلاش تیر ہے

سیکڑون تیر جفا کھاتا ہی پہ پلٹا نہین
طائر دل ہے مرا یا طائر تصویر ہے

کچھ سبب ہے زلف مین پھنسی کا دل کے ورنہ یون
باہمہ آزادگی یون بستۂ زنجیر ہے

آمد آمد یا الٰہی کس شکار افگن کی ہے
جسکا صحرا مین تمنائی ہر اک نخچیر ہے

چین نمایان کرکے پیشانی پہ فرماتے ہین وہ
یہ ہمارے طالبان وصل کی تقدیر ہے

جان شیرین کو نہ کھوتا کوہکن گر جانتا
صاحب صبر و محن سیراب جوئے شیر ہے

دولت بیدار ہے عالم مین عجز و انکسار
خاک کو ہے خاکساری غیرت اکسیر ہے

مرشد کامل نے ہمکو یہ نصیحت کی فروغ
بے غرض احسان کرنا اک عجب تسخیر ہے

جو یہ سمجھتے کہ ایسی بری ہے خو دل کی
تو بھولکر بھی نہ ہم کرتے آرزو دل کی

ضرور کوچۂ گیسو سے کوئی آتا ہے
مشام جان مین جو آرہی ہے بو دل کی

پسند یار جو ذلت ہوئی تو بسم اللہ
اونہین کے غم نے بڑھائی تھی آبرو دل کی

عجب مذاق کی کرتا ہے آجکل باتین
قریب آکے ذرا سنئے گفتگو دل کی

ہوئی ہے آج یہ کیون صبح سے الٰہی خیر
تلاش دل کو مری مجھکو جستجو دل کی

یہ کسکے آتش رخسار کا ہے شیدائی
کہ شکل شعلے نے پائی ہے ہو بہو دل کی

گمان یہ ہمکو نہ تھا آپکی محبت سے
کہ اپنی جان ہی ہوجائیگی عدو دل کی

سنا ہے لشکر مژگان کی کی ہی مہمانی
خدا ہی ہے جو رہے آج آبرو دل کی

اونہین کے دل کی صفائی کا سیکھے انداز
جو اشک گرم سے کرتے ہین شست و شو دل کی

فروغ کہیے تو اس بیخودی کے عالم مین
تلاش اپنی کرین ہم کہ جستجو دل کی

دل مرا اونکی طبیعت دونون نازکتر بنے
سخت حیرانی ہے مجھکو دیکھیے کیونکر بنے

ہے یہ کافرماجرائی حضرت عشق آپکی
ورنہ دل کو کب لیاقت تھی کہ اسکا گھر بنے

کون مہمان ہے تیرے گھر مین تہا بتا اے دل کہ رات
پتلیان دربان ہنین آنکھون کے حلقے در بنے

دوست ہے یا دشمن کا اوسکے جب یہ چرخ کینہ جو
پھر بھلا دل کی مرے بگڑی ہوئی کیونکر بنے

گر تیرے سے روے کتابی کا سنے گلزار وصف
ہر ورق گل کا یقین ہے شوق کا دفتر بنے

رات مجھسے وہ کرمفرما بڑے اصرار سے
پوچھتے تھے داغ دل کیسے بنے کیونکر بنے

بارگاہ گردش چشم ستمگر سے فروغ
حکم ہے پھر گھر ہما اشہر سے باہر بنے

مطلب اپنا ہم نہ آ بیدادگر کہنے کو تھے
کچھہ مصیبت دل کی کچھہ حال جگر کہنے کو تھے

دیکھہ لو اب غیر سے کچھہ بن نہین پڑتی تھین
بس ہمین کو تم نہ آٹھون پہر کہنے کو تھے

پیشتر آنے سے اونکے بیخودی سی آگئی
کچھہ نہ کہنے پائے ہم اور کسقدر کہنے کو تھے

دل کی بیتابی سے کل شرما گئے وہ ورنہ کچھہ
ہم ادھر سننے کو تھے اور وہ ادھر کہنے کو تھے

ہے بڑا احسان ادب کا منع جسنے کر دیا
ورنہ اون سے آج ہم دل کی خبر کہنے کو تھے

ہو چکین غیرون سے باتین یا ابھی باقی ہین کچھہ
ہم بھی حال درد دل کچھہ مختصر کہنے کو تھے

گفتگوے زادسفر کی اب عبث ہے اے فروغ

شرم عصیان سے کہا ہوتا اگر کہنے کو تھے

نظر بطرح کچھ بدلی ہوئی ہے چشم پرفن کی — نگاہ قہر یارب برق ہوگی کسکے خرمن کی

دل ناشاد میں پھر نا امیدی گھر بناتی ہے — خبر لے او خدنگ ناز جانان اپنے مسکن کی

ہمیشہ یا الٰہی تر رہے خون شہیدان سے — رہے رشک گلستان ہر گلی قاتل کے دامن کی

سمجھتا ہے جہان سینے کو میرے وادی ایمن — وہ مشعل تیرے سوز غم نے میرے دلمیں روشن کی

مرے لب پر جفا سے دوست کا شکوہ معاذ اللہ — شکایت بھی کبھی مجھسے سنی بیداد دشمن کی

عنایت جو نگاہ ناز کی ہے دل پہ کیا کہئے — عیان ہے سارے عالم پر حقیقت برق و خرمن کی

ذرا آکر تماشا دیکھئے اس دل کے زخموں کا — بہار اب دید کے قابل ہوئی ہے میرے گلشن کی

کہاں لیجاؤں یارب اس دل مضطر کو بہلانے — چمن سے بھی تو آتی ہے صدا فریاد و شیون کی

الٰہی کیا ہو وہ دن کہ وحشت مجھ پہ مرتی تھی — جنون کو آرزو رہتی تھی مرے جیب و دامن کی

تڑپنا دیکھکر دل کا مرے مخلوق کہتی تھی — کہ یارب یہ نہو حالت کسی دشمن سے دشمن کی

بلائیں لیتی تھی دست تمنا کس محبت سے — کبھی میرے گریبان کی کبھی جانان کے دامن کی

نہ خالی ہو مری پیری خیال روے جانان سے — رہے یارب خزان بھی گل بداماں میرے گلشن کی

فروغ اوس گفتگو سے شب کا مطلب آپ کچھ سمجھے
شکایت تھی تمہارے نالہ و فریاد و شیون کی

گل کو پہچان تو بلبل کہ یہ تن کسکا ہے — اسکے خندے کی صدا حرف و سخن کسکا ہے

آپ ہی کے قد دلجو نے کیا حشر بپا — اور یہ کام بھلا شفق من کسکا ہے

ہنس دیے گل کیطرح مین نیے جو گلشن مین کہا — یارب ان غنچون کی مانند دہن کسکا ہے

ہے وہی بلبل مہجور شکستہ پر و بال — اور یہ غل پس دیوار چمن کسکا ہے

بیوفائی کا گلہ شیوۂ عشاق سہی — آشنائی مین جفا کیجئے چلن کسکا ہے

رنج کا گھر ہے کبہی مسکن راحت ہے کبہی — نہین معلوم یہ دل خاص وطن کسکا ہے

ایکدم کو نہین گردش سے تجھے چین کبہی — ایسا جوئندہ تو اے چرخ کہن کسکا ہے

خلق کہتی ہی اسے رشک گلزار جنان — دل پہ یہ داغ خدا جانے چمن کسکا ہے

ہے حدیث نبوی یہ کہ تو رہ مثل غریب — یہ مسافر کدہ دنیا ہے وطن کسکا ہے

وہ نہ گلشن ہی رہا اور نہ وہ اوسکی بہار — اب تصور تجھے اے ذوق چمن کسکا ہے

شوخ کس درجہ کلام آپکا ہوتا ہے فروغ
سچ تو فرمائیے یہ طرز سخن کسکا ہے

پہر دل سے مرے آج مری آہ لڑی ہے — حیران ہون کہ آپسمین یہ کیا پہوٹ پڑی ہے

کرنا نہ ضیا ذکر مری کلفت دل کا — کہنا کہ تری یاد کو تکلیف بڑی ہے

کاکل سے تمنا مری آگے نہین بڑہتی — یہ خام ابہی ایک ہی سودے پہ اڑی ہے

پہرتے جاتے ہین فریاد کے جاتے ہوئی وان پر — دیکہو تو کہان جا کے مری آنکہ لڑی ہے

تہے کل سے کہان آ دل وحشی ادہر آ — زنجیر جنون آپکی مشتاق بڑی ہے

ناصح نہین مانیگی تمنا سے دل زار — کچہہ کہئے نہ اسکو کہ یہ بیہودہ بڑی ہے

کس خواب گران مین ہے فروغ آنکہہ تو کہولو

خورشیدِ قیامت کا سہا اور دہوپ کڑی ہے

پہر خرابی کے ہین آثار خدا خیر کرے — ہمسے اور دل سے ہے تکرار خدا خیر کرے

رات سے درد ہے پہر زخم جگر مین پیدا — اور دوا سے ہے ہمین عار خدا خیر کرے

دل بلا مین تہا پہنسا فکر تہی ہمکو اوسکی — اب ہوئے ہم بہی گرفتار خدا خیر کرے

آج پہر شام سے یہ درد و غم و رنج و الم — ہمکو کرتے ہین بہت پیار خدا خیر کرے

ہوگیا ہو نہ کہین شیخ بہی اوس بت پہ فدا — سبحہ کے ساتہہ ہے زنار خدا خیر کرے

خواب مین رات بڑی حیلہ و چالاکی سے — ہمنے چومے ہین لب یار خدا خیر کرے

دیکہکر اون کا تبسم دمِ ذکرِ دل زار — پہر یہ آنکہین ہوئین خونبار خدا خیر کرے

پہر مرے زخم جگر نے بحضور قاتل — وا کیے ہین لب اظہار خدا خیر کرے

آج پہر دیکہو **فروغ** اوس بتِ کافر کے حضور
حال دل کرتے ہین اظہار خدا خیر کرے

بہت داغ ہین جسمین وہ دل یہی ہے — سواد چمن کا مقابل یہی ہے

اسی دل مین ہوتی ہین قتل آرزوئین — تماشاگہ رقص بسمل یہی ہے

نہ جانا غمِ یار تو دل سے میرے — مکان تیرے رہنے کے قابل یہی ہے

دمِ قتل ہرگز تڑپنا نہ اے دل — یہان پاس آداب قاتل یہی ہے

رولائیگی خنجر کو خون دیکہہ لینا — اگر حسرت دیدۂ دل یہی ہے

تمہارے کفِ پا سے ہونگے خجل ہم — جو پامال شیشۂ دل یہی ہے

لیا مین نے کب نام تیری ادا کا — قضا میری کہتی ہے قاتل یہی ہے
ہنستی جو ایک دم نہ روتی تو اتنا — سزا تیری اے شمع محفل یہی ہے
کوئی دم مین کٹتا ہے اس دل کا جھگڑا — اگر خنجر ناز قاتل یہی ہے
نہ ٹوٹے ابھی تار جور و ستم کا — تقاضائے بیتابی دل یہی ہے

دل زار پر کیجیے جان کو قربان
فروغ اپنی لیلی کا محمل یہی ہے

جوش پر ہے پھر یہ بحر دیدۂ تر دیکھیے — روکتے ہین دست و دامن اسکو کیونکر دیکھیے
کیا تامل ہے جو کرنا ہو وہ سب کر دیکھیے — جان و دل حاضر ہین دونون بندہ پرور دیکھیے
پھر مزاج یار کچھہ برہم نظر آتا ہے آج — پھر بدلتا ہے زمانہ ہمسے تیور دیکھیے
پھر لب زخم جگر کچھہ خشک ہے اے چارہ گر — چاہتا ہے پھر یہ شاید آب خنجر دیکھیے
رات کیا ہمنے کہا تھا یاد ہے اے چشم تر — پھر یہ طفل اشک نکلے گھر سے باہر دیکھیے
اوٹھہ نہین سکتا ہے اب بار نگاہ لطف بھی — کسقدر کمزور ہے یہ جسم لاغر دیکھیے
بے تکلف آئین آپکے غم کے سوا — کون رہتا ہے ہمارے دل کے اندر دیکھیے
رات سے کہتی ہے مجھسے یہ گرانباری مری — ہمت دوش عزیزان آج مرکر دیکھیے
ناخن اندیشۂ دل گرم کاوش ہے بہت — کب کھلے یہ عقدۂ زلف معنبر دیکھیے
کیجیے اوس سے محبت ہے وہی کچھہ کام کا — جس دل بیتاب کو قابو سے با ہر دیکھیے
اونکے آنے کی خبر اے دل نہایت گرم ہے — اب کہین جانے نہ پائے جان مضطر دیکھیے

نامۂ شوق اپنا پہلے تہا نہایت مختصر
رفتہ رفتہ ہوگیا دفتر کا دفتر دیکھیے

دیکھنا ہے حال ہمکو رند و زاہد کا فروغ
کون چھپتا ہے تر دامان محشر دیکھیے

دل پہ کچھ آفت نئی دیکھی ہے کیا آتے ہوئے
میری آنکھوں مین جو اشک آتے ہین گھبراتے ہوئے

اے کشش کب تک فریب وعدہ اسکو دیجیے
شرم آتی ہے مجھے اب دل کو سمجھاتے ہوئے

یہ ستم اے بخت برگشتہ کہ اوس بے رحم کو
خواب مین بہی شرم آئی شکل دکہلاتے ہوئے

حسرت دل نے کیا تہا رات ایک محشر بپا
دیکھکر اوس بزم مین پروانے کو جاتے ہوئے

پارسائی سے تو اب ہم بہی خدا باز آئے
عمر گزری آرزو کو مری شرماتے ہوئے

ہمنے دیکھا ہے چمن مین دیکھکر اونکی بہار
رنگ گل کو بوئے گل کیطرح اوڑ جاتے ہوئے

کسقدر سر اپنا پیٹا دل نے کوئے یار مین
ناتوانی کو جو دیکھا پاؤن پہیلاتے ہوئے

اونکا جانا پاس سے مرے وہ آکر دیکھ لے
جس کسی نے جان کو دیکھا نہو جاتے ہوئے

ہجر کی شب اس دل بیتاب نے خون رو دیا
صبر بیکس کو جو دیکھا ٹھوکرین کہاتے ہوئے

کچھ عمل ہوتا تو ہم بہی ساتھ لیجاتے فروغ
شرم آئیگی ہمین جنت مین یون جاتے ہوئے

نکل جا او دل مضطر مرے کاشانۂ تن سے
غضب مین جان ہے میری ترے فریاد و شیون سے

عجب کچھ چیز ہین یہ حضرت دل بہی معاذ اللہ
شکایت جور کی کرتے ہین اوس کافر کی چتون سے

بوقت صبح بہایا ہے مین نے خون کو اپنے
کہ محشر تک نہو نا تو جدا قاتل کے دامن سے

عجب ہنگامہ رہتا ہی بپا اس کشور دل مین / خیال زلف لڑتا ہی ہواے روے روشن سے

برا ہو اس بدآموز بتان یعنی مرے دل کا / عیان تجھسے صلح کی آثار کل تک اونکی چتون سے

مجھے عشق آگیا تھا گل چمن مین دیکھکر گل کو / نہایت منفعل ہون آج مین اوس شوخ بدظن سے

گلون کو دیکھکر یاد آئے شاید داغ دل میرے / سنا ہے آج کل بیزار ہین وہ سیر گلشن سے

وہ مجنون ہون اگر روتا ہوا جاؤن مین صحرا کو / تو اشکون کو مرے پونچھے جنون صحرا کی دامن سے

وبال جان ہوا آخر کو رکھنا دل کا پہلو مین / بہت چوکے جو ہمنے دوستی کی اپنے دشمن سے

ہوا تاریکیِ مرقد مین آکر ہمکو یہ روشن / کہ شمع زندگی روشن ہوئی تھی شمع مدفن سے

فروغ اپنے مقدر کا بھلا پھر پوچھنا کیا ہے / تصور مین وہ پونچھین میرے آنسو اپنی دامن سے

سرگشتہ پھر خیال رخ یار ہو گئے / ہم دل لگا کے نقطے سے پرکار ہو گئے

لاغر ہوئے ہم اتنے کہ نفرت ہوئی اونہین / ایسے سبک ہوئے کہ گرانبار ہو گئے

رخصت ہوائے امید نشاط شب وصال / ہم نذر امتحان غم یار ہو گئے

وہ دیکھتے ہین ہمکو پس قتل بار بار / ہم قتل ہو کے کیا ہی طرحدار ہو گئے

اے چشم شوق تو نہ ہٹی ہم تو مر مٹے / پردے تیرے حجاب رخ یار ہو گئے

یہ اعتبار عشق بھی کیا ہے بلاے جان / تڑپا تو غیر مجھسے وہ بیزار ہو گئے

ہمسے نہ پوچھو عالم آزادگی کا حال / ہم آنکھ کھولتے ہی گرفتار ہو گئے

دیکھا جب اونکو یار مرے حال زار کو / گلہاے باغ دیدۂ خونبار ہو گئے

یہ ہے کمالِ خوبیٔ زلفِ دوتا کہ ہم
سنبل کو دیکھتے ہی گرفتار ہو گئے

بگڑے سفارشِ دلِ مضطر پہ وہ فروغ
ہم کارِ خیر کر کے گنہگار ہو گئے

کلیجا آج پھر منہ کو دمِ فریاد آتا ہے
وہی بیداد گر پھر دل کو شاید یاد آتا ہے

قفس سے گو چھٹے مدت ہوئی لیکن ابھی اب تک
خیالِ انتشارِ خاطرِ صیاد آتا ہے

وہ رخ بھی تو نہیں کرتے ادھر کیا ذکر آنیکا
تمہیں کچھ ننگ بھی آ نالۂ فریاد آتا ہے

الٰہی کس جگہ یہ وحشتِ دل مجھکو لائی ہے
جدھر دیکھا ادھر سے ناوکِ بیداد آتا ہے

نہیں معلوم یارب یہ کہ کاوش یا نزاکت ہے
بہت آہستہ آہستہ ستم ایجاد آتا ہے

خموشی سے تو میری پوچھ لے اے غمزۂ دلبر
کبھی میرے بھی لب پر شکوۂ بیداد آتا ہے

تعجب ہے بہت مجھکو کہ با این ہمہ ہشیاری
بتوں کے دام میں کیونکر یہ دل ناشاد آتا ہے

کہیں کیا کون کرتا تھا ہماری ہمنشیں خاطر
بھلا اب وہ زمانہ کب کسی کو یاد آتا ہے

مزے ہوتے ہوں گے غیروں پہ ہو مشقِ جفا کاری
بہت افسوس میں مجھکو اے ستم ایجاد آتا ہے

بہت خوش ہو کے جان پھر لب پہ استقبال کو آئی
کہ پھر سے یاالٰہی مژدۂ بیداد آتا ہے

اثر کو آشتی لازم ہے ورنہ دیکھیے کیا ہو
دل بیتاب سے خود لب پہ لئے فریاد آتا ہے

بہت اترتا ہے میری ناتوانی سے غمِ جانان
دل مضطر میں رہنے کا مزہ جب یاد آتا ہے

یہ شور و شر جو سنتے ہو نہیں ہے حشر کا سامان
فروغِ خستہ دل کرتا ہوا فریاد آتا ہے

خدا سمجھے مری اس چشم تر سے
بہڑا یا دل کو کس کافر نظر سے

تغافل اونگاہ ناز اتنا
گرے جاتے ہین ہم اپنی نظر سے

کسی پہلو نہین ہے ہجر مین چین
جو دل بیٹھا تو درد اوٹھا جگر سے

طلب کرتا ہے ہر دم داغ تازہ
کلیجا پک گیا اب تو جگر سے

قرار و صبر مرے غمکدے تک
نہین آتے دل مضطر کے ڈر سے

نگاہ ناز اونکی زور پر ہے
گرائے جسکو وہ چاہے نظر سے

دل گستاخ کا ہو خانہ ویران
نکالا جسنے مجھکو اوسکے گھر سے

الٰہی بند تھے میرے لب و چشم
یہ لخت دل نکل آئے کدھر سے

ہوئے پامال ہم کوچے مین اونکے
بڑا ہی بوجھہ اوترا اپنے سر سے

جواب نامہ و پیغام کیسا
لڑائی ٹھن گئی خود نامہ بر سے

ہمارے دل کے کام آئے الٰہی
کٹاری وہ لگاتے ہین کمر سے

ہوئے جاتے ہین زخم دل کے دربند
غم جانان اب آئیگا کدھر سے

بلندی دیکھیے گر اس سپید سے کی
عمامہ شیخ کا گر جائے سر سے

نماز وصف دندان کا ہے گر قصد
وضو کیجے فروغ آب گہر سے

کسطرح نظر آئیگی شکل اونکی کمر کی
تصویر کھنچی ہے مرے نالون کے اثر کی

شمشیر اجل کا مجھے ممنون نہ کرنا
اے تیغ نگہ تجھکو قسم ہے مرے سر کی

لے درد نہان آپکی کیا بات ہے واللہ
لی خوب خبر دل کی مرے اور جگر کی

ٹوٹے نہ ابھی تار مجھے خوف ہے اسکو
خجلت نہو دمساز کہین دیدۂ تر کی

جز بست کوئی آنکھ ملاتا نہین اس سے
شاگرد ہے یہ دختر رز کسکی نظر کی

سہما ہے کسی کان ملاحت کا تصور
کٹتی ہے بڑی لطف سے اب زخم جگر کی

غیرت تو فروغ آہ شرربار کی دیکھو
کہتی ہے کہ ممنون نہونگی مین اثر کی

ہوا دل خاک اور زخم غم دلدار باقی ہے
گری دیوار لیکن رخنۂ دیوار باقی ہے

خدا کیواسطے مجھکو نہ کیجے منع رونے سے
ٹپکنا دل کا خون ہوکر ابھی اے یار باقی ہے

تغافل کی شکایت کو نہ لاتا لب پہ مین لیکن
تحمل اب نہین ظالم بت عیار باقی ہے

صفائی پر تو اپنی اسقدر نازان نہو اے دل
ابھی آئینہ مین تیرے بہت زنگار باقی ہے

لیا کرتے ہین بل کی اونکے گیسو مصحف رخ سے
ابھی بخشش میان کافر و دیندار باقی ہے

نہین آتا ہے پھر فاتحہ تو خاک پر میری
ترے دل مین غبار اے یار یا کچھ پیار باقی ہے

تعجب ہے کہ تیرے عہد مین اے ساقی سرخوش
تن زاہد پہ اب تک جبہ و دستار باقی ہے

فروغ خوش بیان اک اور ہی تازہ غزل لکھیے
ابھی تو کلک مین کچھ شوخی رفتار باقی ہے

نہین بیوجہ یان کچھ تن مین جان زار باقی ہے
وہان کچھ پردۂ انکار مین اقرار باقی ہے

غم جانان کبھی ہرگز نہ کرنا دل کی کاوش مین
ابھی کچھ آئینہ رو سے دیدۂ خونبار باقی ہے

کہان جاتا ہی اے دل زخمی تیر مژہ ہو کر
ابھی تو تیغ ناز دلربا کا وار باقی ہے

سنا ہی کیجیے صاحب تمہاری اس زبان مین
کہان یوسف کی اب وہ گرمی بازار باقی ہے

یہ ہے یارب ترقی پر ستم اونکا جفا اونکی
دل مضطر مین جب تک خواہش آزار باقی ہے

کھلا ہم پر یہ عقدہ بعد مردن قبر مین آکر
بہت آسان تہا جو گزرا بہت دشوار باقی ہے

لحد مین بہی وہی سامان وحشت سب مہیا ہین
وہی ہم ہین وہی دل ہے وہی آزار باقی ہے

سبب کیا پوچھتے ہو تم فروغ اس زندگانی کا
دہان کچھہ پردۂ انکار مین اقرار باقی ہے

اگر کچھہ خون دل کو دامن قاتل سے کہنا ہے
تو فرمان ادب کچھہ ہمکو بہی اس دل سے کہنا ہے

جو کچھہ کہنا ہے پروانے کو شمع محفل آرا سے
وہی ہمکو بہی اوس برہمزن محفل سے کہنا ہے

کہان جاتا ہی او قاتل ٹھہر بہر خدا دم بہر
ابھی خنجر کو تیرے کچھہ دم بسمل سے کہنا ہے

دل نادان اوٹھا کر ہاتھہ ہمکو اپنی ہستی سے
سلام شوق تیرا خنجر قاتل سے کہنا ہے

کہو اس چرخ سے روکے نہ ہرگز میرے نالے کو
پیام دل وہی اوس لامکان منزل سے کہنا ہے

سحر بہی متصل ہے زندگی کی شب سے او غافل
زبان حال سے یہ شمع کو محفل سے کہنا ہے

جرس کس طرح چلا کر دل مجنون کو کہتا تہا
کہ میری چشم کو کچھہ پردۂ محمل سے کہنا ہے

کسی افسون سے اوس چاہ ذقن تک جا نہین سکتے
یہ اب ہمکو اسیران چہ بابل سے کہنا ہے

نکل آئے ذرا پہلو سے کہدے اے غم جانان
مجھے کچھہ اور کچھہ اس چشم تر کو دل سے کہنا ہے

حصول اہل کرم سے کیا تہیدستان قسمت کو
زبان موج سے دریا کو یہ ساحل سے کہنا ہے

پہونچنا جام شکر تا لب جانان کسی ڈھب سے | دم آخر مجھے یہ اپنے آپ گل سے کہنا ہے
ذرا فرصت تو دو پھر خدا لے دردبیتابی | کہ پھر کچھ دل کو مجھسے اور مجھے کچھ دل سے کہنا ہے

فروغ اس آفتاب داغ دل کو روبرو کر کے
سلام عارض جانان مہ کامل سے کہنا ہے

سنا چاہے دل مضطر کا پھر گریبان کوئی | دہان زخم دل مین تیغ کی رکھدے زبان کوئی
بتا سکتا نہین اونکے دہن کا اب نشان کوئی | کسیکو ہو سخن گر اسمین تو کھولے زبان کوئی
وہی حالت دل مضطر کی ہے سودا کے کاکل مین | کہ جیسے مضطرب ہو طائر بے آشیان کوئی
عجب نازو ادا سے خاک رہ یان کی تڑپتی ہے | ابھی اس دشت سے شاید گیا ہے کاروان کوئی
بہت دیکھی ہین ہمنے دعوتین مخلوق مین لیکن | نہ غم سا میہمان دیکھا نہ دل سا میزبان کوئی
جسے دیکھو تمنائی ہے اونکے آب خنجر کا | نہین اب چاہتا ہے خضر عمر جاودان کوئی
جگر اور دل کی سیر دیکھکر بھڑکی ہوی آتش | خدنگ ناز کہتا ہے کہ اب بیٹھے کہان کوئی
دل محبوس گل آہ کیسا یاد آتا ہے | جو میرے سامنے آتا ہے پہنے بیڑیان کوئی
الٰہی آتش گل نے بھڑک کر کیا جلایا ہے | نظر آتا نہین اب اس چمن مین آشیان کوئی
نگون سر تا زمین ہون اور نالہ آسمان جنبان | نہ مجھسا پیر عالم مین نہ مجھسا ہے جوان کوئی
برائے نام ہے وہ اور اوسمین تیغ لٹکی ہے | سوا اسکے کمر کا اونکی دیگا کیا نشان کوئی

حرم مین بھی صنم کا کس ادب سے نام لیتا ہے
فروغ اس دل سا دیکھا ہے جہانمین بے ایمان کوئی

اشک اب کم ہو چلے لخت جگر آنے لگے
پہول گر کر نخل مژگان مین ثمر آنے لگے

اندنون پہر غیر شاید اوسکے گہر آنے لگے
پہر فرشتے موت کے ہمکو نظر آنے لگے

اضطراب دل کا شاید ہو چلا ہنگامہ گرم
لخت دل گہبرا کے سوے چشم تر آنے لگے

پہر ہجوم گریہ و آہ و فغان ہونے لگا
پہر دل مضطر کے منظور نظر آنے لگے

دیکہیں دل آگیا اندہیر کا عہد شباب
گیسوے مشکین جانان تا کمر آنے لگے

فیض قید عشق سے کیا ہو گئے آزاد ہم
شادی و غم اب ہمین یکسان نظر آنے لگے

جلد جلاے دل اگر ہے سرخروئی کی طلب
کوچۂ قاتل سے مردم خون مین تر آنے لگے

تب کمال گریۂ بے اختیار شوق ہے
اشک تر کے ساتہہ جب لخت جگر آنے لگے

پہر چلا پیمانہ شاید شوق کے بہی عمر کا
خط کسیکے اب نہایت مختصر آنے لگے

بت پرستی کا ہماری نفع دیکہا زاہدا
پاس سے اللہ کے پیغامبر آنے لگے

کسلئے یہ شور و شرائے گریۂ بے اختیار
اب تو نالے دل سے مقبول اثر آنے لگے

ہم بہی قائل ہین تیرے دل کی صفائی کے فروغ
اب تو وہ جان جہان آمین نظر آنے لگے

نگاہ ناز کا پہرنا یہ چار سو کیا ہے
الٰہی خیر یہ انداز جستجو کیا ہے

نہ کفر و دین مین یہ عشوے نہ روز و شب مین ناز
خدا ہی جانے کہ وہ زلف کیا ہے رو کیا ہے

جناب پیر مغان غور کیجئے تو ذرا
یہ میرے لب پہ صدائے سبو سبو کیا ہے

کسیکے سوزن مژگان کی یاد ہی باعث
وگرنہ چاک جگر کو غم رفو کیا ہے

نگاہ ساقی و ناز نگاہ سے ہے صہبا
ہمارے واسطے فلک ہے وسبو کیا ہے

عجب دماغ ہے خنجر کا اوسکے کہتا ہے
کہ میری شان کے آگے تیر اگلو کیا ہے

کسیکے جور کی رسوائی کا ہے ہمکو خیال
وگرنہ عشق کے نزدیک آبرو کیا ہے

نہین مجال سخن وان ہے اور اگر ہو بھی
تو کس زبان سے کہین ہم کہ آرزو کیا ہے

ہمارے پردۂ ہستی مین کوئی بیٹھا ہے
وگرنہ آپ ہمین اپنی جستجو کیا ہے

بہار عارض جانان کو دیکھتے ہین فروغ
چمن کے سنبل و گل کیا ہین رنگ و بو کیا ہے

اب اسکے بعد نہ کہیگا مجھسے تو کیا ہے
وگرنہ مین بھی کہونگا یہ گفتگو کیا ہے

دل حزین سے مرے تجھکو گفتگو کیا ہے
رہیگی پاس یہان لے امید تو کیا ہے

کہین وہ گھر سے نہ نکلے ہون دیکھہ تو اے دل
وگرنہ آج یہ ہنگامہ چار سو کیا ہے

جلا کے خاک کیا خاک کو اوڑا بھی دیا
اب اور ہمسے ترے دل کی آرزو کیا ہے

ہے آج پہلو مین برپا عجیب ہنگامہ
کوئی سنو تو دل و غم مین گفتگو کیا ہے

غبار دل سے کسیکے دہلے تو جانین ہم
وگرنہ رخ کی یہ شکوہ شست و شو کیا ہے

جو سوز دل سے نہ پڑھیے تو وہ نماز ہے کیا
جو خون دل سے نہ کیجے تو وہ وضو کیا ہے

یہ جان زار ہی کیون دل یہ اسقدر شیدا
الٰہی دل مین بجز درد آرزو کیا ہے

جواب پائیگا اے دل زبان تیغ سے تو
دہان زخم سے ہر دم یہ گفتگو کیا ہے

دل نحیف کو میرے کہان ہے تاب سخن
جناب پوچھیے مجھسے کہ آرزو کیا ہے

فروغ تم ہی کہو تم او نہین سجاے حضور
جو بات بات پہ کہتے ہین تمسے تو کیا ہے

آہ ابتک یہ آبلے دل کے — نہ بنے چہالے تیغ قاتل کے
اون سے یا اونکی تیغ سے ملکے — خوب نکلینگے حوصلے دل کے
دیکھہ او قیس طور اس دل کے — ہین سب انداز اسمین محمل کے
دست قاتل کو چوم لین نہ کہین — دیکہنے والے زخم بسمل کے
سخت جانی بس اب خدا کیلیے — دکھہ چلے ہاتہہ میرے قاتل کے
قیس کو خاک ہو کے رہنا تہا — گرد کیطرح گرد محمل کے
بدگمانی تو دیکہو ذبح کے بعد — بال و پر توڑتا ہے بسمل کے
اپنی چتون سے پوچہیے تو ذرا — کسنے لوٹے ہین قافلے دل کے
فصل گل آئی دل ہین لینے لگے — چٹکیان نالے بہر عنادل کے
کہینچکر تیغ کہنچ رہا مجہسے — جذب دل دیکھہ جور قاتل کے
دونون آنکہین ہین چشم دیدگواہ — اور ہم مدعی ہین اس دل کے
قیس لیلی کو کیسے پا سکتا — ہوش اوڑاتے تہی ناز محمل کے
ناخن تیغ سے کہلے آخر — جتنے عقدے تہے میری مشکل کے
کعبے سے تابکدے کو پہونچادے — ہمتو جویا ہین ایسے کامل کے

شوق پابوس مین کسیکے فروغ

فرشش ہم بنگئے ہین محفل کے

نہ سمجھا عمر گذری اس دل مضطر کو سمجھاتے
اگر ملتا تو اب ہم کچھہ ترے خنجر کو سمجھاتے

کسیکے ناز کو سمجھا کے ایدل تم ہوئی ملزم
سمجھکر حضرت من آپ اوس خود سر کو سمجھاتے

ہمارا ہر رگ و پے کسقدر مشتاق کاوش ہے
اگر کچھہ ہوش آجاتا تو ہم نشتر کو سمجھاتے

زبان یار کا ہو طرز جسمین وہ رسے کیونکر
بتاؤ کسطرح ہم تیغ اور خنجر کو سمجھاتے

بتون کے حال سے اے اہل خلقت بیخبر ہمکو
جو ہم ہوتے تو ہم کچھہ اور ہی آذر کو سمجھاتے

تمنا تھی کہ وقت قتل کچھہ ملتی اگر فرصت
گلو کو اپنے کچھہ اور کچھہ دم خنجر کو سمجھاتے

بہت مجبور ہین دل سے کہ ہمسے دور رہتا ہے
وگرنہ مار کر ہم خوب اس خود سر کو سمجھاتے

حضور حسن گر پرسش فروغ اپنی ذرا ہوتی
تو دل کے باب مین کچھہ عشوۂ دلبر کو سمجھاتے

اگر ملتا کہین تو پھر دل مضطر کو سمجھاتے
بہت گذری اگرچہ پہلے اُس تیور کو سمجھاتے

اثر نالے مین ہوتا یا عمل تسخیر کا ملتا
تو ہم آغوش مین لیکر پری پیکر کو سمجھاتے

نہو صدمہ اونہین اسطرح گرنا اونکے قدمون پر
گذرتی ہے ہماری بس یہی اس سر کو سمجھاتے

حیا کا اور گستاخی کا جھگڑا ہی رہا شب بھر
دل مضطر کو سمجھاتے کہ ہم دلبر کو سمجھاتے

اگر ہم جانتے یہ ظلم ہوگا اونکے زیور سے
تو ہم بننے سے پہلے کچھہ الگ زرگر کو سمجھاتے

اگر کچھہ ہوش آجاتا تو سر کوبی کی حالت مین
کچھہ اپنے سر کو ہم کچھہ اوسکے سنگ در کو سمجھاتے

اگر خود رفتگی سے ایکدم فرصت ہمین ملتی
تو ہم بھی کچھہ جناب واعظ رہبر کو سمجھاتے

فروغ اولٹی سمجھ کیسی ہے ان سمجھانے والون کی
جو سمجھاتے ہین مجھکو وہ دل مضطر کو سمجھاتے

دل صد چاک کی میرے نہ خبر تک پہونچے
اور رشتانے کی یہ قسمت کہ وہ سر تک پہونچے

شور گریہ کا ذرا باب اثر تک پہونچے
نمک خندہ کہین زخم جگر تک پہونچے

کیا غضب تو نہ گیا لے اثر نالۂ دل
کہ وہ تہامے ہوئے دل کو مرے گہر تک پہونچے

شام غم جان سے کہتی ہے کہ چل لب کیطرف
ضعف کہتا ہے کہ شاید یہ سحر تک پہونچے

تمنے مجھسے جو کجی کی تو ہوا کیا اے جان
ناوک غمزہ تو سب سیدہے جگر تک پہونچے

غیر وان صورت پروانہ او چپلتے جائین
اور اوس شمع کو میری نہ خبر تک پہونچے

نازکی زلف سے کہتی ہے کہ ڈر ہے مجھکو
تیر اسایہ نہ کہین ہو کے کمر تک پہونچے

دل بیتاب سے تمکو تو بہت گہیرے ہوئے
کہئے کسطور سے پہر تم مرے گہر تک پہونچے

قد دلدار جو طوبی ہے تو کیونکر یہ ہاتھ
زندگانی مین بہلا اوسکے ثمر تک پہونچے

ناتوانی کا بہت زور تہا لیکن اے یار
ہم عصا نالے کی لیکر ترے در تک پہونچے

شوخئی چشم سے ہوجائے ہر اک حرف غزال
یہ غزل میری اگر اونکی نظر تک پہونچے

اے فروغ آپنے کچھ رنگ اثر بہی دیکھا
نالے بلبل کے تو گوش گل تر تک پہونچے

یہ رنگ مسی آیا ہے سوسن مین کہان سے
یہ سرخئ پان آئی ہے گلشن مین کہان سے

وہ مر ہی گیا جسکی طرف آپنے دیکہا
آیا ہے یہ زہر آپ کی چتون مین کہان سے

بلبل بہی مرے ساتھہ یہ کہتی ہے کہ یارب — لاؤن مین اثر نالہ و شیون مین کہان سے
ہر ذرے یہ خورشید قیامت کا گمان ہے — آ گئے یہ تیر سے قصر کے روزن مین کہان سے
ہر سمت سے حملہ ہے مرے نالون کا اوپر — چین آ گئے اونہین ہپکو دشمن مین کہان سے
اے امت موسی کہو اب تم کہ وہ مشعل — آئی تہی بہلا وادئی ایمن مین کہان سے
جہکتا ہی نہین سامنے اوس بت کے تیرا سر — رہا ہے یہ رگ آئی تری گردن مین کہان سے
داغون کو مرے دیکہکے بلبل بہی یہ بولی — گل اتنے بہلا آئینگے گلشن مین کہان سے
باقی نہین اک قطرہ خون بہی مرے تن مین — اب چہینٹے پڑینگی ترے دامن مین کہان سے
اوس بت کو پسند آئی ہے خود ہی یہ دورنگی — الفت ہو بہلا شیخ و برہمن مین کہان سے

وہ فاتحہ پڑہنے کو فروغ آئے ہین ورنہ
بے تابیان آئین مرے مدفن مین کہان سے

نہین غنچے نے صاحب کچہہ خطا کی — نزاکت آپ مین ہے انتہا کی
بہلا تو اور توجہ اوس ادا کی — تمنا کر دل نادان قضا کی
صبا نے لاکے بو زلف دوتا کی — پہنائین دل کو زنجیرین بلا کی
بہاؤ خون مری امید کا بہی — یہ صورت ہے اوا سے خون بہا کی
محبت تو بہی کیا بیداد گر ہے — ہین اونکا وہ مرے سہتے ہین ستا کی
خدا کیواسطے اے سخت جانی — سہے حسرت نہ اونکو کچہہ جفا کی
وہ دل تہامے ہوئے بیٹھے ہین ایسا — پڑی ہے مجہکو اپنے مدعا کی

نہین آیا کوئی ناوک تو پہر کیون
صدا پہلو سے آئی مرحبا کی
کرے عرض تمنا کچہہ دل زار
اجازت ہو اگر شرم و حیا کی
خدا جانے بتو ہو جاتے کیا ہم
جو اتنی بندگی کرتے خدا کی

فروغ اب دم نہ مارو زیر خنجر
یہی ہے راہ تسلیم و رضا کی

بر آئی آرزو اب لو ادا کی
تمنا سے دلی نے بہی قضا کی
بلا جانے تری زلف دوتا کی
کہ کیا حالت ہے جان مبتلا کی
نہ ہم دل کے نہ دلبر کے ہین شاکی
ہمین نے اپنے اوپر خود جفا کی
لڑی تو آنکہہ دل کا کر دیا خون
خطا کسکی تہی اور کسکی سزا کی
تکلف ہو رہے ہین دل مین کیا کیا
وفا نے کی ہے مہمانی جفا کی
کیا اوس بت سے جو اظہار مطلب
کہا مین اور تو قدرت خدا کی
جفائین آپ کی ہین خوب واقف
کہ ہمنے کس تمنا پر وفا کی
بہت مدت سے دل کو جستجو ہے
خریدار متاع نارسا کی
حجاب آتا ہے آئینہ سے اسکو
بہلا کچہہ انتہا ہے اس حیا کی
کیا کرتے ہین وہ نکلے گوش نازک
شکایت خندۂ گل کی صدا کی
کیا وہ کام بتخانے مین دل نے
کہ بت کہنے لگے رحمت خدا کی

فروغ اس دل کی نادانی تو دیکہو

تمنا اوس سے رکہتا ہے وفا کی

تدبیر چلی نہ جستجو کی
تقدیر یہہ ہیری آرزو کی

اے خنجر عشق چلکے کردے
گلزار گلی مرے گلو کی

اس دل کی یہ کافری تو دیکہو
اللہ سے بت کی آرزو کی

کم ہوتی نہین ہے حیرت حسن
مسدود ہے راہ گفتگو کی

اے دیر و حرم کے جانیوالو
راہین یہ نہین ہین جستجو کی

ایک ہوش باہی ایک جان بخش
یہ بو کی ہے کیفیت وہ خو کی

جب کہتا ہون سچ کہو تو ظالم
کہاتا ہے قسم سر عدو کی

بہاگا نہ نگاہ قہر سے دل
کیا چوٹ سنبہالی روبرو کی

جاتا نہین راہ پر تو سیدہا
اے نالہ یہ ہیسے بدسلو کی

دل ہی نہ رہا کہ جسمین تہی چاک
کیون فکر ہے چارہ گر رفو کی

اوس تیغ سے بہی فروغ ہرگز
کٹتی نہین گردن آرزو کی

وان تاب ہے کسکو گفتگو کی
کیونکہ ہو وکالت آرزو کی

مین مہر کو رخ کسیکا سمجہا
کیا رات مری نگاہ چوکی

کچہہ ذکر ہمارے بت کا واعظ
کچہہ فکر ہماری آرزو کی

حیرت سے وہ سمجہے میرا مطلب
خاموشی نے خوب گفتگو کی

اے چارہ گر اک تڑپ مین دل کی
اوڑ جائینگی دہجیان رفو کی

کیا اون سے شکایت تغافل
ہے جنکو شکایت آرزو کی

گو گالیان دین مگر سنے تو
کچھہ رہگئی بات گفتگو کی

آب جوہر تیغ و چشم تر نے
دل کی مرے خوب شست و شو کی

پوچھو تو ذرا فروغ دل سے
کچھہ حد بھی ہے تیری آرزو کی

علم جب وہ تیغ دو سر ہوگئی
سرون کی مہم دم مین سر ہوگئی

تصور بھی مرہم کا کرنا نہ تھا
خطا مجھسے زخم جگر ہوگئی

نہ اب کیجیے آپ تکلیف کچھہ
جو ہونی تھی اے چارہ گر ہوگئی

دیا اوسنے پرزے سے خط کا جواب
بڑی خیر اے نامہ بر ہوگئی

مین سمجھا کہ توام ہین شادی و غم
دم خندہ جب آنکھہ تر ہوگئی

برا ہو نزاکت کا یان تک اونہین
پہونچتے پہونچتے سحر ہوگئی

ضرورت ہے کیا حضرت خضر کی
یہان گمرہی راہبر ہوگئی

شب وصل آیا سر شام غش
سنبہلتے سنبہلتے سحر ہوگئی

ترحم نہ تہا اک ادا تہی جو آج
اونہین قتل سے درگزر ہوگئی

دماغ آشنا ہوتی ہی اوسکی بو
طبیعت برنگ دگر ہوگئی

جگاتے جگاتے تجھے ای نصیب
شب زندگی کی سحر ہوگئی

چلونگا ترے ساتھ ای دل وہان / مجھے غم سے فرصت اگر ہوگئی
نہین بے سبب مضمحل طفل اشک / ڈرے کچھ ہین یا کچھ نظر ہوگئی
دلون کی بھی کیا تار برقی ہی راہ / یہان دل ہلا وان خبر ہوگئی
نہین سخت جان ہون مین اے تیغ زن / نزاکت تری خود سپر ہوگئی

ہوا ضبط گریہ نہ اس سے فروغ
مری چشم خود پردہ در ہوگئی

نہین اے شمع رو تیری طرف پروانہ آتا ہے / یہ ٹکڑا ہے مرے دل کا کہ بیتابانہ آتا ہے
تحمل درد پنہان کا نہین ہوتا ہی کچھ مجھسے / تمہین کچھ ننگ بھی اے بلبل و پروانہ آتا ہے
ذرا تو دیکھ آے فوج مژہ آنا مرے دل کا / کوئی بھی یون ترے میدان مین مردانہ آتا ہے
کوئی شیدا ہے چشم مست کی حالت کو پھر دیکھے / حباب اوسکے روبرو مے سے بھرا پیمانہ آتا ہے
چمن مین حسن کے جز خط کوئی پرسان نہین اپنا / نظر اک آشنا یہ سبزۂ بیگانہ آتا ہے
اسے سونے دیا ایدل غ تونے وصل کی شب مین / جگانا سحر کا بھی تجھکو اے دیوانہ آتا ہے
کبھی آیا تو دم بھر بھی نہ ٹھیرا میرے پہلو مین / دل وحشی تجھے بھی ناز معشوقانہ آتا ہے
مجھے دیکھا جو نقد جان بکف تو ہنسکے فرمایا / خریدار ادا دیکھو لئے بیعانہ آتا ہے
پریخانے کی باتین کس مزے سے آہ کرتا ہی / ذرا بھی ہوش مین جسدم دل دیوانہ آتا ہے
مین لاسکتا ہون جذب دل سے اس ویرانہ مین اسکو / مگر مجھکو خیال شوکت شاہانہ آتا ہے

فروغ اوس چشم کے افسون کا ہر دم ذکر کرتے ہو

تمہین اسکے سوا کوئی نہین افسانہ آتا ہے

نہین عارض پہ یہ خط ہی دل دیوانہ آتا ہے
رہائی کا ترے یا قتل کا پروانہ آتا ہے

بتا اے عقل اوس کاکل کو تجھسے کیا عداوت ہے
کہ جب آتا ہے اُسکے بیچ مین فرزانہ آتا ہے

اوچھلنا اوڑنا گرنا تڑپنا جلکے مرجانا
مرے دل کا تجھے ہر طرز اے پروانہ آتا ہے

الٰہی سخت جانی سے مری کیا ہوگیا واقف
مری جانب جو لرزان خنجر جانانہ آتا ہے

سراپا گوش اور حیرت زدہ ہی گل گلستان مین
مگر ان بلبلون کو کچھ مرا افسانہ آتا ہے

بولایا ہے کسینے یا کسیکی پیشوائی ہے
کلیجا آج مُنہہ کو کیون یہ بیتابانہ آتا ہے

ابھی ہے تو اسیر ذوق تو گھبرا نہ دقت سے
بہت مدت مین زاہد شیوۂ رندانہ آتا ہے

ہمین کوچہ کسیکا یاد آتا ہے ذرا ایدھر ہان
تجھے جنت کا واعظ خوب ہی افسانہ آتا ہے

اوسکو بار ملتا ہے فروغ اوس بزم عالی مین
جو کوئی جان دینے صورت پروانہ آتا ہے

دل مضطر کی جانب ناوک جانانہ آتا ہے
نکل ارمان اس گھر سے کہ صاحبخانہ آتا ہے

اوٹھا وہ ابر اور ساقی بھی آیا دیکھیے واعظ
بس اب خاموش وقت گردش پیمانہ آتا ہے

عیادت یا زیارت کو تری اے نرگس جانان
کبھی ساغر کبھی مینا کبھی میخانہ آتا ہے

کوئی سنگ جفا تجھپر پڑا یا ناز نے جھڑکا
جو روتا اوسطرف سے تو دل دیوانہ آتا ہے

دل صد چاک سے پہلے پہونچکر مین کھونگا یہ
مبارکباد اے گیسو نیا اک شانہ آتا ہے

ارے دل صبر کر ہمراہ میرے ہوش رفتہ کے
کوئی دم مین یہان وہ شوخ مستانہ آتا ہے

فروغ اوس حسین کا گل کہے ہین ہمتو دیکہنی والے
نظر مین کب ہماری چین کا بتخانہ آتا ہے

آہ بہی خون مین تر نہین آتی
تجہکو شرم اے جگر نہین آتی

وہ نگہ رحم پر نہین آتی
جان بچتی نظر نہین آتی

جان کو جانے مین تہی یاسو ناز
یا اودہر سے ادہر نہین آتی

مے کہنہ سے بلکہ موت سے بہی
بیخودی اسقدر نہین آتی

موت کو موت آگئی شاید
جو کبہی بہولکر نہین آتی

لامکان پر رہا کہ آگے بڑہا
دل کی اب کچہہ خبر نہین آتی

ہنسی آتی ہے زخم کو لیکن
اے جگر اسقدر نہین آتی

درد دل پر مرے ذرا رحمت
تجہکو اے چارہ گر نہین آتی

کوچۂ زلف ہی مین پہرتی ہے
او صبا تو ادہر نہین آتی

دیکہکر تجہکو اب تو بلبل کو
یاد گل بہولکر نہین آتی

آہ سے پوچہتا ہے درد کہ کیون
دل کی وان سے خبر نہین آتی

وہ شرارت سے بنگیا ہے بُت
کیا اوسے بات کر نہین آتی

ابہی بہہ جاے کوہ غم لیکن
جوشش پہ چشم تر نہین آتی

تیغ ابرو سے ہے طرف تیغ فروغ
دل پہ چلتی نظر نہین آتی

محتسب تو آگیا یان اک نگار آنیکو تھی
خار غم جانے کو تھا جان بہار آنیکو تھی

کوئی شے کیا داغ آسا یادگار آنیکو تھی
رات جو ہچکی سے مجھے بے اختیار آنیکو تھی

اوڑ گئے تھے ہوش میرے میرے رنگ رخ کیطرح
کسکی بوئے زلف آپے پروردگار آنیکو تھی

یاد چشم مست نے پھر کردیا بیخود مجھے
ورنہ کچھ قابو مین طبع بیقرار آنیکو تھی

وصل کی شب بیخودی کسدرجہ طاری ہو گئی
آج ہی اے وائے یہ غفلت شعار آنیکو تھی

روشنی داغ دل کا حال سنکر رہ گئی
شمع ورنہ جانب کنج مزار آنیکو تھی

سخت برگشتہ کیصورت اونکی آنکھین پھر گئین
ایسی گردش ہمپہ اے لیل و نہار آنیکو تھی

ہو گیا مہر دہان بوسہ لب جان بخش کا
ورنہ لب پر کچھ شکایت اے نگار آنیکو تھی

پاسکے بو اسکی دل غم دوست بھاگا مثل صبر
کیا کوئی راحت مرے پروردگار آنیکو تھی

زخم دل بدبخت ہے تو ورنہ ہمراہ صبا
کل ادہر کو بوئے زلف مشکبار آنیکو تھی

اوس کمر کا کچھ نشان شاید عدم مین ملگیا
ورنہ جان اس تن مین پھر بے اختیار آنیکو تھی

کیا طبیعت ہمسایہ ناصح سے پتھر ہو گئی
ایک بت پر ورنہ وہ بے اختیار آنیکو تھی

رنج مے کو کیا گھٹایا اوسکی چشم مست نے
گوڑی کو ملتی ہے اب جتنی کہ چار آنیکو تھی

شوخیون کا شکر احسان تجھپہ واجب ہے فروغ
وصل کی شب مین حیا تو بار بار آنیکو تھی

وہ کل شب کو جو مجھپر مہربان تھے
دل آگاہ کو کیا کیا گمان تھے

غبار آسا پس محمل روان تھے
کبھی ہم بھی شریک کاروان تھے

کبھی ہم ہمدم ہوے ہیان تھے
کبھی ہم بھی کسیکے رازدان تھے

کبھی اوس زلف سے کیو شیان تھین
کبھی ہم طوطی ہندوستان تھے

دکھایا عشق نے یہ روز ہمکو
وگرنہ ہمتو اک راز نہان تھے

یہ دوہرے زخم کیون پڑتے تھے دلپر
نہ غمزے گر شریک امتحان تھے

ہم آتے ہین جہان بیخودی سے
بتا دو حضرت دل تم کہان تھے

تڑپتے ہین تمہارے عاشق زار
کہان تم یوسف بے کاروان تھے

جہان تھے آپ شبکو جلوہ فرما
وہان حاضر مرے وہم و گمان تھے

محبت کی بدآموزی ہے ورنہ
یہ انداز ستم پہلے کہان تھے

جدا ہم تم ہین اب مثل دل و صبر
کبھی باہم مثال جسم و جان تھے

کیا ہے واعظون نے ناک مین دم
کہان تم حضرت پیر مغان تھے

نیاز و ناز کا کل معرکہ تھا
وہ تیر افگن تھے ہم اونکے نشان تھے

رہے آوارہ صحرا ہمیشہ
الٰہی ہم بھی کیا ریگ روان تھے

فرشتون کے وہان جلتے نہ کیون پر
مرے نالے **فروغ** آتش فشان تھے

کون کہتا ہے وہ جفا نہ کرے
حسن کا کیا وہ مقتضا نہ کرے

نخوت اتنی تو پھر جفا نہ کرے
کاش یہ عشق بھی وفا نہ کرے

کسکو ہو قدر عافیت معلوم
وہ پیہ یہ و اگر جفا نہ کرے

نہین ممکن کہ زاہد اوس بت کو
دیکھے اور پھر خدا خدا نہ کرے

حضرت ناز دل کو کیا ہے حکم
کچھہ کرے عرض حال یا نہ کرے

جان نثاری ہے شکوہ وعدے کا
گرچہ وعدے کو وہ وفا نہ کرے

واعظو کوچۂ صنم ہے یہہ
یان سے بندہ پھر کے خدا نہ کرے

یار آئے نہ ہاتھہ وہ جب تک
ضعف مجھکو شکستہ پا نہ کرے

گو گلے کٹتے ہین وہان لیکن
اوس گلی کا کوئی گلا نہ کرے

کون لائے نگاہ ناز کی تاب
پردہ داری اگر حیا نہ کرے

اوسکو شکوے کا ہو گمان کہین
لب ترا زخم دل ہلا نہ کرے

جب مین جانون کہ دیکھکر اوسکو
کہے کوئی کہ وہ جفا نہ کرے

دل تو جاتا ہے پر یہہ ڈر ہے مجھے
کہ وہان جا کے کچھہ گلا نہ کرے

حال دل کا ہو کسطرح معلوم
گرہ زلف گر وہ وا نہ کرے

اوسکا غنچہ نہ بدگمان ہو کہین
کوئی مجھسے گلے ملا نہ کرے

نکلی جاتی ہین جانین بے دیکھے
کیا وہ پردے مین بھی ادا نہ کرے

حکم ہے بزم ناز مین کوئی
کبھی اظہار مدعا نہ کرے

گل کو بلبل نے خوب سمجھایا
کہ تیرے رخ کا سامنا نہ کرے

کہیئے دو دن کی زندگی مین فروغ
کیا کرے کوئی اور کیا نہ کرے

تم فروغ اوس کمر کو کیا سمجھے | نصف لا سمجھے یا کہ لا سمجھے
جان سمجھے تجھے نہ دشمن جان | کیا سمجھنا تھا آہ کیا سمجھے
پھر وہی ذکر اضطراب بتان | تجھسے اے ذوق دل خدا سمجھے
شکوۂ جور اوس سے کیا کیجے | شکر کو آہ جو گلا سمجھے
دیکھہ نخوت یہ سہو کا احسان | خون کو میرے وہ حنا سمجھے
موت کو آگئی ہنسی جو طبیب | درد کو میرے لا دوا سمجھے
ناز کر روز حشر ہم تجھکو | اوسکے پازیب کی صدا سمجھے
کون ہے جز شب فراق جو کچھہ | زلف کا فکر کا ماجرا سمجھے

کعبہ سمجھے فروغ دیر کو آپ
اور اوس بت کو کہئے کیا سمجھے

دل پھر چلا ہی زخم کو پنہان کیے ہوئے | عزم دکان مشک فروشان کیے ہوئے
بیٹھے ہین اہل بزم کو حیران کیے ہوئے | محفل کو اپنی شہر خموشان کیے ہوئے
اللہ رے احتیاط کہ جاتا ہی دل وہان | اپنے سوا اپنے آپ کو پنہان کیے ہوئے
کیا بد بلا ہے عشق وہ آتے ہین سوئے دل | یوسف کیطرح خواہش زندان کیے ہوئے
خالی نہین ہین جو ابھی اونکی بہار سے | زخموں سے ہین دلون کو گلستان کیے ہوئے
پھر دیکھتے ہین ناوک مژگان کو آج ہم | جان نذر آبداری پیکان کیے ہوئے
گر نالے سے کچھہ نہ سود نہ نالے سے فایدہ | یہ کام سب ہین اے دل نادان کیے ہوئے

گو سو بلا کا آنا ہے پر چاہتا ہے دل
آنا کسیکا زلف پریشان کئے ہوئے

کیا حال پوچھتے ہو مرے دل کا دیکھ لو
سینے کو ہے یہ حشر کا میدان کئے ہوئے

خود کہہ رہے ہین زخم دلون کے ہر ایک سمت
بیٹھے ہین آپکا رنمایان کئے ہوئے

بیوجہہ آج دل سپر انداختہ نہین
آتا ہے کوئی تیغ کو عریان کئے ہوئے

اے چرخ وہ کہان ہین جو ہین آپنے داغ سے
شمس و قمر کے حال کو یکسان کئے ہوئے

بیٹھے ہین ہمتو خون تمنا سے اے فروغ
چہرے کو اپنے رشک گلستان کئے ہوئے

وہ تازہ گل ہین زیب گریبان کئے ہوئے
ہم ٹکڑے دل کے زینت دامان کئے ہوئے

آتا ہے دل تلاش نمکدان کئے ہوئے
تعمیل حکم زخم نمایان کئے ہوئے

آتی ہے زخم دل کیطرف بوے زلف یار
لاکھون ہی مشک نافے کا سامان کئے ہوئے

گردش سے اپنی چشم کی مدت ہوئی انہین
ایمان کو کفر کفر کو ایمان کئے ہوئے

کیا چھو گئی نسیم جو بیٹھے ہین آج آپ
غنچے کیطرح سر بگریبان کئے ہوئے

پوچھو نہ ہمسے کچھہ ابھی اے اہل لامکان
آتے ہین سیر عالم امکان کئے ہوئے

کیا احتیاج تیغ صفاہان گر آئین آپ
سرمے کو زیب نرگس فتان کئے ہوئے

تا حشر کیا مجال کہ مارین کبھی پلک
ایجان تمہارے حسن کے حیران کئے ہوئے

میرے غبار کی یہ کشش تھی کہ آج آپ
آئے سمند ناز کو جولان کئے ہوئے

مہر و وفا کا خوب ہی ہم کر کے امتحان
بیٹھے ہین ترک صحبت یاران کئے ہوئے

تیزی پہ ہے فروغ نسیم خرام ناز
رہنا چراغ دل تہہ داماں کئے ہوئے

مدت ہوئی ہے سوز کو مہمان کئے ہوئے
داغون سے بزم دل کو چراغان کئے ہوئے

بیٹھے ہین رخ پہ زلف پریشان کئے ہوئے
صبح وطن کو شام غریبان کئے ہوئے

ہمتو کسیکی جنبش دامن کے شوق مین
پہرتے ہین تار تار گریبان کئے ہوئے

دل نے بہت ستایا ہے یارب وہ جلد تر
آجائین تیر خنجر مژگان کئے ہوئے

اب فکر کیا ہی تجھکو تو مدت ہوئی ہی زلف
تاراج کشور دل و ایمان کئے ہوئے

نادانی دیکھو حضرت دل کی کہ آتے ہین
ناوک فگن سے شکوۂ پیکان کئے ہوئے

واعظ ہے ذکر توبہ کا کیون ہمسے ہمتو ہین
پیمانۂ شراب سے پیمان کئے ہوئے

بلبل وہان کا عزم ہے سیر کو آئے ہین
یہ گل جہان سے چاک گریبان کئے ہوئے

سمجھے گا کون ناصح نادان کی پند کو
بیٹھے ہین ہمتو ہوش کو ویران کئے ہوئے

مدت سے ہوش فتنہ اڑے ہین وہ ہین فروغ
اظہار مدعائے دل و جان کئے ہوئے

بہتر نہین ہے خندہ مرے گریہ پہ فروغ
قطرہ ہی تہیۂ طوفان کئے ہوئے

ترے سر پہ قربان ہوا چاہتا ہے
دل زار بھی جان ہوا چاہتا ہے

ادہر روسے مژگان ہوا چاہتا ہے
دلا تیر دلبران ہوا چاہتا ہے

نہین اب ہی طاقت ضبط گریہ
عیان راز پنہان ہوا چاہتا ہے

اری شکوۂ جور تیرا ایسا ہو | وہ سر و گریبان ہوا چاہتا ہے

عجب گل کھلاتا ہے وحشی تمہارا | بیابان گلستان ہوا چاہتا ہے

جدائی نہونے کا اے یار جانان | دل و غم مین پیمان ہوا چاہتا ہے

غضب ہے نہ آیا وہ اے جذب اب تک | مرا دل پشیمان ہوا چاہتا ہے

اشارہ نہ یون کیجیے ورنہ جھگڑا | میان دل و جان ہوا چاہتا ہے

سنا ہے وہ آتے ہین پردے سے باہر | جو پیدا ہے پنہان ہوا چاہتا ہے

فروغ اب تو دست جنون سے تمہارے
یہ دامن گریبان ہوا چاہتا ہے

محفل بے یار مین کیا چاہیے | مے سے بڑھکر مے سے کچہنا چاہیے

زخم بھی ہے درد بھی ہے داغ بھی | اور اے دل تجھکو اب کیا چاہیے

ہے ادائے ناز ہنگامہ پسند | شوق بھی ہنگامہ آرا چاہیے

اے دہان زخم دل وس تیغ سی | دل کا مطلب بھی تو کہنا چاہیے

جامہ عریانی کا بھی اب بار ہے | اور جامہ اس سے ہلکا چاہیے

دیکھنے کو زاہد و دیدار کے | حشر مین بھی چشم بینا چاہیے

کیا نہین یہ رحم جو کرتے نہین | جسقدر جور اونکو کرنا چاہیے

دیکھتے ہین کسکو کیونکر بزم مین | دیکھنا بھی اونکا دیکھا چاہیے

جور جان ناتوان پہ جان ہن | آپ ہی کہیے کہ اتنا چاہیے

گر خطا ثابت ہو کھینچو تیغ تیز
تمکو خود ہرگز نہ کھچنا چاہیے

جسکی خاموشی ہو شور حشر یار
نالہ زن اوسکو نہ کرنا چاہیے

جان رفتہ کے پھر آنے کے لئے
اون لبون کا کچھ اشارا چاہیے

کیا کہون اے حضرت ناصح تمہین
بات کرنیکو سلیقا چاہیے

رشک کہتا ہے کہ قاصد کے عوض
نامہ لیکر آپ جانا چاہیے

کم نگاہی ہے کمینگاہ جفا
اس سے بس ہشیار رہنا چاہیے

ہر گھڑی کہتے ہین اونکے رنگ ڈہنگ
کوئی تازہ گل کھلانا چاہیے

شوق روے یار مین شبنم صفت
گل سے ملکر خوب رونا چاہیے

اوسکے کوچے مین ٹہیرنے کیلیے
دل کو کچھ حیلے سکھانا چاہیے

بعد مردن خوک بہی ہوتا ہی خاک
زندگی مین خاک ہونا چاہیے

جان سے بیزار ہو گر تم **فروغ**
تمکو اوس کوچے مین جانا چاہیے

بڑہیگی اے دم خنجر تب آبرو تیری
کہ بڑہکے لیگا بلائین مرا گلو تیری

کہان ہے زلف معنبر کہان ہے بو تیری
مشام جان کو ہے مدت سے آرزو تیری

خلش ہے خار مین اور گل مین نکہت دلکش
کسی مین خو ہے تری اور کسی مین بو تیری

تری زبان ہے شہنشاہ کشور اعجاز
خراج لیتی ہے جادو سے گفتگو تیری

یہ ڈر ہے مجھکو کہ تجھکو بہی اے بت طناز
بلا مین ڈال نہ دے زلف مشکبو تیری

وہ پہونچی پاون تک اُسکے دہن تک / حنا سے بڑھ گئی شوخی مرے لہو تیری
ستم کو چرخ کے اب لوگ رحم کہنے لگے / یہ بڑھ گئی ہے جفا یار تندخو تیری
گلا مین اپنے ہی ہاتھون سے کاٹتا اپنا / مگر جگہہ ہے قریب رگ گلو تیری
نہ پوچھا آہ کبھی مجھسے اوس ستمگر نے / کہ کون شخص ہے تو کیا ہی آرزو تیری
روا روی ہے یہ عالم کی ہی عیان کہ کہین / ٹھہرنے دیگی کسیکو نہ جستجو تیری

حجاب اوسکا اوٹھا دو فروغ یہ کہکر / کہ مہر چرخ کی صورت ہے ہو بہو تیری

جان صرف فکر راحت ہو گئی / کیا امانت مین خیانت ہو گئی
آجتک کل کا نہ آیا کچھہ خیال / زندگانی خواب غفلت ہو گئی
ہجر کی شب دیکھیے دکھلائے کیا / شام ہی صبح قیامت ہو گئی
آہ خودبینی یہ تو نے کیا کیا / میری اونکی ایک حالت ہو گئی
اونکے رخ کو دیکھکر آئینہ کیا / بلکہ خود حیرت کو حیرت ہو گئی
دیکھکر مجھکو ہوئے چین بر جبین / میری صورت بہی شکایت ہو گئی
مین وہ وحشی ہون کہ جب صحرا گیا / دیکھکر وحشت کو وحشت ہو گئی
نکہت گل کیا ہی اوس گلرو سے بہی / اپنی نازکتر طبیعت ہو گئی
حضرت ناصح انہین باتون سے تو / سلطنت دہلی کی غارت ہو گئی
تیر اونکے اب نہین کرتے کجی / اب تو سیدہی میری قسمت ہو گئی

کہہ رہی ہے خندۂ گل کی صدا — بلبلون پر کچھہ عنایت ہوگئی
تجھکو بلبل گل سے ہے عشق مجاز — اسلئے تو بے حقیقت ہوگئی

کر کے سینے مین میرے دیکھو فروغ
تیغ اوسکی سین حسرت ہوگئی

متفرقات

جب سے نکلا تیر سے پہلو ہی نہ پلٹا آجتک — ایخدا دل تھا مرا یا شعلۂ بیتاب تھا
وصل کا کام کیا تیرے تصور نے صنم — ورنہ اس ہجر مین دشوار تھا جینا میرا
دیکھکر اوس شعلہ رو کے حسن کو — شمع سے پروانہ بھی جلنے لگا
ہزارون کو کیا ہے قتل تمنے — کہان تم اور کہان شیرین و لیلی
تھا دم قتل اک ہجوم ادا — کس ادا کا مین نام لون یارب
تیر مارے ہین بے نشان کیا کیا — واہ کیا کہنا اے تغافل یار
کہتا ہون جب اون سے درد دل مین — کہتے ہین کہ ہوش کی دوا کر
کار پرداز ہے تغافل یار — دل کی امید کا خدا حافظ
زلف سا دام خال سا دانہ — طائر دل ترا خدا حافظ
لیتے ہو اک نگہ کے عوض جان ہزار حیف — یہ جنس اور اسقدر ارزان ہزار حیف
خاک ایسی خاک ہونے پر کہ ہو کر خاک بھی — ذکر کیا دامن کا پہونچے اوسکی کوچہ تک نہ ہم

راہ مین ہے غیر کا کھٹکا فروغ
جذب دل سے کسطرح مین کام لون

نہ پڑ جائین بلا مین آپ اسکا خوف ہے مجھکو
بلا کے پیچ وخم مین آپ کے گیسوے پیچان مین

نقاہت سے زبان تک اب ہت رک رک کے آتے ہین
ہمارے نالہاے دل کی یارب مشکل آسان ہو

ہماری زندگی مین وہ بہی اک دن ہو کبہی یارب
کہ نقد دل گران ہو اور یہ جنس حسن ارزان ہو

مری تدبیر کا نقشہ وہی ہو وصل کی خاطر
کہ جیسے پردۂ ناموس عاشق کا نگہبان ہو

مجہے اے خواہش آزار تو جلدی ہان لیجل پ
کہ بیتابی کا مرے جس جگہہ کوئی نہ پیمان ہو

آنکھہ مرقد مین کیون کہلی ہے فروغ
کسکا اب انتظار ہے تمکو

سن تو ذرا نہین تری آوازپا ہی یہہ
میرے شکست دل کی ستمگر صدا ہے یہہ

یہہ ادا لا الہ الا اللہ
ہے قضا لا الہ الا اللہ

آپ سے مجہکو محبت نہ سہی
آپ کو مجہسے عداوت نہ سہی

قاتل جب آزمایش اہل وفا کرے
یارب مجہی سے قتل کی وہ ابتدا کرے

جلوہ فرما آج دل مین وہ سراپا ناز ہے
پردۂ چشم حسینان جسکا پا انداز ہے

ہون مین اُس بت کا طالب دیدار
رونما جسکا دین و ایمان ہے

ہزارون پیچ وخم آشفتگی کے ساتہہ رکہتی ہو
ملال ہجر کیا تم کا کل شام غریبان ہو

بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ از تصنیف مولوی قاضی محمد ممتاز حسین صاحب ممتاز حسین پیلی بہیت

رباعیات

از نور غفور در فروغ ست و نور
وز نام غفور نام او راست ظہور
دانم کہ غفور را بعفوش رائی ست
او را بود اتحاد قلبی بغفور

ولہ

مصباح صباح راست از روی فروغ
کو را روی امید باشد بفروغ
بگرفت سر دعا کردال ست بصدق
صدقش ہمہ ورنہ دال بودی بدروغ

ولہ

ای صبح ز نام او سخن راست فروغ
گر دم زنی از فروغ کذب ست و دروغ
از نام فروغ یکدمت نیست فراغ
ہر روز وظیفہات فروغ ست فروغ

ولہ

از روی فروغ روی نورانی تست
از خندۂ او خندۂ پیشانی تست
ای صبح ز فیض او ترا ثانی نیست
آن نیز کی تو کی اگر ثانی تست

تو بندهٔ و خواجه عبد رحمن خان ست
زین نام نموده منتخب نام خدا

وله

او را هر بنده عبدهٔ گویان ست
ای صبح ترا وظیفه یا رحمن ست

ای صبح از و جمله پریشانی تست
داری دم سردی و دل پر دردی

وله

ای صبح از و چاک گریبانی تست
ای صبح از و ستاره افشانی تست

از اختر بد جمله پریشانی تست
در پیش همند قلمش دعوی مین

وله

دم از برکت هرزن که نادانی تست
ای صبح ستارهٔ زپیشانی تست

نثر

ای صبح در بیاض تو یک مطلع ست و در دیوان فروغ هزار و ترا در روز یکدم فروغ ست و فروغ را هر دم تا روز شمار ای صبح شیرازهٔ بیاض تو که تار نفس بسته است بیکدم تار و مار ست و شیرازهٔ دیوان فروغ تا در وازهٔ صبح قیامت قایم و پایدار ای صبح ابتدائی فروغ از انتهای تو ده چند ست و اگر خواهی که ده در خود افزائی تا صبیح شوی بقبح همعدد گردی ای صبح ترا یک دیده است و فروغ را هزار و یکی را از عهدهٔ هزار بدر آمدن هزار دشوار ای صبح صفحهٔ بیاض تو بی صاد فروغ فروغ نگیرد و چون حکم بیاضی سر صحت و صداقت نپذیرد ای صبح طفلی که ابجد خوانده هم داند که آغاز فروغ از آغاز تو بیست و در شمار حرف هم از تو بیشتر ای صبح فروغ دو نقطه چپ و راست دارد و آن هر دو بعینه مردمک هر دو دیده است که نیک و بد را بدان هر دو دیده است

ودرین نکته نکتی نیست که ترا ازین هر دو نقطه یکی نیست ای[۹۱] صبح تو بتسبیح سبحهٔ صد دانه بامید قبول و در دعای چهار عنصر فروغ مشغول ای[۹۲] صبح نکته چین داند که تو سراپا مهمل هستی و بدین هستی یکه و نفس نقطهٔ عناد در دل داری و فروغ را روی سینه صاف ست که روی روح و وداد در دل دارد ای[۹۳] صبح ستارهٔ تو سوخته و ستارهٔ فروغ افروخته ای[۹۴] صبح پنجهٔ آفتاب بجرم دزدی فروغ چنانچه بر روی تو زند و ترا در آفتاب نشاند و بیک ضرب تیغ ترا چون شفق خواباند و زندگی دوبارهٔ تو بیکباره دوپاره کند ای[۹۵] صبح آغاز و انجام صفحهٔ تو سراسر معطل و تلمیع و دیوان فروغ از مغز تا پوست منور و مرصع

فرد

[۹۶] پیش فروغ دم مزن ای صبح از فروغ	سویت چو شیر گشت و همان شیرخواره کرد

مثنوی

[۹۷] ای صبح بیا که راح روحی	بر یاد فروغ کن صبوحی
[۹۸] خورشید به پنجه جام دارد	سرخوش خوشی مدام دارد
[۹۹] ای صبح فروخت از فروغ ست	لاف تو دروغ بی‌فروغ ست
[۱۰۰] ای صبح مشو سپید از شرم	او راست هزار مطلع گرم
[۱۰۱] شیرازهٔ نظم او چو بستند	تار نفس ترا گسستند
[۱۰۲] عرش چون داد نظم داده	از نظم بیاضت اوفتاده

91 آنرا که بنظم او چه کارست — با قند دو باره ات چکارست

92 دیوان فروغ خوش سوادست — ای صبح ترا بیاض سادست

93 بر سر ورق تو یک ستاره — بر صفحهٔ او دو لک ستاره

94 تو مردهٔ و نام اوست زنده — شد زندگیت بزهر خنده

95 پیشش نبرے ز زندگی نام — خورشید تو آمده لب بام

96 ای صبح صباحت تو بیکار — کافور تو نیست قایم النار

97 نور تو شد از فروغ مستور — بازار تو سرد از وچو کافور

98 شد زندگیت از دو باره — این راز چو روز آشکاره

99 از مهر ترا فروغ دیدست — هر روز تو صبح روز عیدست

100 هر لحظه فروغ در فروغ ست — هر لحظه فروغ بر فروغ ست

101 خورشید ترا بگو چه عیبست — کز شرم فروغ سر بجیبست

102 از مهر فروغ مهر در چرخ — دارد ز فروغ چرخ بر چرخ

103 در خدمتش آفتاب تابان — هر روز بفرق سر شتابان

104 خورشید تو سر فگندهٔ اوست — مولائے تو کهنه بندهٔ اوست

105 تو بندهٔ بندهٔ خدائے — چون بنده بنام او فدائے

106 داری بفروغ روے امید — در پنجهٔ اوست نبض خورشید

107 خورشید تو آفتابهٔ اوست — مهتاب سیاه تابهٔ اوست

108 تو سیلی آفتاب خورده — او پنجه ز آفتاب برده

۱ خورشید بنان اوست زرده — ناهید بخوان اوست سرده
۲ پیش نام تو تنگ ظرف ست — ای صبح بنام تو سه حرف ست
۳ از نور خدا فروغ زاده — تو از شکم شب اوفتاده
۴ تا چند با دروغ بافی — ای صبح چه از فروغ لافی
۵ می باش از فروغ جویان — هر روز با وصباح گویان
۶ ای صبح تو دیر زنده مانی — داری ز فروغ ما نشانی
۷ او هست بخواجگی فتاده — تو بنده به بندگی ستاده
۸ ای صبح فروغ کیست دانی — روشن کنمت که یار جانی
باشد بفروغ غم آشنائی — نبود بدروغ غم آشنائی
۹ نازم که بدوست فرط اخلاص — نیکست بدوست شرط اخلاص
۱۰ نظمش همه انتخاب باشد — یک حرف دو صد کتاب باشد
۱۱ اکثر ز زبان او شنیدم — کمتر بنگاه خویش دیدم
۱۲ وا دیده شنیده هم ورانست — نشنیده ندیده هم ورانست
از بسکه کلام اوست مرغوب — نشنیده ندیده هم بود خوب
نظمش چو نبات و قند باشد — دانم همه دلپسند باشد
از دوست هر آنچه رو نماید — در دیدهٔ من نکو نماید
از دوست بجز هنر نه بینم — بینم هنر و دگر نه بینم
بستم بفروغ عهد تقریظ — بنود بدروغ عهد تقریظ

نگرفته ز من فروغ وعده — هرگز نگهم دروغ وعده

تقریض ز قرض کمترم نیست — غیر از سخن مدح در سرم نیست

ممتاز بامر او کمر بند — هر بند به بند چون نی قند

در خدمتش ایستاده کلکم — سر بر خط او نهاده کلکم

از حکم حبیب سر نه پیچم — نزدیک لبیب ورنه هیچم

از عهده عهد خود برآیم — قولی ست که مدح او سرایم

در کشور نظم کدخدایم — یکتایم و دو دست راستایم

خواهم نامم فروغ روشن — گویا شش سیاه چشم دشمن

من مدحت ناکسان نگویم — وصف صفت این خسان نجویم

صرفست بوصف دوست هر حرف — نقد سخن من ست و این صرف

ممتاز برای اوست دمساز — دمساز برای دوست همراز

وصفش نه زبان من فزون ست — مدحش ز بیان من برون ست

کس را نرسد که خواندش هیچ — خس را نرسد که خواندش هیچ

ممتاز بمدح هر که باشد — دریاب که رتبه اش چه باشد

ای دوست به نثر و نظم من بین — ای دوست بنظم جز من بین

معنی بودم نسبی بسینه — در سینه سبکه ست در سفینه

زان باز که نامه آفریدست — تقریظ چنین کسی ندیدست

قطعه

عنوان نگار نامه را بین — هر هفت رباعی مرا بین

چون هفت عروس گشته هر هفت ‌ ‌ ششند رشته دل از دست من رفت

۹۱ هر حرف بود بطاعت من ‌ ‌ هر لفظ کند اطاعت من

۹۲ هر بیت بچشم آبدار است ‌ ‌ حرفی که در دست چشمه وار است

۹۳ هر رنگ که در دلم نشسته ‌ ‌ فکرم بهزار رنگ بسته

۹۴ هر حرف خوشی که داده دستم ‌ ‌ خاطر نگشود تا نه بستم

۹۵ هر مصرع من ز سکته ساده ‌ ‌ در سکته مخالف او فتاده

۹۶ هر قافیه ام بقید ربطی ‌ ‌ زان ربط حریف راست خبطی

۹۷ هر قافیه ام بتازه رنگست ‌ ‌ ز و قافیهٔ حسود تنگست

هر قافیه ام جواز دارد ‌ ‌ صحت بجواز ناز دارد

۹۸ بستیم چنان قوافی چند ‌ ‌ کافتاده حریف چند در بند

حیران شده از قوافی من ‌ ‌ خواهند جواب شافی من

۹۹ هر بنده که نیک و بد شمارد ‌ ‌ گفتار مرا سند شمارد

۱۰ دانند سخنوران ممتاز ‌ ‌ دانسته نوشته است ممتاز

۱۱ ممتاز بامتیاز بسته ‌ ‌ بهر سند جواز بسته

۱۲ یا خود بکتاب دیده باشد ‌ ‌ یا از مغلی شنیده باشد

۱۳ اکثر بود آنکه خویش دیدم ‌ ‌ کمتر بود آنکه من شنیدم

۱۴ نشنیده ندیده من نبستم ‌ ‌ من صاحب گوش و دیده هستم

۱۵ چون نظم ز کلک من چکیده ‌ ‌ شد نظم حسود آب دیده

۹۱ تقریظ نوشته ام دو زین پیش | در حسن ز نیک گر بسے بیش

۹۲ آنانکه بنظم نکته چینند | نظم من و حاسدان به بینند

۹۳ فکرم نکند بعجز میلے | طبعم بروانگی ست سیلے

۹۴ سهل ست کلام من شنیدن | مشکل بنکات من رسیدن

۹۵ ممتاز بدین شعار اشعار | گفتن چه که خواندن ست دشوار

۹۶ تقریظ مرا جواب گفتن | باشد همه ناصواب گفتن

۹۷ از گفتهٔ حاسدان چگویم | ناگفته به هست آن چگویم

۹۸ ممتاز چرا دهد جوابے | باشد که خدا دهد جوابے

۹۹ آنرا که شدم فروغ گویان | دین صبح از و فروغ جویان

قطعه

عبدالرحمن خان فروغ ست | هر صبح بپیش او دروغ ست

۹۱۰ بسیار خوش ست آنچه او گفت | خوش گفت کسے که عبده گفت

۹۱۱ این شهرت واین زبان تازی | تغییر چرا کنم ببازے

۹۱۲ نامش ببرم بعین اعلان | اعلان نکنم ز دیده پنهان

۹۱۳ اے خامه مگوے از علن بعن | اے نیزه بنظم من مزن طعن

۹۱۴ الله الله خوش ست نامش | هر لحظه زبان خوش بکامش

۹۱۵ اوراست چو نام دوست احسن | گو راست کلام دوست احسن

۹۱۶ دارم چو سرے بوجه احسن | آرم گهرے بوجه احسن

ممتاز با حسن آرزومند | از دیدن او بنام خرسند

بوئی ز بهار او شنیدم ‏ از گلشن او گلی نچیدم

مانند بنفشه نوبهاران ‏ بلبل بگلش چو من هزاران

با من بودش نه بیش ‏ من هم بمحبتش جگر ریش

او با من و من با و بیک قید ‏ ما هر دو بدام یکدگر صید

تا کرده بیکدگر نگاهی ‏ دل را بدل ست رسم و راهی

دل را بدل ست سخت پیوند ‏ دو بنده ببند یکدگر بند

کار من از انتظار بگذشت ‏ از کار امیدوار بگذشت

نومیدی من ز حد گذشته ‏ وین درد یکی ز صد گذشته

روزی که بدوست بر خورم من ‏ از نخل امید بر خورم من

دل می تپد از برای احسن ‏ جان می طلبد لقای احسن

ای خواجه فروغ اگر ندانی ‏ گویم بتو نکته نهانی

فرزند عماد مخلصم من ‏ در علم بدیع مخلصم من

اصلم ز سواد اصفهانست ‏ نسلم ز نهاد اصفهانست

تقریر زبانم اصفهانی ست ‏ شمشیر بیانم اصفهانی ست

پرورده مادری زبانم ‏ این فرزند اصفهانم

در شعر سه کس پیمبرانند ‏ قولیست که جملگی بر آنند

فردوسی و انوری و سعدی ‏ هر چند که لا نبی بعدی

این جرعه بکام من از ایشان ‏ این قطره بجام من از ایشان

از خمکده‌های خویش باده | دادند ز ظرف من زیاده
ممتاز ازین غریو خاموش | کوشش چه کنی برحمت گوش
در صحبت صبح بیش ماندی | زان صبح دروغ خویش خواندی
عالم همه در ملامت تو | از صحبت صبح شناخت تو
عاقل که بیخرد نشیند | جز بیخردی دگر نبیند
بگذار دروغ خودستائی | بگذر ز فروغ خودنمائی
دانا نکند ستایش خویش | بینا نکند نمایش خویش
هیچی که بوصف خود گراید | هیچش نبود جز این که لاید
ای هستی تو چه وچه هستی | از کمتر نیز کمتر ستی *
با اهل فراستی نمانی | نادانی فارسی ندانی
ممتاز ترا نگار نامه | ننگ ورق ست و عار خامه
نی علم بود ترا نه فضلی | داری بسفینه چند هزلی
ممتاز زبان خود نگهدار | دم درکش و لب مده بگفتار
دیوان فروغ را دعا کن | شور وی دعا سوی خدا کن
دستی بخدا فراز گردان | کف را بدعا دراز گردان
دیوان فروغ باد مشهور | چشم بد مردمان ازو دور
این نقش بلند نام بادا | مطبوع مفید عام بادا
آمین آمین هزار آمین | صد بار چنین هزار آمین

تقریظ احمد خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ در حمد حق تعالی عز اسمہ

اے نام تو زیب لوح آغاز — انجام دہ صحیفۂ راز

اے نور دہ چراغ بینش — روشن کن بزم آفرینش

پروانہ و شمع از تو در سوز — حسن تو بعاشقان نظر سوز

افروختۂ تو عارض گل — آتش زدۂ بجان بلبل

اے نام تو شہد بہر ہر کام — در ہر دہنے نگنجد این نام

آنانکہ دلائل از تو دارند — اختر بسپہرے شمارند

چون عقل براہ تو تباہ است — نافہمی ما دلیل راہ است

نوریکہ بچشم ما نگنجد — میزان خرد چگونہ سنجد

عقل است و ہزار کوہ در راہ — چشم است و دو صد حجاب جانکاہ

نوریکہ قدیم ہست بالذات — حادث چہ دہد دلیل اثبات

اے نور دہ چراغ لالہ — ہم بادہ زتست و ہم پیالہ

شفقی تو بسبزہ گوہرے چند — الماس و زمرد از تو دلبند

از رنگ گل و فغان بلبل — حسن تو بباغ میکند گل

ہر لالہ کہ آتشین بہار است — از خامۂ صنع یادگار است

یاد تو بدل چو بوے در گل — عشق تو بجان چو نشہ در مل

در نعت حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات و التحیات

آن ختم پیمبران مرسل — از خامهٔ صنع نقش اوّل
نورش به ازل چو شمع فانوس — ذاتش به ابد چو دُرّ و قاموس
او مظهر کل بسطحهٔ خاک — لولاک لما خلقت الافلاک

اُمّی لقب و کتاب خوانی — از نون و قلم دو حرف رانی
بر خاک چو آسمان به تمکین — بر عرش چو خسروی به آئین
در ملک عرب شه جهانگیر — لعل و سخنش چو شکر و شیر
طوطی منشان فداش بودند — پیش شکرش نه لب کشودند
هم حرف شکر فروش میراند — هم اُمّی و صد کتاب میخواند
میرفت و نگاه بر زمین داشت — گنج دو جهان در آستین داشت
دارای جهان بداوری چیست — از آب گهر رخ جهان شست
قندیل صفا بکعبه آویخت — از لات و منات گرد انگیخت
با شرع و کتاب آسمانی — بگرفت جهان بکامرانی
دینش که فروغ جاودان یافت — بر خاک چو مهر آسمان تافت
این نخل که باغبان نشانده — صد میوهٔ نغز بر فشانده
بیخش به ابد چو طفل توام — شاخش به ثمر چو نخل مریم
زه کرده کمان بطرفة العین — تیرے زده از نگه بقوسین
فرمان کش حکم فاستقم بود — گویا بجوامع الکلم بود

آغاز تقریظ

اکنون سخنی که دل رباید ❊ بر روی در خرمی کشاید
میگویم و طبل میزنم فاش ❊ نور سخن است مرگ خفاش
هر نکته که نکته در بر اند ❊ نااهل چه قدر راو بداند
دانی که چه پیر یا جوان گفت ❊ با اهل سخن سخن توان گفت
دانی سخن چه رنگ پیداست ❊ کونین ز یک سخن هویداست
این رنگ و بهار آفرینش ❊ از کن بشناسد اهل بینش
صوفی تو سخن شناس کن باش ❊ گلچین بهار این سخن باش
داری تو اگر دل سخن سنج ❊ در پیش سخنوران بنه گنج
صد گنج سخن ز سینه آور ❊ زان بحر تو در سفینه آور
گوهر بصدف چه آب دارد ❊ از تاج هزار تاب دارد
گل گرچه هزار رنگ و بو یافت ❊ چون شد لب بد چه آبرو یافت
از گلبدنان بهار بگرفت ❊ بر فرق شهان قرار بگرفت
جوهر که بسنگ بود پنهان ❊ چون رفت بتاج گشت رخشان
لعل از زمین و گهر ز کان است ❊ کاویزه گوش شاهدان است
ای اهل سخن بیا به پیشم ❊ من لعل فروش کان خویشم
ابر از نی کلک و گلشن از تو ❊ گوهر ز من است و دامن از تو

در بزم سخن بدور ساقی ... نام و سخن من است باقی

چون کوس زند سخن ببامم ... پر گوش جهان ز صیت نامم

زین بزم اگرچه دود خیزم ... صد اشک برنگ شمع ریزم

روزی که فلک مرا کند خاک ... گویند سخنوران چالاک

صوفی که بهار این چمن بود ... چون طوطی سبز در سخن بود

شیرین سخنی گذشت چون باد ... نالان بغمش هزار فرهاد

او رفت و سخن گذاشت با ما ... بگذشت برنگ موج دریا

الصوفی نکته سنج هشدار ... میدان تو تنگ و تیز رهوار

هشیار ازین سمند سرکش ... زین راه عنان خامه درکش

تا کی بسخن ستیزه کاری ... تقریظ کتاب می نگاری

از عشق حدیث تازه سر کن ... **دیوان فروغ** را نظر کن

هر سطر چو کهکشان است پر نور ... هر شعر چو نشتر است و ساطور

هر نقطهٔ این کتاب والا ... در آب چو لولو است و لالا

هر حرف بآتش است همدوش ... هر نقطه بشعله هم آغوش

دیوان فروغ چون خریدم ... آتشکدهٔ بهند دیدم

تابش دل و دیده را دهد نور ... خواهم که برم کتاب بر طور

تا موسی و ما بهم بخوانیم ... از عشق خدا سخن برانیم

گر عشق حقیقی و مجازی است / آن هر دو برای دل گدازی است
دردی بدل شکسته بیدار / الماس بزخم بسته بیدار
خوانی غزلی اگر دمی چند / بارود و رباب و بهدمی چند
دیوان فرحی در بغل گیر / تا عشق ترا کشد بزنجیر
هر شعر ترش نخشبک مغزان / چون خضر بریزد آب حیوان
دانم که مصنف جوان بخت / بر تارک عشق می نهد تخت
عشق از غزل سخن تراود / از کلک دُرّ عدن تراود
هر شعر بطاق ابروان جفت / شعری است که شعریش توان گفت
گر عشق بدل زند زبانه / زان شعر تو سر کنی ترانه
بی عشق اگر تو شعر خوانی / جز لفظ معانیش ندانی
بی درد چه قدر درد داند / عشق است که گرم و سرد داند
ای عشق بیا انیس من باش / برق افگن کشت زار تن باش
چون خون برگ و ریشه جا کن / شاهانه نظر به این گدا کن
من بی تو چو دیده بی رخ یار / من بی تو چو نخل بی گل و بار
من بی تو چو شعله بیقرارم / در بزم چو شمع اشکبارم
بشنو تو نفس درازی من / برخیز بچاره سازی من

خاتمهٔ تقریظ بر مناجات

ای از تو جهان بکامرانی — وز حکم تو مرگ و زندگانی
از قطره تو گوهر آفریدی — لعل از دل خاور آفریدی
پیمانهٔ ماه و جام خورشید — پر نور ز تو چو دل بتوحید
گیسوی شب از تو رشک سنبل — خندان لب صبح از تو چون گل
ای لطف تو آب رنگ باغم — افضال تو روغن چراغم
برکن بر هم چراغ توفیق — بوی برسان ز باغ توفیق
بار گنه است کوه در کوه + — من چون پر کاه با صد اندوه
روزی که شوی گره کشایم — زان بار گران سبک برآیم
بر جرم و سیاه کاری خویش — خونابه بریزم از دل ریش
خواهم که ازین سرشک خونی — شوییم همه لوث اندرونی
بخت بد و عقل ناتمامم — سنگی زده بر سبو و جامم
افتاده چو نقش پا بخاکم — شیطان بکمین پی هلاکم
ای بخت مرا ز خاک بردار — وی عقل بدست وی بمگذار
ای خون جگر تو سرخرو کن — وی اشک تو آب در سبو کن
ای پرده کشای بستگیها — پیوند ده شکستگیها +
من بندهٔ عاجز و سقیمم — در پیش تو با دل دو نیمم

لطف تو بخلق چاره ساز است / هر روے همه در تو باز است
نیکان و بدان انس و جان را / خوانی سوے خویش یک جهان را
خوش آنکه بدرگهت نهد سر / با خشک لب و بدیدهٔ تر
نالہ بنواے درد انگیز / گردد بخس گنه شرر ریز
هر خشک لبی و تشنه کامی / سیراب ز بحر تو بجامی
دارم بدل شکستهٔ خویش / از ناخن آرزو دو صد ریش
مرهم نه و حاجتم روا کن / از دل غم آرزو جدا کن
دارم به بغل دل بلا سنج / آئینهٔ نامرادے و رنج
بنماے من شکسته پا را / زان آئینه روے مدعا را
مپسند که بے رخ تو هر بار / چون عکس سرے زنم بدیوار
چون خامهٔ خود سیاه کارم / از کاتب نامه شرمسارم
حسن تو بجان شراره ریز است / من شبپره و آفتاب تیز است
خواهم که بچشم آرزو مند / بخشی نظرے ستاره پیوند
نورے تو بچشم من نگنجد / در برگ گل چمن نگنجد
از ذره برخشد آفتابے / وز خاک سرے کشد سحابے
اے صوفی ناتوان کجائی / خاموش ازین سخن سرائی
این راه که پاشنه گداز است / کوته مشمر که بس دراز است

دربارگہ جناب باری
آئی بہ نیاز و آہ و زاری

در سوز متاع خود پسندی
چون شعلہ مخواہ سربلندی

چون قطرہ بہ بحر ہمعنان باش
چون ذرہ بخاک آستان باش

در قید خودی و خود پرستی
ہشیار کہ رہ زن است مستی

جان ریش و درون تیرہ داری
دل کافر و عقل خیرہ داری

زین راہ نگاہ دار پارا +
از بتکدہ دور شو خدا را

تا چند بہ پیش بت نشینی
زنار گسل کہ نور بینی

در بندگیش چو بندہ باشی
بر خاک جبین فگندہ باشی

تقریظ چکیدۂ کلک گہر سلک جناب مولانا محمد حبیب الدین صاحب متوطن نیوتینی

سبحان اللہ ایزد سخن آفرین نے گفتار کو کیا سرمایہ بخشا ہے کہ ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا جسکی شان مین آیا ہے متقدمین نے اس کلام مین کیا کیا زور لگایا اور متاخرین نے اسکی رنگ کو کیسا چمکایا کوئی نغز گفتاری مین طاق ہوا کوئی نازک خیالی مین شہرۂ آفاق ہوا کسیکو معاملہ گوئی اور محاورہ بندی مین کمال ہوا کسی کو مضمون آفرینی اور خوش بیانی کا خیال ہوا بعض بعض وصف مین کامل ہوئے کسیکو یہ مجموعۂ کمالات کم حاصل ہوئے لیکن جب دیوان جناب فروغ نظر سے گذرا تو بہمہ صفت موصوف پایا جوش عشق خروش تصوف تازگی مضمون صفائی زبان شوخی ترکیب چستی بندش لطافت طبعی بلند پروازی محاورہ بندی معاملہ نگاری نے اپنا پورا

اثر دکھایا - انچہ خوبان ہمہ دارند توتنہا داری - ہر شعر اسکا خوبی مین ایک دلبر اور مضامین مین ایک دفتر ہے گزیدۂ انام پسندیدۂ خواص وعوام - قبول خاطر ولطف سخن خدا داد است - حسن وعشق کے معاملات عاشق ومعشوق کے خیالات ادا وناز کی شوخیان لطف وعتاب کی سرگوشیان - درین ریاض بہر سنبلے کہ می نگرم ٭ بہ پنجہ شانہ کش زلف تابدار خود ست ٭ یہ دیوان توصیف سے بے نیاز - اور جناب مصنف کا کمال ہے حضرات ناظرین کا خود مشاہد شاہد حال ہے حقیقت یہ ہے کہ ابتک اردو مین ایسا دیوان لاجواب نہین ہوا - ز فرق تا قدمش ہر کجا کہ می نگرم ٭ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست ٭ اب کسی قدر احوال جناب مصنف کا بطور یادگار کے قلمبند کیا جاتا ہے - آپکا نام نامی **محمد عبدالرحمن خان** بن احمد شیر خان بن فتح شیر خان قوم افغان یوسف زئی افغانستان بزرگون کا اصلی وطن ہے چوتھی پشت سے حافظ آباد عرف پیلی بھیت مسکن ہے آپکے نانا مولانا محمد طاہر خان مصنف قصص الانبیا ماموں آپکے مولانا محمد یار خان وحضرت مولانا محمد حسین خان نامی بزرگ وعلماے ٹونک سے ہین آپکے چھوٹے بھائی مولانا حکیم خلیل الرحمن خان دفتر دیدۂ انسان آپکے دو صاحبزادے سعادت توامان یعنی عزیز الرحمن خان وشفیق الرحمن خان نونہالان گلزار علم وادب سلمہ الرحمن آپنے تربیت وتعلیم ابتدائی عمر مین دارالعلم ٹونک مین پائی جب سن تمیز کو پہونچے چونکہ خاندان آپکا اہل شمشیر سے تھا ملازمت پولیس کو پسند فرمایا طبیعت کی کیفیت اکثر آپکے اشعار سے بھی نمایان ہے **شعر لمولفہ**

پے تسخیر ملک دل تری حکمت کے وزیر نے	نگاہ ناز کو جنرل بنایا فوج مژگان کا

بالفعل بمنصب کورٹ انسپکٹری مرزاپور کے مامور ہین اور آپ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ کی کیا حاجت تعریف ہے نسخہ سعادت دارین خود گواہ ہے جو آپ ہی کی تصنیف ہے شعر و سخن کا ابتداے عمر سے شوق اور ارباب علم و ہنر سے ملنے کا ذوق رہا طبیعت خداداد کو اوستاد بنایا بفحواے علم الانسان ما لم یعلم ہمیشہ کوس یکتائی بجایا آخر کار آموزگار یگانہ در تعلیم فوری نظم و نثر یکتاے زمانہ جناب مولانا محمد احسن صاحب ضامن المخاطب اوستاد الممالک بلگرامی متوطن نیوتینی مسکن سے ملاقات ہوئی مناسب طبیعت نے غایت درجہ کا اتحاد بہم پہونچا شکر پیدا کیا فیض صحبت سے رنگ دوبالا ہوگیا دیوان ہذا آپکی نظر کیمیا اثر سے گذرا او سپر صاد کیا اور فوراً حکم طبع کا دیا حسب تعمیل ارشاد عمل کیا گیا باوجود اختصار کے مطبع مین بہیجا گیا جناب مولانا صاحب گاہ گاہ اس دیوان کے اشعار بر سر مجمع پڑہتے ہین اور وجد فرماتے ہین الٰہی کلام فروغ فروغ ہر انجمن اور فراغ خاطر اہل سخن ہو آمین ۔

قطعہ تاریخ از جناب چودہری آفتاب بے نیاز مدحت اوست سید علی حسن خان صاحب طاہر

بارک اللہ فروغ کا دیوان	ہے سراسر مخزن عجائب ہے
سال تاریخ اوسکی طاہر نے	لکھی آئینہ غرائب ہے ۱۳۰۷ھ

تقریظ ریختۂ خامۂ جادو رقم مولانا محمد کریم الدین صاحب مدرس گورنمنٹ اسکول مرزاپور

حامداً و مصلیاً ۔ ایک روز یہ ہیچمدان وحشت ببر و دور از دیار جمعیت ۔ از خود بیزار

رونقش بزم مسرت چشم بر دیوار ۔ گریختہ صحبت آمیختہ خلوت ۔ وُرُود درچشان از نوشتہ اروے
درمان دامن کشان ۔ کج مج چون طرۂ مہوشان بیخبری بطرپان حیرت از کمر خوبان آموختہ
بسیریان آتش حسرت متاع عقل سوختہ بیٹھا ہوا تھا ۔ کہ ناگاہ پیر دل کا ارشاد ہوا کہ اس درد کا
سرکہ و صندل ۔ اس نیش کا نوش بجز سخن کوئی نہین پس حسب قرارداد خاطر بسراپا وحشت
زیب سر بارگاہ سخن ۔ بہرہ یافتہ از ہر فن ۔ بیمثل امثال و اقران محسود اشباہ و ہمنفسان
جناب منشی **محمد عبدالرحمن خان** صاحب **فروغ** کی خدمت مین حاضر ہو کر عروس
سخن کی دیدہ بازیان جسکو اونہین کے مشاطہ فکر نے منصۂ دیوان پر بہر صفت فرمایا تھا
کرنے لگا ۔ واہ واسمند الفاظ پر شہسواران معانی ایسے بیٹھے ہین کہ گویا وہین سے
اُگے ہین پردہ ہاے الفاظ ہزار پردہ کرتے ہین مگر مہوشان نو طرزی کبھی مطلع سے
آفتاب سے نکل ہی پڑتے ہین ۔ رقیبان مدات کتنا ہی سنان الف لیکر درپے رکاوٹ
ہین ۔ مگر پردگیان صفاے بندشون کی آڑ سے جہانک ہی دیتے ہین ۔ بقول نیکو رو تاب
مستوری ندارد ۔ چو در بندی سر از روزن بر آرد ۔ شفق بام فلک پر اسکے مضامین
رنگین سے تشبیہ دینی آتی ہے ۔ مگر وجہ تشبیہ مین مباینت پاکر منہ کی کہا جاتی ہے
باآنکہ ہر ایک مصرعے مضامین تازہ پیدا کیے راستے بتاتے ہین مگر سخن سنجان کہی بیت
کی ہنجار راہ معانی کو نہین پاتے ہین لیکن بفیضان سخن دل زخود رفتہ نے تسکین
پائی بل مسرت ہاتھ آیا ۔ جبتک چہرۂ روز و سر شام اور گلگونہ شفق سے مزین رہے
خداوند تعالے اس پردگی فکر کو غازۂ شہرت وحنا سے اجابت عطا فرمائے آمین اللہم آمین ؏

قطعہ تاریخ از مولوی سید توفیق حسن متخلص حسن شاگرد رشید شاعر شیرین زبان جادو بیان فرد واحد جناب مولانا مولوی عبدالاحد صاحب الہ آبادی فاض اللہ علیہ الایادی

چراغ طور یہ شمع زبان ہے	کہ حمد و نعت بیرون از بیان ہے
اب اسکے بعد اوس شاعر کا احوال	بیان ہے جو کہ فخر شاعران ہے
پریزادان معنی کا سلیمان	پرستان سخن پر حکمران ہے
تخلص ہے **فروغ** اور نام نامی	**محمد عبدالرحمان خان** عیان ہے
الٰہی کسکا نام آیا زبان پر	کہ خود گفتار شیدائی زبان ہے
فہیم و عاقل و ذوالفضل ذیشان	حلیم الطبع و عالی خاندان ہے
وطن اوسکا ہے بیلی بھیت لیکن	بہ رنگ مہر مشہور جہان ہے
عجب دیوان لکھا اردو زبان مین	کہ جسکے وصف مین گونگی زبان ہے
کھچی ہے دلستان بندش کی تصویر	عجب انداز اور طرز بیان ہے
بلاغت لطف معنی پر ہے مفتون	فصاحت عاشق حسن بیان ہے
سواد سطر و بین السطر باہم	رقیب زلف و روے مہوشان ہے
ہوئی مجھکو جو سال طبع کی فکر	کہا ہاتف نے مرغوب جہان ہے ۱۳۰۷
حسن اب خاتمہ کیجے دعا پر	دگر نہ وصف دیوان بیکران ہے
مصنف شاد یا رب اور یہ دیوان	ہو مرغوب جہان جبتک جہان ہے

قطعۂ تاریخ از نتائج فکر عالی جناب عزیز الرحمن خان صاحب خلف الصدق حضرت مصنف صاحب دیوان مدظلہ

دیوان لاجواب کہ چون قبلہ گاہ من	تصنیف کرد فکر نمودم بسال آن
آمد ندا ز ہاتف غیبی کہ اے عزیز	شد باعث مسرت دل بہر ناظران

۱۳۰۷ھ

تقریظ چکیدۂ کلک گہر سلک منشی مجید حسین صاحب جلال سلمہ الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان اللہ کیسا صانع مطلق ہے جسنے اپنی صنعت کاملہ و حکمت بالغہ سی ہیجدہ ہزار عالم کو ایک لفظ کن سے پیدا کیا خصوصاً انسان ضعیف البنیان کو کیسی کیسے جوہر نطق عطا کئے خلق الانسان علمہ البیان جسپر دلیل ہی دیوان کائنات مین بعض کو مطلع آفتاب سخن اور مقطع ماہتاب پُر فن بنایا اور کُل مخلوقات سے زبان نطق دیگر آسمان فصاحت و بلاغت پر اوسیکا ستارہ چمکایا۔ تقریر پر اثر تحریر خوشتر طبع عالی نازک خیالی سحر بیانی رطب اللسانی عقل صائب فکر رسا فہم کامل ذہن ذکا اوسکو عطا فرما کر ولقد کرمنا بنی آدم سے مفتخر و ممتاز کیا۔

اور نعت رسول مقبول لکھنا قلم کا کام نہین زبان کو اس امر ستر گین یارا ے کلام نہین سبحان اللہ کیسا رسول مقبول خاتم النبیین رحمت للعالمین احمد مجتبی

محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل نبیون سے رفیع امت کا شفیع بقول سعدی شیرازی ؎

شفیع مطاع نبی کریم	قسیم جسیم نسیم وسیم

جسکی شان مین لولاک لما خلقت الافلاک خدا فرمائے پھر بھلا اوسکی گویائی نعت مین انسان کا کیون نہ قافیہ تنگ ہو اور ملائکہ کی کیونکر نہ عقل دنگ ہو آن جو اسکی سحر الفت مین غرق ہوا بیشک اوسکو دعوے انا الشرق ہوا ؎

یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست	کتب خانہ چند ملت بشست

امابعد احقر العباد کج مج خیال محمد حسین جلال سخن سنجان عالی ہمم اور شاعران ادا فہم کو مژدہ سناتا ہی کہ درین آوان سعادت توامان یعنی بماہ رمضان دیوان شیرین بیان جسکی ہر غزل مرصع ہر شعر معنی کا مرقع ہر مصرعہ مسجع من تصنیف شاعر عدیم المثال نازک خیال کا جو شخص دیوان پڑھ لے وہ شعر گوئی کے ارکان جان جائے پورا استاد ہو جائے اشعار مین مضامین برجستہ کی ایسی تصویر کھینچی ہے کہ نقاش چین بھی چین مان جائے مانی و بہزاد دم چرائے رعایت لفظی سبحان اللہ تعقید معنوی جزاہ اللہ استعارات افضل کنایات اکمل بندش مستحکم الفاظ مسلم روزمرہ کا بادشاہ ترکیب صحیح سے خوب آگاہ وہ کون پاک طینت نیک خصلت والا منزلت شیوا زبان طوطی ہزار داستان یعنی محمد عبد الرحمن خان صاحب اکسٹرا اسپکٹر مرزاپور سلمہ اللہ الغفور مطبع مفید عام آگرہ مین اہتمام سے منبع جود و کرم والاہمم شان والاشان جناب احمد خان صاحب صوفی مالک مطبع کے طبع ہوا ہی۔ خداوند تعالے اس دیوان کو مقبول خاص و عام کرے اور مصنف ممدوح کا نیک انجام ہو آمین ثم آمین

تقریظ چکیدۂ کلک گوہر سلک جناب قاضی حافظ محمد خلیل الدین حسن صاحب وکیل و مصنف رسالہ نعت مقبول خدا ئیس پیلی بهیت

رباعی

باغست سخن بلبل باغست فروغ — در دودۂ خود چشم و چراغست فروغ
در سینۂ او دو صد خزینہ است ز علم — فارغ ز فروغی و فراغست فروغ

فروغ را نازم کہ صبح پیش او چراغ روز ماند و اگر صبح دم از صباحت نزند گردش چرخ او را بروز سیاه نشاند فروغ اگر دامن مہر چیند صبح تا روز شمار شمار روی مہر و زنی نبیند فروغ را ہر روز روز بازار و صبح را از متاع کاسد قحط خریدار

ز فروغ من چہ پرسی کہ همہ فروغ باشد — تو ز صبح خود چہ لافی کہ همہ دروغ باشد

مثنوی

محمد عبد رحمن خان نامی — ز نام او فروغ خوش کلامی
بو سعتها دلش وادی ایمن — ز نور لایزالی گشتہ روشن
سخنها گفت و دادا ندر دهنها — دهنها کرد لبریز چمنها
سخن گفت و چو در گفت و چو گل گفت — سخن گفت و نکو گفت و گهر سفت
همان گل کاندرو بوی نعیمست — همین در لیست کو در یتیمست
خوشا بوی کہ از سر می برد هوش — خوشا دری کہ شد آویزۂ گوش

نظیرش از گل و گوهر چه گویم | که نیکوتر بود از هر چه گویم
ز دل تا بر لبش حرفی رسیدن | کند صد گوش مشتاق شنیدن
بدیدن کی بود همسر شنیدن | بود فرق از شنیدن تا بدیدن
ترا گر اتفاق افتد بدیدن | همان دیدن همان در دل رسیدن
هر آن سوز آفریدن ساز کردند | نهان اندر دلش چون راز کردند
هر آن دردیکه در عالم شمردند | بهم کردند و با جانش سپردند
همان سوزیست کز شعرش هویداست | همان دردیست کز هر حرف پیداست
چه شعر و حرف شور افزای دلها | نمک ریز جراحتهای دلها
مسیح فکر او جان جهانست | غلط کردم غلط بل جان جانست
کلامش را فروغ اندر فروغست | فروغ صبح پیش او دروغست
کلامی دلنوازی جان فزائی | کلامی جان ستانی دلربائی
کلامی بادهٔ غارتگر هوش | کلامی چون خم می سر بسر جوش
کلامی گنج مخفی در معانی | کلامی همچو دریا در روانی
درو هر نقطه با صد نکته همدوش | درو هر لفظ صد معنی در آغوش
کلامی همچو گل در رنگ و بوئی | بمستی همچو می اندر سبوئی
کلامم اندر کلام او محالست | کلامش را کمال اندر کمالست
بود هر کلمهٔ او خنجر عشق | بود نامش ازان رو خنجر عشق

همان خنجر که جانها در فدایش — همان عشقی که سرها در هوایش

چه خنجر تشنهٔ خونِ جگرها — چه عشق آن طرفه معجونِ جگرها

همان خنجر که قربانِ او باد — گلو سر بر خطِ فرمانِ او باد

همان خنجر که جان تازه آرد — بمن دیرینه رسم و راه وا آرد

درونِ سینهٔ من میکند راه — وزین ره در دلم جا کرده صد راه

تن و جانِ مرا از هم گسسته — بخونِ دل ز غم فارغ نشسته

همان عشقی که باشد مایه اش درد — ز دردِ او دمِ سرد و رخِ زرد

برد نقدِ سکون و صبر از دل — برای خویش خالی کرد منزل

نهان در سینهٔ حافظ رسیده — بخلوتخانهٔ دل آرمیده

چو خلوت خالی از اغیار بیند — برد جان و بجای جان نشیند

بقربانِ سرِ عشق ست جانم — شهیدِ خنجرِ عشق ست جانم

بیا اے خنجر ای جانم شهیدت — بیا ای عشق تا باشم مریدت

بیا ای خنجر ای صد جانِ حافظ — بیا ای عشق ای ایمانِ حافظ

بیا خنجر که درمانم تو باشی — بیا ای عشق تا جانم تو باشی

بیا ای خنجر ای کارِ تو خونریز — بیا ای سرکش و سرتاب و سرتیز

اگر داری سرے با سر بریدن — بیا اینک تو و اینک سرِ من

بیا ای عشق ای جانانهٔ من — بیا ای رونقِ خمخانهٔ من

توداری بادلِ دیوانه پیوند — تو ریزی در رگِ جان نشتری چند

بیا ای **عشق** با جانم در آمیز — بیا ای **عشق** جان اندر تنم ریز

تو و صد مرگ در دستِ جفایت — من و صد جانِ همچون من فدایت

عنان پیچیم بسوی **خنجرِ عشق** — کنم سر گفتگوی **خنجرِ عشق**

روا نبود بنزد خاص و عامی — زبان در کام و خنجر در نیامی

زبان پیچید اگر در کام ماند — همانا با زبانِ گنگ ماند

چو خنجر در نیام آسوده گردد — باندک روز زنگ آلوده گردد

چو سر زد از **فروغ** ما کلامی — کلامی همچو خنجر از نیامی

زسنگِ طبع پیدا کرد جوهر — تو گوئی بر فسان کردند خنجر

بسنگِ طبع انسان نقش بسته — که نقشش در دلِ سنگی نشسته

چو این **خنجر** بسنگِ طبع بر شد — ز اول تیز بود و تیزتر شد

ز **حافظ** از پی این نظم نامی
بود تاریخ **منظومِ گرامی**
۱۳۰۷ھ

الٰهی تا زبان اندر دهانست — الٰهی تا سخن اندر زبانست

فروغ ما فروغِ تازه گیرد — کلامش در جهان آوازه گیرد

طفیل مہر اوج سروری یارب عطا فرما
وہ نار عشق دل کو جس سے چمکے نور ایمان کا

تری صنعت نے جب مشاطگی کو کام فرمایا
کیا خون شہیدان سے حنائی پنجہ مژگان کا

نظر مین کب وہ لاتے ہین برنگ اشک گوہر کو
ثنا سا جنکو تو نے کر دیا ہے سلک دندان کا

فروغ بے نوا کا دل ستے ہے ظلمتکدہ کب تک
بنا دے شمع سوز غم کو اپنے اس شبستان کا

الٰہی عشق دے دل کو مرے اس سرو تابان کا
جلا پرداز جسکا عکس سے ہے آئینہ جان کا

الٰہی مہر ہو دل پر اوسی کے داغ الفت کی
کہ ہے نقش قدم جسکا قبالہ باغ رضوان کا

الٰہی پرتو ماہ رخ پر نور سے اوسکے
چمک جائے ستارہ میرے دل کی داغ پنہان کا

شبیہ پاک اوسکی کیون نہو سر دفتر عالم
کہ نقش اولین ہے خاص کلک صنع یزدان کا

رسائی سے ہے وہم حاملان عرش بھی قاصر
معلی کسقدر ہے قصر تیری شوکت و شان کا

سبب اُسکے نہونے کا حقیقت نے کہا دل سے
کہ سایہ آپکا سرمہ بنا ہے چشم عرفان کا

مرے دل کو غم الفت کا اپنے کیجیے مسکن
کہ تا سینہ مرا ہمسر بنے یوسف کے زندان کا

ترے اعجاز کے قربان کہ اک شاخ بریدہ نے
دکھایا معرکے مین صاف جوہر تیغ بُران کا

ترا ابر کرم جسدم کہ مجھکو یاد آتا ہے
نکل جاتا ہی مثل برق دل سے خوف عصیان کا

ترحم یا نبی اللہ کہ اب وقت ترحم ہے
نبوت کیطرح سے خاتمہ ہے تم پہ احسان کا

کشش کو کام اب فرمائیے یا رحمت عالم
ستے ہے کب تک فروغ آوارہ دشت یاس حرمان کا

بحمد اللہ زخمی ہون مین اُسکی تیغ مژگان کا
کہ کوچہ جسکا نازشگاہ ہے خونِ شہیدان کا

سکندر سے نہ کیون اے عشق تو نے کہدیا اتنا
کہ تیغِ ناز مین پنہان ہے چشمہ آبِ حیوان کا

دل بیتاب سے ضبطِ تپش کا عہد لیتا ہون
مجھے پاسِ ادب ہے کسقدر قاتل کے دامن کا

امیدِ راستی رکھنا عبث ہی بخت سے اے دل
وہ کہتا ہے کہ مین سایہ ہون اُس برگشتہ مژگان کا

شکستِ دل ہی کچھ اپنا اور کچھ شکستہ رنگ ہے میرے
عیان ہے حال ظالم کے شکستِ عہد و پیمان کا

گلو سے میرے یا تنگ رابطہ اُسنے بڑھایا ہے
گمان ہے تیغِ نازِ یار پہ میرے گریبان کا

تپش سے پوچھ لو دیتی ہے جو جنبش اُسی ہر دم
دل بیتاب گہوارہ ہے کسکے دردِ پنہان کا

خدا کیواسطے ہمدم دل پرشور کے آگے
نہ کرنا ذکر کچھ یادش بخیر اوس آفتِ جان کا

فروغ خستہ جان کی پردہ پوشی ہی ضروری ہے
کوئی محرم نہین جز تیرے اُسکے رازِ پنہان کا

یہ کس کافر نے یارب روزنِ دیوار سے جھانکا
کہ برہم ہو گیا عالم دل و جان و دین و ایمان کا

لیا رستہ دل بیتاب نے پھر کوے جانان کا
حفاظت مین مری دیکر دفینہ یاس و حرمان کا

زبان تیغ قاتل سے یہی پیغام سنا دل نے
کہ ہر زخم جگر اک راستہ ہے کوے جانان کا

غنیمت ہے کہ خون میرا حنا پاے قاتل ہو
کہان ایسا مقدر جو بنے گل اُسکے دامان کا

نہ رکھئے اسقدر بے پردہ روے آتشین صاحب
ملا جاتا ہے گبرون سے عقیدہ ہر مسلمان کا

خرابی دوست ہے کسقدر یہ زخم جگر میرا
خوشی سے کھلگیا کیسا جو ٹوٹا ایک ہی ٹانکا

برا ہو تیرا اے دست تمنا تجھسے لرزان ہے
ہر اک تار اُس پری کے دامن و پیراے گریبان کا

خیال اُسکا بھی ہے رہزن جمعیت خاطر
کسیکی زلف مین سب طور ہے خواب پریشان کا

ہوا ہے جنبش دامن نے یارب کردیا کسکے
برنگ صبح مطلع صفا عالم کے گریبان کا

دل مفتوں کے آگے ذکر کوثر کسلیے زاہد
پیاسا ہے اسنے پانی سیر ہو کر تیغ بران کا

نکر زنہار غفلت روز و شب سے ای فروغ اب تو
کہ ہے وہ پرتو رخ اور یہ سایہ زلف پیچان کا

نہین ہے بے سبب اتنا تڑپنا اُسکے بسمل کا
تڑپکر چاہتا ہے چوم لینا دست قاتل کا

نشان کیا پوچھتا ہے نامہ بر تو کوی قاتل کا
سراسر فرش ہے وان پر دہا چشم بسمل کا

شرارت دیکھیے جلوہ دکھا کر منہہ چھپا لینا
سبب پہر پوچھنا مجھسے مری بیتابی دل کا

نگاہ ناز کل پردے مین کچھہ عشوے سے کہتی تھی
نہین معلوم کیا شورہ ہوا قاتل سے قاتل کا

اونہین فرط نزاکت سے مجھے زور نقاہت سے
ذرا کروٹ بدلنا فاصلہ ہے چند منزل کا

گئی جان اور نہ آیا وہ ادھر دل ہم نہ کہتے تھے
نہین آسان ہے تم آسان ہونا تیری مشکل کا

تیرے نالون پہ حجب حسن لیلی چھا گیا ای دل
وگرنہ کیون نہین کرتا ہے جنبش پردہ محمل کا

نکر تو دادعی الفت مین ای دل خوف گمرہی
ہر اک کانٹا یہان کا میل ہے مقصد کی منزل کا

زبانی گفتگو کرنیکی صاحب کون حاجت ہے
اگر چاہو تو دل ہی دل مین کر لو فیصلہ دل کا

ستمگر سنگدل ناآشنا رکہا ہے نام اُسکا
ستم دیکھو جناب عشق اس بیدادگر دل کا

ملیگی دل کو کیونکر لذت اوسکے دست خنجر کی
سنا ہے پہلے لیلیتا ہے جان انداز قاتل کا

گھمنڈ اتنا نکر تو زہرہ سیما مہر وشی پہ

نہایت گرم ہے نالہ فروغ آتشین دل کا

پہلے کہہ سکتے تھے ہم چشمہ اسے سیماب کا
اب تو ہے ناگفتنی حال اس دل بیتاب کا

کیون نہو حیرت کہ ہر تار نفس پر شور ہے
اور نشان ملتا نہین کچھہ جنبش مضراب کا

جلوہ فرما تہا آتہی رات کسکا انتظار
دل نے آنکھون مین کیا تہا فرش جو کمخواب کا

ناز تہا یا کچھہ خطا باعث تہی اے باد صبا
حال جو گل نے نہ پوچہا بلبل بیتاب کا

دیکہئے قسمت کہ سبکو دل ملا روز ازل
اور بجاے دل مجھے چشمہ ملا سیماب کا

کسقدر رویا تہا ملکر شوق دیدار سے
نور جب جانے لگا تہا دیدۂ بیخواب کا

خوش نہ آیا کچھہ ہمین جز گوشۂ دشت جنون
مدتون دیکہا تماشا عالم اسباب کا

صورت محراب خم ہونا یہان پر چاہئے
یہ صنمخانہ ہے اے زاہد مقام آداب کا

ابتداے عشق مین سیماب کا ہمسر تہا یہ
اب تو ہے سیماب ناصح اس دل بیتاب کا

خاکساری کی اگر خو کچھہ بہی تم کرتے فروغ
بوریا ہوتا مقابل بستر سنجاب کا

کب خوش آتی ہے دل خستہ کو گلشن کی ہوا
اسکے سر مین ہے بہری قاتل کے دامن کی ہوا

غیر کے ہمراہ وہ کہاتے ہین گلشن کی ہوا
کیا بندہی ہے آجکل تقدیر دشمن کی ہوا

نکہت گل سے دماغ دل پریشان کیون نہو
گوش گل مین ہے بہری بلبل کے شیون کی ہوا

آشتی ہو درمیان صبر و دل ممکن نہین
کیون پسند آنے لگی دشمن کو دشمن کی ہوا

پہر جلایا آتش گل نے کسی بلبل کا دل
گرم ہے پہر روزن دیوار گلشن کی ہوا

مجھکو وحشی کہئے پر انصاف بھی کیجے ذرا
ہے گریبانون کی دشمن کسکے دامن کی ہوا

حرص ہو کیونکر نہ دشمن سینۂ پر نور کی
ہے عدو روز ازل سے شمع روشن کی ہوا

آگ ہو جاتا ہے وہ بت سنتے ہی کیسا اثر
ہائے کیا بگڑی ہے میرے آہ و شیون کی ہوا

کسقدر ہوگی ندامت اوسکی تیغ ناز سے
زخم کو میرے جو چھو جائیگی سوزن کی ہوا

تب مزا ہے اس جذب دل کو مانا صیاد تو
جب اوڑا لائے تجھے میرے نشیمن کی ہوا

رنگ کیون اوڑنے لگا روئے گریبان کا فروغ
کیا خوش آئی پھر تمہین صحرا کے دامن کی ہوا

کیا کہون کیا شور و شر ہنگامہ آرا دل مین تھا
جب تلک پہلو مین دل تھا مین بڑی مشکل مین تھا

کچھ خبر مجھکو نہین اے قیس لیکن اسقدر
ناز جمازے کا کہتا تھا کوئی محمل مین تھا

جذبۂ شوق گلو رکھتا تھا کیا مضطر اسے
جب تلک تھا مجھ مین دم خنجر بھی کس مشکل مین تھا

واعظ اسکو بیت سمجھکر منع کرتا تھا مجھے
میرے اسکے درمیان جھگڑا حق و باطل مین تھا

جوش الفت کیون نہوتا راہ الفت مین مجھے
کر رہا تھا ناز گل ہر خار جو منزل مین تھا

لیگیا مقتل مین مجھکو دل بظاہر کھینچکر
لیکن اس سے بڑھکے دشمن اور تھا جو دل مین تھا

حسن کی گرمی سی آیا روئے لیلیٰ پر عرق
یا مرا تار نظر اس پردۂ محمل مین تھا

واہ کیا لذت ہے تجھ مین اے دم تیغ ادا
دم ترا بھرتا تھا جب تک دم ترے بسمل مین تھا

اوسکا جلوہ بسکہ ہے غارتگر ہوش و حواس
رات اس محفل سے باہر تھا جو اس محفل مین تھا

تھا ہجوم خلق جب تک مین تڑپتا تھا وہان
میرے دم سے اک تماشا کوچۂ قاتل مین تھا

وہ خفا کیونکر نہوتا دیکھکر تجھکو فروغ
رخ سے تیرے تہا عیان جو کچھہ کہ تیری دلمین تہا

آ تو سکتے ہین مگر وہ آئین کیا
کہتے ہین ہم ناز سے شرمائین کیا

پر رہا ہے دیدہ سب نمناک ہین
اونکے غم کی راہ مین بچھوائین کیا

جا کے کر سکتے ہین شکوہ ہجر کا
عذر اس سے جینے کا لیکن لائین کیا

جان کو تو حکم جانے کا ملا
دل کے حق مین دیکھئے فرمائین کیا

کیا تری خواہش ہے اے زخم کہن
ناخن دست جنون بڑہجائین کیا

دل کو جانے دو اگر جاتا ہے وہان
ناسمجھ ہے اوسکو ہم سمجھائین کیا

ہین یہ سب جوہر اونہین کی تیغ کے
زخم دل کے ہم اونہین دکہلائین کیا

رشک سے دین جان قاصد بہیجکر
اپنے ہاتھون آپ ہم مرجائین کیا

دل ہے بدآموز اوسکو بہیجکر
اونکو ہم جور و ستم سکہلائین کیا

کر دیا ہے اسکو نکما ضعف نے
اونکی تیغ ناز کے کام آئین کیا

آج پوچھا دل نے مجھسے راہ مین
بوسہ یا گالی تمہین دلوائین کیا

حضرت پیر مغان کیا حکم ہے
میکدے سے آج ہم اوٹھ جائین کیا

گالیان ہم اونکے منہہ کی کہا چکے
میوۂ جنت کو زاہد کہائین کیا

خوے نازک کے یہ کشتے ہین فروغ
جان و دل وقت ستم چلائین کیا

ہین جنون سے تیری سب واقف فروغ

دوست تجھکو پیرہن پہنائین کیا

دل سیپارہ مرا صورت قران نکلا
کہین وہ بت نہ کہے مجھکو مسلمان نکلا

کیون ہوا حسن کو منظور الٰہی یہ حجاب
عشق کیون پردۂ ناموس سے عریان نکلا

ہمتو سمجھے تھے دل زار کو اک گوشہ نشین
ناز بردارِ تمنا سے حسینان نکلا

کشتیِ چرخ ابھی تک نہین ڈوبی افسوس
کیا تنک حوصلہ یہ دیدۂ گریان نکلا

قابل صحبتِ عشاق بھی اب مین نرہا
دردِ کمظرف مرا طالب درمان نکلا

دیکھکر داغ دل تنگ کے ظالم نے کہا
ہم اسے غنچہ سمجھتے تھے گلستان نکلا

اُسکے ابرو کو کہا شیخ نے محراب حرم
ہمتو کچھ اور سمجھتے تھے مسلمان نکلا

وہ جوانی نرہی اور نہ وہ شورش دل
شوق بے صبر بھی دو روز کا مہمان نکلا

قطرۂ خون یہ نہین آنکھ سے ٹپکا ہے فروغ
خود دل خستہ یہ گلکاری داماں نکلا

تجھکو نادان مجھے فرزانہ و عاقل سمجھا
ناصحا خوب ہی واللہ مرا دل سمجھا

رکھدیا غیر کے کاندھے پہ مرے سامنے ہاتھ
آہ کس بار کا مجھکو متحمل سمجھا

ہو گیا سرد وہ گرتے ہی تڑپنا کیسا
معنیِ پاس ادب کیا ترا بسمل سمجھا

اسقدر بے اثری اے دلِ نالان افسوس
تیرے نالے کو وہ گل شور عنادل سمجھا

مثل بسمل کے قدم راہ فنا مین رکھکر
تپش سخت کو مین قطع منازل سمجھا

خنجر ناز مین یارب ہے کہان کی لذت
جس سے مرنے کو دل زیست کا حاصل سمجھا

تونے دہوکا مجھے کیا بیخودی شوق دیا
باغ فردوس کو مین کوچۂ قاتل سمجھا

بحر فرخار حقیقت کو وہی تیر گیا
موج و گرداب کو جو کشتی و ساحل سمجھا

الم دوست جو آیا تو الف کو اوسکے
صفحۂ دل کے لیے مین خط باطل سمجھا

اے صبا چھوڑ دیا کسلیے ملکر اوسکو
کیا وہ غنچے کو مرا آبلۂ دل سمجھا

دیکھکر نازکیئ ناخن انگشت نگار
عقدۂ دل کی کشایش کو مین مشکل سمجھا

برہمن سے بہی ہون بڑہکر مین بتون کا شیدا
تونے کیون ناصح نادان مجھے غافل سمجھا

جلوۂ سوز محبت سے کسیکے مین فرخ
داغ کو شمع دل زار کو محفل سمجھا

جانتے ہو تمسے یہ دل ملکے کیا ہو جائیگا
تمسے بڑہکر دشمن جانی مرا ہو جائیگا

دیکھہ لی اے دل دا تونے بت طناز کی
ہم نہ کہتے تہے قضا کا سامنا ہو جائیگا

گر زبان کو بند کر دیگا شکوہ حسن یار
اضطراب دل بیان مدعا ہو جائیگا

مجھہ مین اور پروانے مین جہگڑا ہی کچھہ اے شمع رو
جب نقاب اولٹو گے تم تو فیصلا ہو جائیگا

اسقدر طول شب فرقت کا غم اے دل نکر
شام ہی کو آج تیرا خاتما ہو جائیگا

اوسکی بو بہی گر چمن مین آئیگی اے عندلیب
رنگ روئے گل برنگ بو ہوا ہو جائیگا

ہی عبث تو اے دل نادان ممنون خط سی شاد
زلف کا قیدی بہلا کیونکر رہا ہو جائیگا

گو کرے مشاقیان یہ نالۂ بلبل ہزار
کیا شکست شیشۂ دل کی صدا ہو جائیگا

غیر ممکن ہے پریرویون سے ترک اختلاط
زیست سے ہوجیٔ دل کیونکر خفا ہو جائیگا

گالیون کی خون نہ کیجے ورنہ لے آرام جان — یہ لب شیرین تمہارا بیمزا ہوجائیگا
دست رنگین کو نہ رنگیئے آتشین رخسار پر — طائر رنگ حنا کا دم فنا ہوجائیگا
ذکر سے جس ہیبت کے اوڑجاتے ہین سب ہوش و حواس — اسکے آنے سے خدا جانے کہ کیا ہوجائیگا

دل خیال یار سے ناحق جھگڑتا ہے فروغ
جب لڑ گئی آنکھہ اسکا فیصلا ہوجائیگا

دیکھہ اے گریہ ترے حق مین نہ بہتر ہوگا — دامن صبر مرا کچھہ بھی اگر تر ہوگا
زلف کو تاب نہ دو جان نکل جائیگی — فرق اسمین نہ کبھی بال برابر ہوگا
جسم مین جان کے بدلے غم جانان ہے یہان — ملک الموت جو آئیگا تو ششدر ہوگا
نگہ ناز کو کیون فکر ہے اتنی صاحب — فیصلہ دل کا مرے ایک ادا پر ہوگا
دام کاکل مین تڑپتا نظر آتا ہے کوئی — ہو نہو دیکھیو میرا دل مضطر ہوگا
نزع کیوقت نہ آئین وہ عیادت کو مری — طائر روح مرا اور ہوا پر ہوگا
پوچھہ لو ناز سے اپنی مرے دل کی حالت — میرا کہنا تو نہ تمکو کبھی باور ہوگا

دست نازک سے یہ امید نہ تھی ہمکو فروغ
اسقدر کار رفو دامن دل پر ہوگا

ستم وہ ادا سے نظارا تمہارا — غضب پھر وہ قاتل اشارا تمہارا
برا اس غرض کا ہو جسنے مری جان — جدا کر دیا دل ہمارا تمہارا
غم یار جھگڑے ہین دیر و حرم مین — اسی دل مین ہوگا گزارا تمہارا

مرا دل مجھی سے کرے یون عداوت | ضرور اسمین ہے کچھ اشارا تمھارا
سزا دل کو دو تم کہ بیتاب ہو کر | کیا اسنے راز آشکارا تمھارا
اگر نقد جان رونمائی مین لوگے | تو ہوگا بہت کچھ خسارا تمھارا
نکلجاؤ اے درد و اندوہ و حسرت | مرے دل مین ہے کیا اجارا تمھارا
سکھاتے ہین ہم دل کو دشمن کی چالین | یقین ہے کہ ہو جاے پیارا تمھارا
مروت کرو یا کچھ انصاف صاحب | ابھی ایک ہو دل ہمارا تمھارا
گیا دل تو اے نالہ و آہ و زاری | ہمین ہے فقط اب سہارا تمھارا
دو عالم کو لاتا ہے کب وہ نظر مین | ہوا جسکو حاصل نظارا تمھارا
ہمین ہم ہون پھر مثل منصور صاحب | اگر سامنا ہو ہمارا تمھارا

فروغ جگر خستہ و بے نوا کو
شفیع الامم ہے سہارا تمھارا

دنیا کی نہ کچھ فکر نہ کچھ ہوش ہے دین کا | افسوس کہ دل نے نہین رکھا نہ کہین کا
کیا ذکر تمنا کا یہان دل ہی نہین ہے | مدت سے پتہ ہے نہ مکان کا نہ مکین کا
ہم ذکر کبھی سوز نہان کا نہین کرتے | کیون فاش کرین پردہ کسی پردہ نشین کا
اے دل غم جانان کی نہو دلشکنی دیکھ | کرتے ہین بہت پاس دل گوشہ نشین کا
گلشن مین نہ رہتے جو کہا مانتے یہ گل | بازار مین بکتے ہین یہ ثمرہ ہے نہین کا
سجدہ نہوا ایک بھی مقبول ہمارا | داغ دل ناشاد بنا داغ جبین کا

کہدو کوئی ناصح سے بہت ہمکو نہ چھیڑے
معلوم ہے سب حال ہمین خلد برین کا

سمجھا دو **فروغ** اس دل خود رفتہ کو اپنے
ہمسے نہ کرے اب نہ کبھی ذکر کہین کا

میکدے مین جا کے واعظ کیا ہی تر ہو گیا
جام مے کو دیکھکر جامے سے باہر ہو گیا

پہر ہوا کاشانۂ تن مین ہجوم رنج و غم
تیرا مسکن جانمن غیرون کا پہر گھر ہو گیا

دست نازک آپکا صدشکر محنت سے بچا
خود مرا نالہ گلے مین آکے خنجر ہو گیا

ہم نہ کہتے تھے شب ہجران کا کیجیے بندوبست
اب یہ قصہ طول اے زلف معنبر ہو گیا

ناز کیا کیا اپنی بیتابی پہ تھے سیماب کو
دیکھکر کل اس دل مضطر کو ششدر ہو گیا

دل کے باہر کوئی دم آتا نہین کیا انس ہے
میری حسرت کا خیال یار ہمسر ہو گیا

سخت تھی منزل گر طے ہو گئی کس لطف سے
دل کا شوق اور شوق کا جو در رہبر ہو گیا

ہمتو اپنی چشم کے ممنون منت ہین **فروغ**
پردہ پوش آتش دل دیدۂ تر ہو گیا

کسقدر احسان مجھپر تیغ قاتل کا ہوا
سر ہوا تن سے جدا تن بوجھ سے ہلکا ہوا

اس دل پیمان شکن سے تنگ ہین ہم کسقدر
رات ہمکو پہر ملا تھا اسطرف جاتا ہوا

کیون نہ کرتا جبہہ سائی ان بتون کی در پہ مین
مٹ نہین سکتا تھا یہ تقدیر کا لکھا ہوا

شام سے در کو تکا کرتی ہے چشم وصل جو
جان آجاتی ہے تن مین جب ذرا کھٹکا ہوا

چھیڑ سے غافل نہونا ناخن بیداد یار
پہر مزہ کیا ہے کہ جب یہ زخم دل اچھا ہوا

لطف الفت کا جبھی ہے جبکہ دل مین زخم ہو | اور زخم ایسا کہ جسپر ہو نمک چھڑکا ہوا
لطف ہوگا حشر مین جب جائینگے دونون بہم | سنتین کرتے ہوئے وہ مین فغان کرتا ہوا

کیا مزہ ہے قصۂ درد محبت مین فروغ
قیس پہونچا تہا کہانتک حال دل کہتا ہوا

اس دا سے ترا غم او ستم ایجاد آیا | کہ کہا دل نے میرے گہر مین پریزاد آیا
بوئے پیراہن دلدار صبا لاتی ہے | طائر رنگ چمن بہاگ کہ صیاد آیا
بیخودی مین مجھے کسدرجہ ملی ہے راحت | ہوش آتا ہے تو کہتا ہون کہ جلاد آیا
مین گیا وان مگر اید ل نہ کیا ذکر ترا | تیری قسمت کہ دہان تو نہ مجھی یاد آیا
کبھی مہمان سے خالی نرہا خانۂ دل | ناوک غمزہ گیا خنجر بیداد آیا
گل تسکین ہو مبارک تجھے اے بلبل دل | دام کے ساتھہ چھری بھی لئے صیاد آیا
ایک تو دل ہے کہ ہر دم ہے خیال اُسکا و نہین | ایک مین ہون کہ نہ بہولے سے کبھی یاد آیا
پرسش یار کے انداز نے مارا مجھکو | لطف کے پردے مین لپٹا ہوا جلاد آیا
ہون وہ عاشق کہ مجھے دیکھکے کچھہ دو ر نہین | کہے تصویر بھی مجنون کی کہ استاد آیا

غزل دوم

ساتھہ تیرے ترا گیسو جو مجھے یاد آیا | مرغ دل بولا کہ وہ دام وہ صیاد آیا
وہی تیور ہین تصور کے بھی نکلے ابتک | کچھہ اثر تم مین نہ اے نالہ و فریاد آیا

گر کہون کچہہ تو ہو خنجر کو ہوس خنجر کی
تہ خنجر جو مجہے لطف خداداد آیا

کچہہ عجب حال ہے بیمار محبت کا ترے
جب طبیب آیا تو چلا یا کہ جلاد آیا

ہو گیا شکر وہ تاثیر وفا سے صد شکر
لب پہ بہولے سے اگر شکوۂ بیداد آیا

جب ہوئی قتل مین کچہہ تیغ تغافل سے کمی
ناوک غمزہ وہین بر سر امداد آیا

صورت سرو ہے ایدل ترا نالہ کیون آج
کیا تجہے یاد کسیکا قد آزاد آیا

اے تمنا ے دلی عید مبارک تجہکو
گلے ملنے کو ترے خنجر فولاد آیا

جلوہ فرما جو ہوا دیر کے باہر وہ بت
دیکہکر کعبہ پرستون کو خدا یاد آیا

آئینہ دیکہتے ہو خوف سے عالم نہ کہے
جو کیا تہا ترے آگے ستم ایجاد آیا

مین جو دیوانۂ لب ہون تو مرے پاس فروغ
بیڑیان لیکے رگ لعل کی حداد آیا

داغون کا دل کے کوئی بہی پرسان وہان نہ تہا
اوس باغ مین تہے ہم کہ جہان باغبان نہ تہا

کسدن حضور ناز مرا امتحان نہ تہا
کسدم گلے پہ خنجر بران روان نہ تہا

شب کو جو لب پہ نالۂ آتش فشان نہ تہا
پہلو مین کی نظر تو دل خستہ جان نہ تہا

دل مین تہا رات درد مگر دم بخود تہا دل
جلتی تہی ایسی آگ کہ جسمین دہوان نہ تہا

بیوجہ چپ ہا تہا نہ مین سنکے کل وہ بات
پاس ادب تہا ورنہ مین کچہہ بیزبان نہ تہا

بہ شوق دل وہ راہ چلا یا گیا مجہے
جس راہ مین کہ راہنما کا نشان نہ تہا

کیا خوب تہا وہ عہد طبیعت کہ جن جنون
ناموس پردہ دار کا نام و نشان نہ تہا

کرتا تھا سیر کوچۂ گیسو کی روز دل
کچھ بھی خیال سنبل باغ جنان نہ تھا

کٹتے تھے کس مسرت و عشرت سے رات دن
جس سرزمین پہ ہم تھے وہان آسمان نہ تھا

چڑھتے ہی اس پہ گرتے ہین باسر کے بل سوار
اتنا تو تیز توسن عمر روان نہ تھا

زندہ رہے فراق مین ہم کسقدر فروغ
ہمسا بھی کوئی زیر فلک سخت جان نہ تھا

تب ہجران نے دل کے بعد جسم ناتوان پھونکا
مکان پیچھے جلایا پہلے اسباب مکان پھونکا

حیا تو تھی ادب آموز میرے دیدہ و دل کی
چراغ ہوش کو کیون آتے ہی اے جان جان پھونکا

تب اس دل کو ہوئی اللہ اکبر غش سے کچھ فرصت
جب اوسپر پڑھکے سارا مصحف روئے بتان پھونکا

غم و شادی نظر آنے لگے دونون ہمین یکسان
جگر کی آگ نے کیا خانۂ سود و زیان پھونکا

نہین معلوم کسکے نالہاے گرم سے شبکو
فلک پر نسر جلا پایا کہ میرا آشیان پھونکا

کسیکے کان کی بجلی غضب ہے بجگرے جسنے
دل عالم کا سارا خرمن تاب و توان پھونکا

بتا تو رات کیا سرگوشیان کل سی ہوئی تھین
ترے کانون مین اس کافر نے کیا اے جان جان پھونکا

تمناؤن کا میری جسقدر سامان تھا دل مین
تری اس گرم رفتاری نے اے عمر روان پھونکا

جہانتک دیکھتا ہون بزم مین سکتے کا عالم ہے
فسون کیسا یہ تونے اے فروغ خوش بیان پھونکا

از حسن البیان

نہ پوچھو حال کچھ مجھسے دل مضطر کی وحشت کا
ہزار آفت کا آجانا ہے آنا اک طبیعت کا

عداوت کا بڑھانا خاصہ میری محبت کا
محبت کا بڑھانا معجزہ انکی عداوت کا

حیا شوخی پہ غالب ہو نہیں سکتی تو پھر ایدل
اشارہ ہو کے رہجاتا ہی کیون چشم عنایت کا

تپش مین وہ ملی لذت کہ سو دل مجھکو گر ملتے
تو ہر اک دل مرا مشتاق ہوتا سو جراحت کا

بہت صدمے اوٹھائے پر نہ نکلی کیسی صورت
مجھے اب جان پر اپنی گمان ہے آہ اپنی حسرت کا

بولائین کسطرح بزم طرب مین اپنی وہ مجھکو
سمجھتے ہین کہ یہ اک درد ہے پہلوے عشرت کا

دل بیتاب نے توڑا اُسی بہی حجتین کر کے
ذرا سا رہگیا تھا سلسلہ صاحب سلامت کا

کیا ہی حشر برپا نالہ و فریاد و زاری نے
گمان ہے شام فرقت پر مری صبح قیامت کا

تحمل اسقدر شایان نہین ہے گیسوے جانان
نہایت بڑہ چلا ہے حوصلہ شبہاے فرقت کا

عبث کرتا ہے تو ذکر امید و بیم اے زاہد
نہ خائف ہون مین دوزخ سے نہ طالب ہون مین جنت کا

فروغ اس وادی پرخار مین پرسان ہے کون اپنا
مگر ہان اک خیال اوسکا کہ ہے غمخوار وحشت کا

کہا دل نے تماشا دیکھکر ساری خدائی کا
کہ جو کچھہ ہے سو آئینہ ہے اوسکی خودنمائی کا

دل مضطر سے کیونکر دور ہو کھٹکا جدائی کا
یہان انداز ہی سب جسم و جان کی آشنائی کا

خطا ہے دل ہی کچھہ یا کچھہ غرور حسن کا ایما
سبب کچھہ تو بھلا ظاہر ہو اس بے اعتنائی کا

الٰہی عالم دل کا ہی کیا باقی کوئی گوشہ
اوٹھا ہے غل جو وان پھر فوج مژگان کی چڑہائی کا

مرا نالہ صدا طوطی کی ہے نقار خانے مین
بڑہا ہے کسقدر اب شور اوسکی دلربائی کا

حرم سے دیر کو جاتا ہے ایمان صورت قیدی
بتون کے حسن مین کیا زور ہے ساری خدائی کا

ہماری خاکساری کا مقلد ہے گہر دانہ
یہ کیون گرد یتیمی پر ہے اک عالم صفائی کا

نظر جب وہ اوٹھاتے ہین تو ہو جاتا ہون بسمل
نشانہ بنگیا ہون دیکھئے تیرِ ہوائی کا

چلا آتا ہی سوے بزم مے واعظ کوئی کہدو
کہ عشوہ دخترِ رز کا ہی دشمن پارسائی کا

مین ایسے وصل کا اے تیغِ ناز یار ہون طالب
کہ جسمین نام کو بھی کچہہ نہو کہٹکا جدائی کا

فروغ اللہ اکبر اس شکستِ دل مین یہ لذت
کہ کوسون بہاگتے ہو نام سنکر مومیائی کا

کیا نالہ نے بلبل کے جو شکوہ بیوفائی کا
کہا خندہ سے لیکے گل کے ہی یہی پاس آشنائی کا

مرے نالہ کو کیون دیتے ہو طعنہ نارسائی کا
یہ کیا کم ہے کہ ڈنکا بج رہا ہے آشنائی کا

یہ دور اندیشیان دیکہو دلِ نخچیرِ الفت کی
اسیری سے بھی پہلے اسکو تہا کہٹکا رہائی کا

لقب ہے زندگانی یا الٰہی وصل کا کسکے
یہ مرگِ ناگہانی نام ہے کسکی جدائی کا

دلِ نادان وہ کافر زلف پہانسی تجہکو دیدیگی
اگر کچہہ بھی کہلا وان جرم ذوقِ آشنائی کا

ادہر اہلِ زمین اور اوسطرف گردون ہے جگر مین
یہ اک شمہ ہے اون غمزون کی کافر ماجرائی کا

جواب اپنا بھی اے ناصح وہی ہے جو کہ مجنون نے
دیا تہا سنکے افسانہ تمہاری ژاژخائی کا

درستی شکستِ دل ہوئی کچہہ نرم باتون سے
کیا ہے کام مومِ شہد نے یان مومیائی کا

فروغ افسوس ابتک کوچۂ قاتل سے یہ غفلت
ارے نادان یہ موقع پہر کہان بخت آزمائی کا

غم اک لیلیٰ کا ہے قاتل ہمارا
کفن ہو پردہ محمل ہمارا

نگاہِ ناز ہے اور دل ہمارا
نصیب برق ہے حاصل ہمارا

گواہی دے رہا ہے دل ہمارا
کوئی انداز ہے قاتل ہمارا

کرم ہے تیرا اے صیاد ورنہ
نہ تھا دل صید کے قابل ہمارا

اوٹھائین بیکسی کا کیون ہم احسان
کسیکا غم ہے ہم منزل ہمارا

نہین بیوجہ پیچ و تاب کاکل
پھنسا ہے اسمین شاید دل ہمارا

ظہور سوز دل نے شمع آسا
کٹایا سر سر محفل ہمارا

ارے دل آج شکل تیغ غمزہ
کھنچا ہے ہمسے کیون قاتل ہمارا

ترے بند قبا کے ساتھہ ای شوخ
کھلیگا عقدۂ مشکل ہمارا

ٹھہر سکتے نہین ہم لامکان پہ
ابھی گہرسے کہی منزل ہمارا

بنایا عشق نے ہمکو وہ دریا
کہ طوفان ہے لب ساحل ہمارا

کہان ہم اور کہان وصل اسکا ای شوق
تصور ہے یہ سب باطل ہمارا

لئے جاتا ہے اوس کوچہ مین اوٹہا
ہمین کو جذبۂ کامل ہمارا

فروغ اب تو کسیکے لطف سے بھی
سنبہلتا ہی نہین یہ دل ہمارا

پھر دھوان ہے آج زورون پر ہماری آہ کا
حال کیا ہوتا ہے دیکھین چشم مہر و ماہ کا

مہر اک ذرہ ہی اس مہرو کے گرد راہ کا
یہ کہان رتبہ کہ مجرائی ہوا اس درگاہ کا

بارگاہ عشق سے ملتے ہین داغون کے درم
خاص ہے یہ فیض اس سرکار عالیجاہ کا

سامنا اس برق وش کا آج شاید ہو گیا
طور کچھہ کچھہ ابر مین ہے میرے دود آہ کا

کیون ڈراتا ہی تو او قاتل اوڑانے سے جلد سر
پاؤن ہلنے کا نہین اس بندۂ درگاہ کا

ایکدم بہی راہ پر سیدہا نہین جاتا کبہی
کیا چلن بگڑا ہے میرے نالۂ جانکاہ کا

اے معلم اس لب جان بخش کو جنبش مین لا ایکدم
دیکہلے پرواز پہر تو مرغ بسم اللہ کا

دیکہیے فرمانروائی بارگاہ ناز کی
نام بہی لیتا نہین اب کوئی نادرشاہ کا

شان و شوکت دیکہکر اس بت کی سب اہل حرم
بول اوٹہے آخر کہ آگے نام ہے اللہ کا

غیرت خورشید ہے نقش قدم اوسکا فروغ
اوس سے کرتا ہمسری کیا سر پہرا اتنا ماہ کا

اس وصال غم دوست کو کیا غم ہوا
درد اُسکا جب ذرا بہی کم ہوا

تاب دندان دیکہکر بیدم ہوا
آب گوہر میرے حق مین سم ہوا

کیا کہون کل دیکہکر اونکی ادا
حُسن کا خود اونکے کیا عالم ہوا

حسرت و ارمان کی مجلس مین اہا
میرے دل کا خوب ہی ماتم ہوا

آفرین اے زخم دل خود تیر شوق
بڑہتے بڑہتے ناخن ضیغم ہوا

غم نہین اسکا کہ وہ دل لیگیا
پہر وہ کیون آئیگا اسکا غم ہوا

کیون ہے اے دل سرنگون مثل کمان
تیر تو اُسکا ترا ہمدم ہوا

یان تو مرہم کا خیال آیا نہین
کیون مزاج زخم دل برہم ہوا

وان ہوئی تیغ نگہ جسد علم
یان سے تسلیم اپنا خم ہوا

کیا وہ بگڑے عشق کی تصدیق سے
لو قسم کہانا ہمارا سم ہوا

تو ہوا گہر اوسکا مین حرمان نصیب
تو حرم ایدل مین نا محرم ہوا

کیا محبت تہی دل و غم مین کہ جب
دل گیا غم کو نہایت غم ہوا

دیکہکر اوس گل کا حسن رنگ و بو
خندۂ گل گریۂ شبنم ہوا

تشنۂ خون کیون ہوئی میری وہ تیغ
زخم دل کب طالب مرہم ہوا

ہو گیا گل رونق افروز ظہور
جب ظہور سرور عالم ہوا

مہر رخ کی دہوپ دکہلا دے فروغ
آنکہہ کا پردہ مرے جب نم ہوا

ردیف بای موحدہ

آستان یار ہے خاطر نشان آفتاب
جبہ سائی کے سبب ہے قابل آستان آفتاب

پہر خیال روے جانان جلوہ فرما دل مین ہے
پہر بنے ہین آجکل ہم میزبان آفتاب

ذرہ کو بھی صنم سے خلق نے نسبت جو دی
ٹر گئی اوس زور سے تو تیر و کمان آفتاب

جب سے اولٹا ہی نقاب اُس شوخ نے ملتا نہین
ماہ کا شب مین پتہ دن مین نشان آفتاب

وصف اوسکی روے تابان کا بہلا کیا ہو سکے
جسکا ہر نقش قدم ہے تو امان آفتاب

کب سے ہم مشتاق رخ ہین کچھ پتہ خبر ہی نہین
جب فلک پر کچھ نہ تہا نام نشان آفتاب

جلوہ گر تہا عکس روے یار دل مین جب جنون
اپنے ہر داغ جگر پر تہا گمان آفتاب

روبرو اوسکے نہ ٹھہرا جب ہوا وہ بے نقاب
بار رہا ہنسنے کیا ہے امتحان آفتاب

نقش پا ہے اُسکے کسنے دی ہی نسبت اے فروغ
آسمان پر ہے دماغ عز و شان آفتاب

آرزو سے دل کا جب چاہا جواب
تیغ سے بولے کہ دے اسکا جواب

نامہ بر بنکر چلی خود آرزو
دیکھیے لاتی ہے اپنا کیا جواب

کسقدر یہ دل مکدر ہو گیا
صاف تکو یون نہ دینا تہا جواب

لو سوال بوسہ بہی اب تھے وہان
اُس دہن کیطرح ٹھہرا لا جواب

دل کے کہنے پر عمل ہمنے کیا
ورنہ ہم دیتے بہت اچہا جواب

حال زخمون کا نہ مجھسے پوچھیے
ایک دل ہی سارے گلشن کا جواب

نازدلواتا ہے مجھکو گالیان
نالۂ دل ہان ذرا دینا جواب

جب یہان زخم لائیگا سوال
وہ زبان تیغ سے دیگا جواب

سب ہوا لونکا تہی اے محتسب
دے رہا ہے قلقل مینا جواب

خواب غفلت مین نہین ہون مین فروغ
سوچتا ہون اپنی غفلت کا جواب

خامشی کو مین رضا سمجھا فروغ
وصل کی شب جب نہ کچھ پایا جواب

کم لگا پایا کیجیے منہہ سے بڑی پرفن شراب
سر پہ چڑھ جاتی ہے مثل نشۂ دشمن شراب

اوسکی قدرت دیکھتا ہون تیری آنکھین دیکھکر
دو پیالون مین سے بھر کیونکر یہ لاکھون من شراب

مین خدا ناخواستہ قاضی نہین واعظ نہین
کسلیے مجھسے چھپاتے ہو تہ دامن شراب

کیا شکایت مجھکو جب دونونکا حاصل ایک ہے — خون دل پیتا ہون مین اور وہ بت پیتا ہے شراب

طے کیا کرتا ہے دم مین دونون عالم کو فروغ
کسقدر ہے دیکھئے یہ گرم رو توسن شراب

پھر نالہا سے دل کلا روان ہے اب — اور پوچھتا ہوا کہ وہ یوسف کہان ہے اب

دیکھو تو آکے تن مین مرے جان کہان ہے اب — اک بات تمسے کرنیکو باقی فغان ہے اب

رخ سے نقاب سنتے تو ای دل ولٹ دیا — ہستی کا تیری پردہ فقط درمیان ہے اب

اے بوے گل نہ چھیڑ ہمین دیکھ تو ذرا — وہ دل وہ ولولہ وہ طبیعت کہان ہے اب

کہتا ہے درد مسکن جبر ہے دل تو پھر — اے نالہ تجھکو کیون ہوس لا مکان ہے اب

اوس بے دہن کے روبرو چلتی نہین ذرا — کہنے کیواسطے مرے منہہ مین زبان ہے اب

وہ آنکھہ پھیر لیتا ہے رخ کرکے اسطرف — تیر نظر کجی پہ برنگ کمان ہے اب

دل ہوگیا ہے ناقۂ لیلی کا ساربان — اے نالہ صرف پردۂ محمل گران ہے اب

دل کی تپش نے تن کا یہ کیا حال کردیا — ہر بال پر مرے رگ دل کا گمان ہے اب

داغ نہین ہے اب تو کسیکا بھی انتظار — بیوجہ کیون یہ ٹھہری ہوئی لب پہ جان ہے اب

دیکھو داغ اس سر شوریدہ کا فروغ
سایہ بھی زلف یار کا اسپر گران ہے اب

ردیف بای فارسی

جھجکے اے حضرت دل ابروے خمدار سے آپ — واہ معلوم ہوا ڈر گئے تلوار سے آپ

ہم سمجھتے ہی نہین مستِ مے الفت ہین
باتین آداب کی کیجے کسی ہشیار سے آپ

گو ہر وصل کی امید بھلا کون کرے
جان بیعانے مین لیتے ہین خریدار سے آپ

ہمسری کرتی ہے ابرو سے تمھاری شمشیر
کیجے دو ٹکڑے اسے ناز کی تلوار سے آپ

بوسے کے دینے مین کچھہ عذر نہ کیجے صاحب
ورنہ گھبرائیگا شوق کی تکرار سے آپ

زلف و مژگان کی وہ ٹھانی ہین جفا بین اے دل
اب تو عقرب سے ڈرینگے نہ کسی مار سے آپ

وعدہ لطف تو کرتے ہین مگر عرض یہ ہے
کرین آگاہ بھی اُس لطف کی مقدار سے آپ

مدح انکار سے لگے کرنے بمجبوری ہم
جبکہ بیزار ہوئے خواہش اقرار سے آپ

کیا عداوت سے بھی دشمن ہوئے ای کان نمک
دور رہتے ہین جو اتنا دل افگار سے آپ

زخم کاری کیطرح بھرتے ہین خون رو تے ہوئے
اور اے حضرتِ دل ملئے ستمگار سے آپ

نامہ بر راہ سے اپنی یہ دل اپنا سطلب
جا کے خود عرض کرینگا بتِ عیار سے آپ

آپ خود کان نمک ہین چلیے آئین بخوف
ہونگے شرمندہ نہ ہرگز دل افگار سے آپ

گردش چشم صنم سے ہوئے کیا زار فروغ
خط موہوم بنے گردش پرکار سے آپ

ردیف تاے مثناۃ فوقانیہ

بتا اے دل رہا تو کسکے گھر رات
پھر ایا تو نے مجھکو در بدر رات

روان تھا چشم سے فوارۂ خون
نہایت خون دل تھا جوش پر رات

اوسیکی رات تھی اور عیش اوسیکا — رہے آرام جان تم جسکے گھر رات
غضب ہے تونے مجھے بیمار پاکر — رگ جان پر لگائے نیشتر رات
کسیکی چشم کی گردش سے عالم — مژہ کیطرح تہا زیر و زبر رات
سنا تو کچھہ مرا افسانہ لیکن — بہت جہجکے وہ افسون جانگر رات

فروغ اوس رخ کی افشان کی ہوس مین
ثریا پر رہی سیری نظر رات

کسیکی نازکی کا تہا جو ڈر رات — نہ نکلا دل سے نالہ تا سحر رات
اودہر بس لب ادہر جوش ہوس تہا — کٹی اسطرح قصہ مختصر رات
بہت بگڑے وہ گستاخی پہ اُسکی — بنی تہی میرے دل کی جان پر رات
نہ پوچہو حال میرا تم نکیرین — لگا تہا دل پہ اک تیر نظر رات
ثوابت وار تھے حیرت مین سیار — جو تہا وہ جلوہ فرما بام پر رات
وہ آکر پہر گئے دم بہر نہ ٹھہرے — مرے گھر شام ہی سے تہی سحر رات

فروغ اوس زلف و رخ کے عاشقون کو
خبر کیا ہے کہ ہر دن ہے کہ ہر رات

لبون پر ہے دل بسمل کی حسرت — نکل او خنجر قاتل کی حسرت
لکھا تہا یون کہ دونون ساتھہ نکلین — ہماری جان کسیکی دل کی حسرت
چبھیگی دل مین مثل خار کب تک — خیال دوری منزل کی حسرت

دکھاتی کیا ہے دیکھیں آگے چلکر
ہماری سعی بیجا وصل کی حسرت

نہیں معلوم کسکی آرزو میں
سراپا بنگیا ہیں دل کی حسرت

جلاتی ہے ہمیں دربردہ یارب
یہ کسکی گرمیٔ محفل کی حسرت

بیاں کرتی ہے میرے دل کی روداد
کف افتادۂ ساحل کی حسرت

جو آئیں چودھویں کو وہ لب بام
تو دیکھو پھر مہ کامل کی حسرت

عداوت اونکے دل کی ہو گئی ہے
فروغ بے نوا کے دل کی حسرت

ہمنشیں گر ہے یہی دیدۂ تر کی صورت
کوئی دن میں نظر آئیگی نہ گھر کی صورت

نہ دکھائیگی اگر آج اثر کی صورت
کبھی دیکھونگا نہ میں آہ سحر کی صورت

کمر نازک جاناں سے لپٹ کر دل زار
کیا بنا ہے گرہ تار نظر کی صورت

نہیں معلوم کہ کیا حشر بپا کر دیتے
دیکھ پاتے مرے نالے جو اثر کی صورت

پردۂ گل میں جو تھا اوسکو نہ دیکھا بلبل
ہو گئی تیری تو رہزن گل تر کی صورت

صدمے دیکر مجھے دیکھا کہ ہے زندہ تو کہا
دیکھنا چاہیئے اب اسکے جگر کی صورت

حسن کے رعب نے اندر مجھے جانے نہ دیا
رہگیا در ہی پہ میں پردۂ در کی صورت

دوستو پوچھو نہ کچھ منزل مقصود کا حال
ترک جاں ہے یہاں آغاز سفر کی صورت

انتظار بت عیار میں مدت سے فروغ
در سے آنکھیں ہیں لگی حلقۂ در کی صورت

ایک مدت سے کھلی آنکھیں ہین در کی صورت
اپنا گھر جانکے آجاؤ نظر کی صورت

ذکر خورشید قیامت جو کیا واعظ نے
پھر گئی آنکھون مین اوس رشک قمر کی صورت

کوچہ گردی نہ کرو اتنی کہ چھپ جاؤ گے
ایکدن گرد یتیمی مین گہر کی صورت

جب بٹھایا ہمین تیغ بیٹھ گئی دل کیطرح
جب اوٹھایا تو اوٹھے درد جگر کی صورت

مر کے چاہا کہ چھوٹین عشق کمر سے لیکن
نظر آئی نہ عدم مین بھی مفر کی صورت

بزم مین پہونچی جو تیری نکہت گیسو تو رشک
جلگیا رشک کی آتش سے اگر کی صورت

گو خبر اپنی نہین مجھکو مگر اوسکے لئے
اوڑتا پھرتا ہون مین عالم مین خبر کی صورت

خط خورشید ذرا اور جو ہوتا باریک
تو مین کہتا کہ یہ ہے اونکی کمر کی صورت

شب مہتاب مین رہتا ہون مین بیتاب فروغ
اوسکی صورت سے جو ملتی ہے قمر کی صورت

گر پری دیکھے مرے رشک قمر کی صورت
ہو کے حیران کہے اللہ رے بشر کی صورت

چشم پر آب رہا کرتی ہے مثل شبنم
آپ ہنستے ہین بہت کیون گل تر کی صورت

حیرت حسن تو دیکھو کہ مری آنکھون مین
اشک تک ہلتے نہین آب گہر کی صورت

جیسے کی زیب کمر یار نے شمشیر ادا
دیکھنے مین نہین آتی ہے سپر کی صورت

اے رگ گل اسے کہتے ہین لطافت کہ کبھی
نظر آیا نہ کسیکو وہ نظر کی صورت

سیمبر کو مرے دیکھا تو کہا گل نے یہ شوخ
کاش آجائے مرے آغوش مین زر کی صورت

تیری تسبیح سی پڑھتا ہے غم دل زاہد
ہے یہی میر بھی صد پارہ جگر کی صورت

تنگئی بزم نے کیا کام کیا رات فروغ
کہ ہوئی مجھسے نہ کافر کو سفر کی صورت

ایک مدت سے کھڑا ہون مین شجر کی صورت
اب تو پردے سے نکل آ ؤ ثمر کی صورت

اوڑ گئے ہوش مرے دیکھکے مضمون عتاب
خط بھی کافر کا جو آیا تو خطر کی صورت

زیب پا رنگ حنا وان ہے یہان بار شن سنگ
ایک ہے پاے صنم اور مرے سر کی صورت

تو وہ قاتل ہے کہ گر سایہ فگن ہوگل پہ
اوسکا ہر برگ ہو خونریز تبر کی صورت

چلکے اُس کوچے مین پیوند زمین ہوجانا
ہے یہی اپنے سفر[ع] اور ظفر کی صورت

ہو حناے کف مشاطہ دلا خون ہوکر
زلف تک اُسکے ہے اک یہ بھی گزر کی صورت

دیکھکر حسن کی گرمی کو تیرے اے کافر
اوڑ گئے ہوش سمندر کے شرر کی صورت

اونسے کیا دل کو ہو امید ترحم جنکو
اُسکے نالون سے تنفر ہے اثر کی صورت

کیون نہ مطبوع جہان ہو تری دشنام ہی یا
تیرے ہر عیب مین ہے لاکھ ہنر کی صورت

بدگمانی میری سائل ہے رقابت تجھسے
کیون ہے پر شور نمکدان مرے سر کی صورت

کیا عجب ہے کہ خود اوڑکر یہ مرا نامہ شوق
وصل باز وے کبوتر سے ہو پر کی صورت

[ع] السفر وسیلۃ الظفر

لاغری اپنی سلامت رہے جس سے کہ فروغ
رہتی ہے پیش نظر اونکی کمر کی صورت

ردیف تائے ہندی

جب جانین ترا خوب ہے ای تیغ نظر کاٹ
اک وار مین داغ دل مضطر کی سپر کاٹ

موقوف ہوئی کیون نمک افشانی خندہ
للّٰلہ نہ عاشق کا حق زخم جگر کاٹ

ایک خلق ہے سرگرم فغان دیکھکے وہ رخ
اے غمزۂ رہزن تو رہ جذب اثر کاٹ

یون تیز چلے تیرے لب لعل کے آگے
طوطی کی زبان بہر خدا صورت پر کاٹ

کرتی نہین بلبل ادب گوش نزاکت
سر اوسکا تو اے خنجر برگ گل تر کاٹ

تاب نگہ شوق نزاکت کو کہان ہے
تو دشنۂ مژگان سے ہر اک تیر نظر کاٹ

اے ماہ ترے بام پہ ہے کسکی رسائی
تو مثل قمر رات کو بیخوف و خطر کاٹ

کہتا ہے بجا اوس سے فروغ اسکا و عارض
چلکہ چمنستان مین رنگ گل تر کاٹ

ردیف تای مثلثہ

باقی تھا کون کی یہ دوبارہ ادا عبث
سب جا چکے جہان سے آئی قضا عبث

وصل نگار ہجر سے بڑھکر ہی جانستان
رکھتی ہے تو امید اثر اے دعا عبث

دل مین وہ تاب اور وہ طاقت نہین رہی
اب اے نگاہ ناز یہ مشق جفا عبث

مین نے کہا کہ آپ تو ہین میری زندگی
بولے کہ زندگی سے امید وفا عبث

اوس بت نے بات بھی تو نہ کی تجھسے ایکدن
اے دل تو اُسکے واسطے کافر ہوا عبث

یکسان ہین مجھکو راحت و رنج اے ستم شعار
اب تجھکو قصد ہے مرے آزار کا عبث

مارے ہوئے کو مارنا بے سود محض ہے
کرتے ہو دل کیواسطے فکر سزا عبث

عقدہ ہے میرے دل کا وہ اے دست آرزو
کوشش پئے کشایش بند قبا عبث

شوخی کا زور شور اور اس دل کی چھیڑ چھاڑ
گستاخی ہو معاف یہ شرم و حیا عبث

مانند عمر رفتہ پھر آوان سے کب کوئی
قاصد کی بازگشت کا ہے آسرا عبث

کعبے کو گر مین جاؤنگا وان بھی تو سنگ ہے
پھر مجھکو بت پرستی سے ہے روکنا عبث

تم مجھسے بات کرتے ہو کیا کم ہے یہ اثر
کہتے ہو میرے نالے کو تم نارسا عبث

مقبول ہوچکی ہے دعاورد کی **فروغ**
کھاتی ہے اپنا خون جگر یہ دوا عبث

ردیف جیم معجمہ

خیر ہے مضطر بہت ہم آپکو پاتے ہین آج
اسقدر کیون حضرت دل آپ گھبراتے ہین آج

کیا کہین اے ہمنشین کیا بات ہے جو صبح سے
ہمکو سمجھاتا ہے دل ہم دل کو سمجھاتے ہین آج

کل تلک شیخ حرم تھے اپنے سب ہوش و حواس
کوچۂ زلف صنم مین ٹھوکرین کھاتے ہین آج

صبر دل مین اور دل سینہ مین کیون اے اضطراب
تو گرفتار قفس کیطرح گھبراتے ہین آج

تجھکو اے شوق شہادت ہو مبارک کام دل
جلوہ گاہ ناز مین وہ مجھکو بلواتے ہین آج

کس غضب مین جان ہے یارب کہین وہ سن نہ لے
حضرت دل اور کچھ ارشاد فرماتے ہین آج

ہوگیا شاید مصمم عزم میرے قتل کا
اُنکے انداز و ادا کچھ مجھسے شرماتے ہین آج

تیرا اے اندیشہ عذر نارسائی سن چکے
ہم ہی جا کر آپ اپنی خبر لاتے ہین آج

شرم سے کل تک اوٹھا سکتے نہ تھے ہمسے نظر
یہ ہمارے مہربان آنکھین جو دکھلاتے ہین آج

ساتھ چلتے ہو ہمارے اے **فروغ** خستہ جان
پہر دل گم گشتہ کو ہم ڈھونڈنے جاتے ہین آج

قدمون پہ گرا یار کے کٹکر مرا سر آج
کیا دل کی مہم تیغ نگہ سے ہوئی سر آج

نکلی عوض خون مرے زخمون سے شکر آج
کیا آب رہن سے تھی بجھی تیغ دو سر آج

کس شوخ کا یارب ہے تصور مرے دل کو
جو برق بنے ہین مرے آہون کے شرر آج

سرگرم صف آرائی ہے وہ لشکر مژگان
اے حضرت دل باندھیے مضبوط کمر آج

زاہد یہ قد یار قیامت سے ہے کیا کم
کیونکر نہین مجھکو ہے بھلا کل کی خبر آج

کس طرح سے نکلینگے رد جب لاکھون ہی آنکھین
اوس در سے لگی ہین صفت حلقۂ در آج

بے پردہ وہ بیٹھے ہین ادہر پھیر تو منھہ کو
دیکھین تو ہم اے مہر ترا لاف نظر آج

کچھہ بیخودی کچھہ زلف ستمگر کی کشش تھی
آخر کو چلا ہی گیا مین غیر کے گھر آج

کیون شکل سے اس دل کی تمہین ہو گئی نفرت
کیا آ گئی آنکھون مین **فروغ** اونکی نظر آج

تم دل کی طرح جاتے ہوئے ہوش کدہر آج
کچھہ کہتی ہے سمجھو تو لگاوٹ کی نظر آج

کیا تھا کہ جو لی آبلۂ دل کی خبر آج
اے خار رہ دوست چلے آئے کدہر آج

وہ آتے ہین اور تیغ بھی ہے زیب کمر آج
ظاہر ہے سبب پوچھین بھلا کیا کہ کدہر آج

اوس تیغ سے کچھہ عذر کیا تمنے تو واللہ
یا ہم نہین یا تم نہین اے گردن سر آج

ہر روز وہ اک تازہ ستم کرتے ہین ایجاد
کیونکر نہو ہر روز مرا کل سے بتر آج

کل دیکھینگے جب پردہ اوٹھائینگے وہ رخ سے
یون تو ہین بہت مدعی تاب نظر آج

نالے سے ہمارے تو عداوت تھی اثر کو
کیون آتے ہین تھامے ہوئے پھر دل وہ ادھر آج

اوڑتی ہوئی پھرتی ہے ابھی خاک ہماری
سمجھے تھے غلط ہم کہ ہوا ختم سفر آج

کیون صبح سے تصویر صفت بیٹھے ہو خاموش
کیا خواب مین دیکھا ہی مرا داغ جگر آج

وہ اونکو تماشا تو دکھا اے تپش دل
تکتی ہی رہے میری طرف اونکی نظر آج

تھامے ہوئے دل کو وہ **فروغ** آتے ہین دیکھو
کیونکر نہو شاکی مرے نالون سے اثر آج

ردیف جیم فارسی

اے مصور نہ یون تصویر بت بے پیر کھینچ
ہے مرا آئینۂ دل عکس کی تصویر کھینچ

قتل عالم گر ہے منظور نظر بے شور و شر
شرمگین آنکھون مین سرمے کی ذرا تحریر کھینچ

جان نکل جاویگی صدمے سے ابھی اے چارہ گر
پوچھکر میرے دل مجروح سے تو تیر کھینچ

اوس بت کافر کے سنگین دل کو از بہر خدا
بنکے مقناطیس ہی اے آہ بے تاثیر کھینچ

زاہد آیا ہے جو تو بہر نماز عاشقان
نالہا اے گرم جا کے نعرۂ تکبیر کھینچ

ناتوان ہون دم نکلجائے نہ نالے کیطرح
اے خیال زلف آہستہ مری زنجیر کھینچ

دم گھٹا جاتا ہے دونون کا ترحم چاہیئے
نالہ کھینچون مین ادھر اور تو ادھر شمشیر کھینچ

زاہدون کی شیخیان ابتو سہی جاتی نہین
مثل مے اونکا بھی دل ای میکدے کو کھینچ

اس دل مضطر پہ ہے حال پریشان رحم کر
اسکی تسکین کے لئے اوس زلف کی تصویر کھینچ

کسقدر اپنے دل سنگین پہ اسکو ہے گھمنڈ
مجھسے کہتا ہے کہان تو آہ پرتاثیر کھینچ

عمر ساری کٹ چکی و دو ایک دم باقی ہین صرف
طول تنا اب تو اے شوق کی تحریر کھینچ

ہے نشانہ سامنے یعنی کہ وہ ہے سامنے
ترکش دل سے **فروغ** اک آہ کا تو تیر کھینچ

ردیف حاے حطی

دل مین کچھ ایسی بسی ناوک مژگان کیطرح
کہ نکلنے لگے نالے مرے پیکان کیطرح

مجھسے ملجائیے جسطرح ملے ہین دونون
میری قسمت کیطرح آپ کی مژگان کیطرح

غم کسیطرح نکلتا ہی نہین کیا کیجے
جم گیا ہے دل ناشاد مین ارمان کیطرح

زلف جانان کے مشابہ ہے بہت حال مرا
یعنی دونون ہین سیہ شام غریبان کیطرح

اپنی بربادی ہوئی مدنظر کیون یارب
نکہت زلف کو میرے سروسامان کیطرح

جوش وحشت یہ رہا ہمکو کہ دامن کے سوا
دامن دل بھی تھا صدچاک گریبان کیطرح

خوف سے کسکے یہ سب آہ و فغان ہین مردہ
دل تو آباد ہے پر شہر خموشان کیطرح

چشم پرخون کا ہی یہ فیض کہ دامن سے مرے
باغبان سیکھنے آتے ہین گلستان کیطرح

کیا زمانہ ہے تری زلف سیہ فام کا واہ
کفر محبوب دل خلق ہے ایمان کیطرح

اوس ستم کیش سے امید وفا رکھتا ہون
مین بھی نادان ہوا ہون دل نادان کیطرح

خون عاشق تو نصیب اوسکو نہین پر یارب
لعل نے کیسی اوڑائی لب جانان کیطرح

خوب جا پہنچا تو شب ہجر مین اس دل کا مرے
کوئی غمخوار نہ تہا سوزش پنہان کیطرح

چہیڑتا ہے مجھے ہر وقت یہ ہو بہو فروغ
دل نے بھی سیکھی ہی کیا غمزۂ خوبان کیطرح

ردیف خاے معجمہ

نہین ہے خندۂ گل کی اگر صدا گستاخ
تو گوش یار نے پہر اوسکو کیون کہا گستاخ

حیا حجاب تحمل مین کسطرح ٹھہرے
کرشمہ شوخ نگہ چلبلی ادا گستاخ

ادب سے کام نہ نکلا جو کچھ بھی اس دل کا
تو اضطراب کی مانند ہو گیا گستاخ

پسین تو ہم تہ سنگ جفا یہان اے چرخ
ہو سبز باغ دکہا کر وہان حنا گستاخ

نہ مانگون بوسہ تو کہتے ہین ہو گیا ہے غرور
جو مانگتا ہون تو کہتے ہین ہو گیا گستاخ

کشان کشان لیے آتی ہے واعظ کو سوے میخانہ
یہ دختر رز بھی ہے کسدرجہ ساقیا گستاخ

لیے تو جاتی ہے اونکی ادا مین ڈرتا ہون
دل خراب ہے میرا بہت بڑا گستاخ

وہ اوسکو توڑ کے رکہتے ہین ہاتھ کانون پہ
شکست شیشۂ دل کی ہی کیا صدا گستاخ

جبین زلف یہ کیون چین ہے بوسہ لینے سے
اسینی تو دل مضطر کو کر دیا گستاخ
یعنے زلف نے ۱۲

یہ شوخیان دل مضطر مین پہلے کب تہین فروغ

کسیکی زلف کی صحبت مین ہوگیا گستاخ

ردیف دال مہملہ

نہ پوچھہ کچھہ سبب نالہ و فغان صیاد
نہ سن سکیگا مرے غم کی داستان صیاد

یہ میرے نالے نہ کیونکر ہون خونفشان صیاد
دل و جگر مین بہت زخم ہین نہان صیاد

تپان ہون اسلیئے ابتک کہ زخم پنہان پر
خیال خندۂ گل ہی نمک فشان صیاد

قفس کی قید کا مین غم کرون معاذ اللہ
جناب عشق کا پہلا ہے امتحان صیاد

نہین خیال رگ گل کا نیش زن ہے اگر
تو پھر یہ کیون ہے خلش دل کے درمیان صیاد

برنگ گل ہمہ تن گوش تو اگر ہو جائے
تو کچھہ سناؤن تجھے اپنی داستان صیاد

امید رحم مین اے دل عبث ہے گریہ و آہ
کہین ہوا ہے کسی پر بھی مہربان صیاد

قفس مین ہوگا خدا جانے حال کیا میرا
ہوا ہون دام مین پہنستے ہی نیمجان صیاد

خیال گل کا اوڑاتا ہے ہوش بو کیطرح
میرے سکوت سے ہونا نہ سرگران صیاد

چمن مین خوف خزان تہا یہان ہے رنج فراق
فراغ تہا نہ وہان کچھہ مجھے نہ یہان صیاد

بنا دیا مجھے تونے ہی سخت جان ورنہ
یہ زندگی مری اور ہجر بوستان صیاد

مین نالہ کرتا ہون تو دیکھہ آسمان کیطرف
جو میرے غم کا ہے منظور امتحان صیاد

خیال گل ہے جو ہمدم تو مین سمجھتا ہون
قفس ہے قصر مرا اور پاسبان صیاد

چمن سے ضد ہی تو رکھہ دے قریب شمع قفس
اوسیکے گل سے کہین دل ہو شادمان صیاد

فروغ بلبل دل کا خدا ہی حافظ ہے

زمین ہے دام بلا اور آسمان صیاد

عقل کو دیوانہ ہم سمجھے قدح نوشی کے بعد
ہوشیاری ہم مین کیا آئی ہے بیہوشی کے بعد

کسقدر آتی ہے مجھکو شرم جب آتا ہے یاد
منفعل ہونا کسیکا میری خاموشی کے بعد

آج کچھ بیطرح کانون سے لگی ہے اوسکی زبان
کیا بپا کرتی ہے آفت دیکہین سرگوشی کے بعد

چپ جو رہتا ہون تو دیتی ہین ہزارون گالیان
کیا گزک پاتا ہون مین صہباے خاموشی کے بعد

عید تو ملتے ہو مجھسے پر ہے یہ مد نظر
کچھ کہیگی آرزوے دل ہم آغوشی کے بعد

سر کا کٹنے سے بڑہا ہے کسقدر اپنا وقار
چار کے کاندہے چڑہے ہین ہم سبکدوشی کے بعد

پی تو لینے دے ذرا زاہد ہمین پہر پوچھنا
ہوش ہوتے ہین بجا رندونکے مے نوشی کے بعد

اے زلف یار مشک سے بڑہکر ہے تو پسند
ہے سبکو یہ پسند مری موبمو پسند

حورا کو حور تدرو کو مہ مجھکو تو پسند
عالم مین اپنی اپنی ہے اے خوبرو پسند

اے غم نہ مجھکو جان نہ تن عیش خو پسند
اک دل مجھے پسند ہے جسکو ہے تو پسند

ملتی ہوئی ہے کچھ دل بیتاب سے مرے
پروانے کی ہے مجھکو بہت آرزو پسند

یہ اپنا اپنا ذوق ہے اے تیغ ناز یار
پانی ترا مجھے تجھے میرا لہو پسند

باتین وہی کریگا تمہاری نگاہ سے
جسکو زبان تیغ کی ہے گفتگو پسند

کل بھی ہے کیا تمہارے کسی خستہ جانکا دل
چاک اون کا اپنے اوسکو نہین ہے رفو پسند

کیونکر کریگا غیر ہمارا مقابلہ
ذلت ہمین پسند اوسے آبرو پسند

مشکل پسندی دل نادان نے جان لی　　یعنی کہ اوسکے منہ کی ہے تیری آرزو پسند

ہمنے تو چاک دامن دل کے لئے فروغ
تار رگ جگر سے کیا ہے رفو پسند

ردیف ذال معجمہ

اتنی نہوگی آپکو جہوٹی قسم لذیذ　　جتنا ہے مجھکو دست حنائی سے سم لذیذ
بوسہ تمہارے رخ کا میسر نہو جسے　　گر مین کہون ہے میوۂ باغ ارم لذیذ
چھڑکا نمک جو تیرے تبسم نے ای ملیح　　کیا ہوگیا کباب دل پر الم لذیذ
آنے سے خط کے دل لب شیرین سے ہٹ چلا　　قند سیہ نبات سے ہوتا ہے کم لذیذ
کیا پڑگئی نظر کوئی اپنی ادا او نہین　　جو کہتے ہو ہین آج کہ ہوتا ہے سم لذیذ
لکھا جو وصف اُس لب شیرین کا ہوگئی　　شاخ نبات سے بھی زبان قلم لذیذ

یہ ذوق کا تمہارے ہے نقصان اے فروغ
جو اوسکی گالیون کو سمجھتے ہو کم لذیذ

ردیف رای مہملہ

وہان جانا ذرا اے دل سمجھکر　　تڑپتے ہین جہان بسمل سمجھکر
خیال یار کی بہی خو ہے نازک　　ذرا او اضطراب دل سمجھکر

کبھی بند قبا کھولا نہ اوسنے ہمارا عقدۂ مشکل سمجھکر
چلے ہین حضرت دل شل بسمل تپش کو رہبر کامل سمجھکر
عطا ہو کچھ تو ہمکو دل کے بدلے حساب دوستان در دل سمجھکر
وفور ضعف سے نالے بھی تا لب نہین آتے کڑی منزل سمجھکر
یہ زخم دل ہے خندان کسقدر آج زبان خنجر قاتل سمجھکر
لیے جاتا ہون وان ہمراہ دل کو خطاب ناز کے قابل سمجھکر
وہ شمشیر قضا کا گھاٹ نکلا جہان اوترے تھے ہم ساحل سمجھکر
گلوئے عاشقان بھی ہے ادبگاہ ارے او خنجر قاتل سمجھکر
کسی بسمل کو جب وہ دیکھتے ہین بناتے منہ ہین میرا دل سمجھکر
ابھی پردے مین گو وہ رخ ہے لیکن ادھر آنا مہ کامل سمجھکر
بتون کی شان ہین لله واعظ کہا کر کچھ حق و باطل سمجھکر

دم دیدار کر لیتے ہین ہم بند
فروغ اس آنکھ کو حائل سمجھکر

کل ہمین غش آگیا دل کا تڑپنا دیکھکر آپ ہی بیخود ہوئے اپنا تماشا دیکھکر
مین تو کچھ کہتا نہین لیکن بھرا ہے مجھکو غم کیا کہیگا تمکو عالم حال میرا دیکھکر
عذر بارش سد راہ مدعا ہو جائیگا اب ذرا اے چشم تر آنسو بہانا دیکھکر
کسقدر بیتابیٔ دل پر ہجوم آہ و فغان دل بھی حیران تھا سر و سامان بنا دیکھکر

کوئے قاتل کا تماشا رات دیکھا ہمنے خوب
کسقدر ہمپر کرم کرنے لگے اسرار غیب
سرو اور شمشاد کیا ہین فتنہ ہائے روز حشر
ناگوار طبع کیونکر طعنۂ اغیار ہو
اسقدر سوئے کہ چونکے صبح محشر تک نہ ہم
اب جفاؤن کی شکایت ہر کسی سے ای فروغ

دیر تک ٹھہرے رہے تھے حشر برپا دیکھکر
فکر مضمون کمر کا دل مین آنا دیکھکر
اپنی جا مین کھوئینگے اوسکا سراپا دیکھکر
خود ہنسی آتی ہے ہمکو حال اپنا دیکھکر
شام نا فرجام فرقت کا تماشا دیکھکر
ہم نہ کہتے تھے ذرا دل کو لگانا دیکھکر

اب عبث ہی شکوہ اوس پردہ نشین کا ای فروغ
پہلے اوسکو دل دیا تھا آپنے کیا دیکھکر

ہر دم دہن زخم سناتا ہے بیان اور
جز شمع سحر تجھکو ہے کیا مجھہ پہ گمان اور
کس ناز سے آجاتی ہے تن مین مرے جان اور
واعظ بھی ارشاد تو موسیٰ کو ہوا اچھا
ابتک نہین دیکھی قدر انداز قضا کی
کرتا ہون ادب ناصح نادان کا بھی مین
آنکھون سے مرے بہگیا خون ہوکے دل زار
کیا فہم رسا ہے کہ لگاتا ہے دہن تیر
سمجھیگا نہ تو ضد نکر اے قاصد نادان

پاتا ہے جو ہر دم ترے ناوک سے زبان اور
کیون مجھکو جلاتا ہے تو اے سوز نہان اور
جسوقت وہ جلا دستے کہتا ہی کہ ہان اور
ارباب ادب اور ہین اور سوختہ جان اور
ان ابرو و مژگان کے سوا تیر و کمان اور
کچھہ مجھہ پہ کرم کیجئے اے پیر مغان اور
پھر کون ہے پہلو مین مرے گرم فغان اور
کہتا ہون مین جب بھیج کوئی راحت جان اور
عالم کے مکان اور ہین اور اوسکا مکان اور

نادان ہی رہا صورت بلبل دل شیدا
آیا نہ کوئی اسکو ہنر غیر فغان اور

وہ گالیان لکھتے ہین ہمین اونکی تنا ہم
ہے رسم محبت کی بیان اور وہان اور

ہوتا ہی غضبناک وہ تاثیر سے اوسکی
کرتا ہے اوسے آگ مرا سوز نہان اور

معدوم ہی ہی اوسکی کمر اور بہی موجود
عنقا کا نشان اور ہے اور اوسکا نشان اور

وہ تیغ زبان تیغ بکف آتا ہی اے دل
آئی تیرے سمجھانیکو لے ایک زبان اور

جان لیتے ہو اک بوسہ پا کے عوض اسجان
ہے جنس گرانمایہ کرو اسکو گران اور

دیکھی مرے اک نالے کی تاثیر تو تمنے
آجاؤ بس اب ورنہ مین کرتا ہون فغان اور

فطرت سے فروغ اونکی جو آگاہ ہے یہ دل
وہ لطف بہی کرتے ہین تو کرتا ہے گمان اور

شیخ نصاحت کیجیے باتین نہ ایمان چھوڑ کر
کون جاتا ہی حریم کوے جانان چھوڑ کر

بے سبب آتے نہین ہین جاب کو وان چھوڑ کر
ہم خبر لیتے ہین یون جاسوس پنہان چھوڑ کر

حسن نے کس گل کے یارب یہ جنون پھیلا دیا
بلبلین صحرا کو جاتی ہین گلستان چھوڑ کر

دیکھیے اب کس ادب سے ہم کلیسا کیطرف
سر کے بل جاتے ہین یا اہل ایمان چھوڑ کر

تو ہی بتلا دے ہمین پہر خدا اے چشم شوق
اشک جاتے ہین کہان دامان مژگان چھوڑ کر

دیکھکر صورت مری وحشتکدے کے تیر یار
کسقدر گھبرا کے بہاگا دل ہے پیکان چھوڑ کر

ایک تو پردہ نشین وہ دوسرے نازک مزاج
ایدل اوسکے در پہ جاتا ہان آہ و افغان چھوڑ کر

عشق گر صادق ہے تو جان زلیخا کیطرح
چاہیے زندان کو جانا قصر و ایوان چھوڑ کر

ہر رگ و پے بہی رسن کیطرح وقف پیچ و تاب
ہوگیا ہے حال یہہ چاہ زنخدان چہوڑکر

ایکدم کو رم نہین وہ ہوتے مثل غزال
کیا ہی سیکہا طرز حیوان وضع انسان چہوڑکر

عشق صادق جب سمجہتے ہم کہ جب ہمراہ گل
بلبلین بازار کو آتین گلستان چہوڑکر

روبرو اوس فوج مژگان کے ٹہیر سکتا ہی کون
ترک گردون ہٹ گیا سو بار میدان چہوڑکر

جسکے دامن کی تمنا مین ہوے ہین خاک ہم
اوسکے قدمون کو کہان جائین ہم ایجان چہوڑکر

اوسکی گر تصویر بہی تو دیکہہ لیگا ناصحا
لیگا پہر اپنا گریبان میرا دامان چہوڑکر

تم نہ کہنا ماننا پاس اثر کا اے فروغ
سخت وحشت ہوگی شغل آہ و افغان چہوڑکر

چہٹے ہم ہستی سے ہو ہم غم سے فنا ہوکر
ہمارا ساز راحت بنگیا اب بے صدا ہوکر

بہت سستا چہٹا یہ دل حساب روز محشر سے
شہید خنجر بے رحمئی ناز و ادا ہوکر

مرے خون گشتہ ارمانون کی قسمت مین لکہا تہا
کہ زیر پاے محبوبان رہین رنگ حنا ہوکر

بہار حسن جانان تک رسائی اپنی گر ہوتی
تو بوے زلف مشکین کو اوڑا لاتے صبا ہوکر

نہین وہ ہاتہ ڈوپٹا زیب تن ہے اوس ستمگر کے
ہمارا زخم دل یہ رنگ لایا ہے ہرا ہوکر

کرم کرتے ہین مجہپر اونکی عشوے بہی اکثر
کبہی تیغ جفا بنکر کبہی تیر قضا ہوکر

محبت نے عجب تاثیر بخشی ہے مرے دلکو
شکایت بہی جو نکلی ہے تو نکلی ہے دعا ہوکر

فروغ اتنا تردد تمکو اب زیبا نہین ہرگز
غلام خاندان سید ہر دوسرا ہوکر

عیان ہے رنگ سے چہرے کے جسم و جان کی خبر
غبار جستہ سے پاتے ہین کاروان کی خبر

یہ بے خبری ہے تپ غم سے خانۂ تن مین
جگر کو دل کی نہ دل کو ہے جسم و جان کی خبر

دم نشانہ آہی نہ اضطراب کرے
اوڑی ہے طائر دل کی بہر امتحانکی خبر

یہ بند و بست شہ ناز نے کیا ہے وہان
کہ خواب مین بھی نہ آئے یہان وہان کی خبر

ہمارے زخم جگر کہل رہے ہین سن سنکر
تبسم لب لعل نمک فشان کی خبر

ہم ایسے محو ہوئے دیکھکر کسے یارب
کہ تن کا ہوش نہ باقی رہا نہ جانکی خبر

کسیکے راز کا یہ پاس حفظ ہمکو رہا
کہ دل سے بھی نہ کہی ہمنے اپنی جانکی خبر

رہا اسیر ہمیشہ وہ عندلیب ہون مین
قفس کی پوچھ لو مجھسے نہ آشیان کی خبر

ہمارے نالے اگر کچھ بھی یاوری کرتے
تو ہم بھی لیتے ذرا دور آسمان کی خبر

چمن مین شور ہے صحرا مین ہو کوہ مین غل
کہان کہان نہ گئی میری داستان کی خبر

نہ شور رعد ہے یہ بے سبب نہ گریۂ ابر
گئی ہے چرخ پہ شاید مرے فغان کی خبر

نہ دیجیے چمن کوے یار سے نسبت
سنا ہی کیجیے بس گلشن جہان کی خبر

فروغ اوس سے کوئی بات چھپ سکے کیونکر
کہ جسکی جنبش ابرو ہو اک جہان کی خبر

کہلے بند قبائے یار کیونکر
الٰہی ہو کشود کار کیونکر

ملی شانے کو زلف یار کیونکر
ملا اسکو فسون مار کیونکر

ہوائے نفس ہے طوفان سے بڑہکر
الٰہی ہوگا بیڑا پار کیونکر

بتو کچھ خوف بھی اللہ کا ہے
سہے اک جان ہزار آزار کیونکر

قیامت سے ہی بڑھکر قامت یار
نہ ڈھاے آفتیں رفتار کیونکر

نزاکت اور حیا دونوں ہیں مانع
کرے جنبش لب اقرار کیونکر

ہیں سنکر تجھسے واعظ حور کا وصف
کرونگا اون سے آنکھیں چار کیونکر

یہ گیسو اور ہر اک تار اُسکا ایسا
نہ ٹوٹیں سبحہ و زنار کیونکر

بتا اے نافۂ تاتار تجھکو
ملی یہ بوے زلف یار کیونکر

جو کہتا ہوں کہ مرجاتے ہیں عاشق
تو کہتا ہے بت عیار کیونکر

چراغ داغ دل ٹھیرا ہے یارب
حضور مار زلف یار کیونکر

رقابت کے ہیں باعث بس یہی بت
ملینگے کافر و دیندار کیونکر

چلو صحرا میں دیکھو خون سے میرے
رگ گل بنگئے ہیں خار کیونکر

یہیں کی ہے میری مٹی یہیں کی
چھوٹیگا مجھسے کوئی یار کیونکر

وہ سنکر غم مرا ہنسکر یہ بولے
ذرا پھر ہاں فروغ زار کیونکر

ردیف زاے معجمہ

کیا پوچھتے ہو چاک دل زار کے انداز
سب آپکے ہیں روزن دیوار کے انداز

دیکھے ہیں ہر اک ملک کی تلوار کے انداز
کچھ اور ہی ہیں ابروے خمدار کے انداز

مین کسکو بتاؤن کہ لیا کسنے مرا دل
ایک ایک سے بڑھکر ہین ستمگار کے انداز

جان آگئی تن مین ترے آواز قدم سے
رفتار مین بھی ہین تری گفتار کے انداز

کیونکر نہو محشر سے جہان درہم و برہم
کچھ سیکھے ہین اوسنے تری رفتار کے انداز

کسطرح کرے بات کوئی چشم سے اُسکی
دیکھو تو ذرا غمزۂ خونخوار کے انداز

دیکھا تو خطا کچھ بھی نہ پائی گئی دل کی
خود کھینچتے تھے طرۂ طرار کے انداز

حیرانی و بیخوابی نرگس سے عیان ہین
کیا صاف ترے طالب بیدار کے انداز

اے چرخ ترا ناز بیجا ہے کہ یہ انجم
کچھ رکھتے ہین افشان رخ یار کے انداز

وان مجھکو ٹھہرنے نہین دیتے سگ دربان
پہچانتے ہین طالب دیدار کے انداز

زاہد ہے تجھے سنگ در دیر کی حاجت
ہین سر مین ترے شیشۂ پندار کے انداز

قابو مین کسیطرح **فروغ** اب نہین آتا
کیا سیکھے ہین دل نے بت عیار کے انداز

ردیف سین مہملہ

زاہد چلو تو اوس بت کافر ادا کے پاس
پہونچو گے ایک شان سے مین اُسکی خدا کے پاس

غم ہے تمہارا میرے دل با وفا کے پاس
جسطرح عیش دل ہے تمہاری جفا کے پاس

گل نے کیا ہی اپنا گریبان جو چاک چاک
کسکے بدن کی بو تھی آئی صبا کے پاس

سودا ہوا ہے کیا تجھے اے دل کہ بار بار
جاتا ہے دوڑ دوڑ کے زلف دوتا کے پاس

آتی ہے تجھسے بوی کباب اے فغان مجھے
کیا دل گیا تھا آتش رنگ حنا کے پاس

اے تیر غمزہ کسلیے کاوش ہے اسقدر
جز درد کچھ نہین ہے دل مبتلا کے پاس

کسدرجہ بدگمان ہے کہ مجھ پہ لگا کے تیر
پھر دیکھتا ہے غور سے وہ مجھکو آکے پاس

جاتی ہے جان زار عجب شوق و ناز سے
شاید کہ اونکی تیغ ادا ہے قضا کی پاس

اے دردِ یار مجھسے نہو بدگمان ذرا
جاتا نہین ہے وہم بھی میرا دوا کے پاس

گھر بیٹھے دیکھتا ہی اوسے چشم داغ سے
کیا دوربین ہے مرے دل مبتلا کے پاس

کیون ناامید کرتے ہو دل کو تم اے فروغ
شوخی بھی ہے کھڑی ہوئی شرم و حیا کے پاس

یون دل چلا ہے ترک کی تیغ جفا کی پاس
محتاج جیسے جاتا ہے حاجت روا کی پاس

اے دل تو پھر چلا اوسی زلفِ دوتا کی پاس
جاتا ہے جان بوجھ کے کالی بلا کے پاس

کیا ہوشیار ہے دلِ نادان بکار خویش
جاتا ہے بنکے آئینہ اوس خودنما کے پاس

نالے نے اوسکے پردۂ محمل اولٹ دیا
پہونچا جو وہم میرے فغان کا درا کی پاس

زاہد تم اپنی مسجدِ اقدس کی راہ لو
جاتا ہون دیر کو مین بڑے رہنما کے پاس

پھنستے ہین جان بوجھ کے مرغان عقل و ہوش
پھندا عجیب ہے تری زلف دوتا کے پاس

اوس بت نے قتل کرکے کہا مجھسے دیکھ لو
جاتے ہو تم ہماری بدولت خدا کی پاس

رہتے ہین دست بستہ یہ بت اوسکے روبرو
اعجاز یا کہ سحر ہے یارب حنا کے پاس

آتے ہین روز جن و ملک سر کے بل یہان
کیا نقش ہے عجیب ترے نقش پا کے پاس

دنیا کا گرد دل کے فروغ آئے کیون خیال
کیا کام دیر کا حرم کبریا کے پاس

ردیف شین معجمہ

کل تھی نالے سے مرے بلبل نالان خاموش
آج ہے سارا گلستان کا گلستان خاموش

ہے کوئی بات زبان سے وہ کہے یا نہ کہے
ورنہ یون جلتی کہڑی شمع شبستان خاموش

ذکر محبوب کا ہر حرف ہے اک راز صبا
نہ سنین کان بہی میرے ارے نادان خاموش

گل کہان اور کہان وہ رخ رشک گلزار
یا وہ گویا نہ کرے بلبل نالان خاموش

کیا ادا ہو گیا شمشیر ادا کا کچھہ شکر
کیون ہوا ہے دہن زخم نمایان خاموش

آج کس بلبل شیدا کا سنا ہے نالہ
ہے جو غنچے کی طرح وہ گل خندان خاموش

پہر گیا ہو نہ کہین آ کے وہ شوخ آخر روز
آج ہے شام سے جو شمع شبستان خاموش

پاسبانی شب زلف کا منصب ہے تجہے
پہر تو کس واسطے ہے اے دل حیران خاموش

اس سبب سے کہ خموشی ہے جواب جاہل
مین تری بات پہ ہون ناصح نادان خاموش

واعظا چھینٹون سے تیرے نہین ہونگی کبہی
ایک ذرہ بہی مری آتش پنہان خاموش

شور کرتے تہے جو کل گلشن ہستی مین بہت
آج جاتے ہین سوے شہر خموشان خاموش

کچھہ بتاؤ تو فروغ آپکا کیا حال ہے آج
بیٹھے کس سوچ مین ہو سر بگریبان خاموش

ردیف صاد مہملہ

زور پر ہے خنجر قاتل کی حرص
خوب نکلیگی ہمارے دل کی حرص

دل طلبگار سکون ہے عشق مین
مور کو طوفان مین ہے ساحل کی حرص

صبر سے ملنے نہین دیتی کبھی
دل کی دشمن بنگئی ہے دل کی حرص

دل تڑپتا ہے مرا بہر وصال
ایک ہی ہے اوسکی اور بسمل کی حرص

بوسۂ لب مانگتا ہون دمبدم
کیا بڑہی ہے مطلب مشکل کی حرص

عشق ہے دریاے ناپید اکنار
کشتئ دل کو ہی کیون ساحل کی حرص

ہوگئی چکّر کی عادت مثل چرخ
اب نہین ہے راحت منزل کی حرص

آتشین رخ سے اولٹ دیجے نقاب
ہے اگر کچھہ گرمئ محفل کی حرص

دیکھکر کاسے کو مری چشم کے
کہتے ہین اللہ رے اس سائل کی حرص

اوس سے دعوی عشق کا اے بوالہوس
چھوڑ دے اس دعوئ باطل کی حرص

کام مین سستی نہ کرنا چاہیئے
دل کی حسرت بنتی ہے کاہل کی حرص

آج کر لو تم جو کرنا ہو فروغ
کل ہوا ہو جائیگی یہ دل کی حرص

ردیف ضاد معجمہ

ہمکو تو ہے فقط سخن یار سے غرض
اقرار سے غرض ہے نہ انکار سے غرض

زاہد ہے تجھکو جبّہ و دستار سے غرض
مجھکو ہی اوسکی زلف کے اک تار سے غرض

اونکی بلا سے کوئی مرے یا کوئی جئے
پرسش سے کچھہ نہ کام نہ بیمار سے غرض

میٹھی نہ بات کہئے تو گالی ہی دیجیے
اک حرف کی ہے لعل شکربار سے غرض

قدمون پہ اونکے آپڑہ گرتی ہے بار بار
نکلیگی خاک کاکل دلدار سے غرض

دل ہر معاملے مین بہت ہوشیار ہے
اسکو ہے کچھہ وکیل نہ مختار سے غرض

کیا ہو گیا ہے ہمکو کہ سب حال جانکر
رکھتے ہین پھر اوسی بت عیار سے غرض

لو پہونکتے ہین جامہ ہستی کو اپنی ہم
پھر اور کیا ہے آہ شرربار سے غرض

اکدم کو خواب ہی مین مرے پاس آئین وہ
اتنی ہے مجھکو طالع بیدار سے غرض

ہوتا ہے ہمکو حشر کا ہر روز سامنا
رکھتے ہین جب سے آپکی رفتار سے غرض

کچھہ دست بیکشان کو نہین اعظون سے کام
ہان کچھہ ہے اونکے جبّہ و دستار سے غرض

دل کو خیال چشم صنم بے سبب نہین
درپردہ کچھہ ہے مردم بیمار سے غرض

ہوتی تھی کیا ہی لطف سے اپنی بسر فروغ
جبتک نہ تھی ہمین بت عیار سے غرض

ردیف طای مہملہ

گو میرے ساتھہ نسبت تقصیر ہے غلط
لیکن نہین کہونگا کہ تعزیر ہی غلط

مین اور گلا ترا بت بے پیر ہے غلط
واللہ مثلِ شکوۂ تقدیر ہے غلط

تقدیر ہی مین اپنی شہادت نہین لکھی
اونکی طرف سے قتل مین تاخیر ہے غلط

اکدم نہ میرے دل کا کبھی غم غلط ہوا
لاف و گزاف نالۂ زنجیر ہے غلط

گو وہ نہ آئے تیر تو یہ اونکا آگیا
کہتا ہے کون آہ کی تاثیر ہے غلط

کچھ اور ہی ہین ابروو مژگانِ دلربا
کہنا ادسے کمان اسے تیر ہے غلط

کیون حرف رکھین ہم خطِ رخسارِ یار پر
کیسے کہین نوشتۂ تقدیر ہے غلط

جبتک نہ آپ چہرے سی پردہ اوٹھائینگے
کیونکر کہینگے ماہ کی تنویر ہے غلط

تاخیر مقتضائے ترحم ہے اے **فروغ**
وہ ترک اور قتل مین تاخیر ہے غلط

ہو مثل تیرا اے بتِ بے پیر ہے غلط
یان تک کہ کھچ سکے تیری تصویر ہے غلط

کوئے صنم کی خاک سیکو نہ جب ملی
کہنے لگے کہ نسخۂ اکسیر ہے غلط

کہتے ہین سنکے شکوۂ ہجران بہت صحیح
لیکن ہمارے وصل کی تدبیر ہے غلط

سنبل ہین طبیب پیچ و خمِ دلربا ہین سب
پر یہ کہ مثلِ زلفِ گرہگیر ہے غلط

ممکن نہین کہ شوخی سی وہ کھینچ سکے کبھی
واللہ مین نہ مانونگا تصویر ہے غلط

زاہد قسم خدا کی ترا قول سر بسر
مانند وعدۂ بت بے پیر ہے غلط

بیشک **فروغ** اُس رخِ روشن کے سامنے
ماہِ فلک کا دعوی تنویر ہے غلط

ردیف ظاے معجمہ

وعظ مین ذکر مے بہی لا واعظ — آ دیتا ہمکو بہی مزا واعظ

دیکہہ غصہ مین پہکیا واعظ — چل زیادہ نہ مغز کہا واعظ

انتہا کا ذرا خیال رہے — آپ بنے کی ہے ابتدا واعظ

گرچہ بیخود ہین پر سمجہتے ہین — سب ہے باتین نہ تو بنا واعظ

دینگے قاضی کو ہم ضرور سزا — اسمین فتوی ہے کیا ترا واعظ

دیکہو چلکر بہشت روے صنم — ذکر دوزخ کا تا کجا واعظ

سنتے جاتے ہین رند سب تیری — کوئی ساعت مین دیکہنا واعظ

کیا کہون کرچکے ہین کیا تجویز — رند بیکش تری سزا واعظ

راہ مسجد کی بہول جائیگا — ہو ہمارا نہ رہنما واعظ

بیکشون پر گمان بیہوشی — ہوش کی اپنی کر دوا واعظ

کان مین رکہکے پنبۂ مینا — نہ سنونگا سخن ترا واعظ

دختر رز کے حسن کو اب دیکہہ — حور کا ذکر کر چکا واعظ

نعرۂ میکشان کو سنکے فروغ
کچہہ تو سمجہا جو چپ ہوا واعظ

ردیف عین مہملہ

خاک ہو جلکر ابہی مثل پر پروانہ شمع — اگر زبان پر لاے کچہہ دل کا مری افسانہ شمع

کیا کیسکی زلف و رخ دونون پہ شیدا ہو گئی
رکھتی ہے زنار بھی اور سبحۂ صد دانہ شمع

روئے روشن سے ذرا اپنے اوٹھا دیجے نقاب
بھول جاسے دیکھکر تا ناز معشوقانہ شمع

کچھہ اشارہ خندۂ جان بخش لبکا ہے ضرور
ورنہ یون ہنستی کبھی محفل مین بیباکانہ شمع

ترک ہستی ہی نہین رہتی ہے غافل یکدم
کیا ہی مانندِ دلِ بیدار ہے فرزانہ شمع

دیکھیے تاثیر الفت اور پاس اتحاد
کیسی روتی ہے بروے لاشۂ پروانہ شمع

خانۂ زنبور سے نکلی نہ تھی باہر ہنوز
عشق مین تیرے تھی مضطر صورت پروانہ شمع

دیکھہ لے زاہد تو اس رد شندلی کا مقتضا
رہتی ہے یکسان میان کعبہ و بتخانہ شمع

جلکے آخر کہہ دیا پروانے نے بھی اے **فروغ**
آشنا جور سے ہے اور مہر سے بیگانہ شمع

دیکھے تو گر کاکل و خال رخ جانانہ شمع
دام دل ہو جا ترے اشک کا پروانہ شمع

دیکھہ او پروانہ مین بھی کسقدر ہون دل جلا
دود بنکر اوڑ گئی سنکر مرا افسانہ شمع

حسن کی حیرت سے جنبش بھی تو کر سکتی نہین
کیا مجال آ ئے تیری محفل مین گستاخانہ شمع

کرکے قالب کو تھی مانند فانوس خیال
دے رہی ہی گرد تیرے جلکر اے جانانہ شمع

بے ثباتی دیکھکر اس ہستی موہوم کی
بھرتی ہے اشکون سے اپنی عمر کا پیمانہ شمع

گلشن محفل مین جب سے آپ ہین رونق فزا
رکھتی ہی نظرون مین حکم سبزۂ بیگانہ شمع

اس شب تاریک مین دل کسکے استقبال کو
داغ سے لیکر چلا ہے مشعل صاحبخانہ شمع

حسن ذاتی ہے نہین محتاج آرایش ذرا
زلف تو رکھتی ہی اور رکھتی نہین ہے شانہ شمع

جب مسلم ہے کہ ہین معشوق سنگین دل فروغ
کیون نہین پہر ڈالتی کلگیر مین دندانہ شمع

ردیف غین معجمہ

زخمون پہ زخم کہائی ہین دل نے سوا ہے داغ
بُستان سرا ہی ہے یہ دولت سرای داغ

ہے زندگی کا لطف یہی دیکہنا ذرا
اے ناخن ہلال کہین مٹ نہ جائے داغ

اٹہتے ہی دل کو بلبل شیدا بنا دیا
اب آگے چلکے دیکہئے کیا گل کہلائے داغ

کرتا ہے رشک جامۂ دلدوز دلبران
کس درجہ میرے دل پہ ہے زیبا قبائے داغ

سوزش کا کچہہ نہ چارہ ہوا آہ سرد سے
ہان کچہہ بسر رشک گرم نے دل سے چہوڑا داغ

کیا باغ باغ ہوتے ہین وہ سنکے اسکا غم
اس دل نے جلکے عشق مین چراغون پہ کہائی داغ

یان تک جلایا آتش فرقت نے ہمکو آہ
ہین شعلہ زن تنور جگر مین بجائے داغ

یہ مہر ہے قبالۂ الفت کی دیکہنا
ہان اے گداز قلب کہین بہہ نہ جائے داغ

کہئے یہ کیسکے حسن کی گرمی سے اے فروغ
روشن چراغ طور ہے دل مین بجائے داغ

نہین ہے آپ اے جان جان ہوتے نہین فارغ
تو دیکہ جان ہوتے ہین تقاضی سے ہمین فارغ

ہوا جو فلک سے جا کے دل زیر زمین فارغ
بحمد اللہ ہوا مشکل سے یہ اندوہگین فارغ

ادہٹا دو جلد یہ پردہ خدا کیواسطے رخ سے
خلش سے وہم کی تا ہو دل اہل یقین فارغ

خرام ناز سے کہدے ذرا اے ذوق بیتابی
کہ مدت سے ہی بیٹھا یہ دل گوشہ نشین فارغ

غم جانان کی یارب مجھسے کیونکر ہوسکی خاطر
نہ فرصت ہے مرے دل کو نہ یہ جان حزین فارغ

کسیکے رحم کی مانند ہم جاتے ہین عالم سے
شکن کی کشمکش سے اب تو ہو بیٹھا جبین فارغ

تمہارے نکہت گیسو کے دورے مین ہوا یجان
ستم سے اپنی خونریزون کے سب آہوی چین فارغ

معاذ اللہ ہٹکانا پھر کہان تھا ہمسے رندونکا
غم امت سے ہوتے گر شہ دنیا و دین فارغ

رسالت گر نہوتی ختم اوس شاہ دوعالم پر
تو پھر کسطرح ہوتے حضرت روح الامین فارغ

تو وہ ہے مظہر کل نقاش حسن کا جسکو
بنا کر ہو گیا اب دست صورت آفرین فارغ

فروغ اس کشمکش سے دہر کی ہرگز نہ گھبرانا
بھلا دیکھا کسیکو تمنے دنیا مین کہین فارغ

ردیف فاے تازی

ممکن نہین کجی سے کبھی باز آئی زلف
سو بار گرچہ مصحف عارض اوٹھائی زلف

دیر و حرم مین بھی نہ کوئی اس سے بچ سکا
پہونچی کہان کہان یہ کمند رسائے زلف

ہونا تھا ہمکو کشور آشفتگی کا شاہ
پڑتا تھا ہم پہ سایہ بال ہماے زلف

دیتے ہین اسکو سر پہ جگہہ مہر خان دہر
اللہ رے شان شانہ کہ حاجت رواے زلف

کیا تھی خبر کہ سنبل گلزار حسن ہے
ہوگا دلون کے خون سے نشو و نماے زلف

کیونکر نہ اپنے جامے سے باہر ہو حسن یار
پہنے ہوئی ہی عارض جانان قباے زلف

پرسش وہ مرے حال پریشان کی پہر کرے
پہلے تو اپنی بگڑی ہوئی کو بنائے زلف

دل ہی نہین رہا کہ خریدار جور ہو
کہدو دکان ناز کو اپنی بڑہائے زلف

اندازہ اوسکے طول کا ممکن نہین فروغ
ہے انتہائے عمر ابد ابتدائے زلف

عشوہ کہتا ہی کہ مین ہون اونکی مژگان کیطرف
جور کا ہونا بجا ہے تیغ بران کیطرف

کسکو دیتے ہین شراب اور کسکو کرتے ہین کباب
دیکھتے ہین آج ہم ساقی کے ایمان کیطرف

شرح بیداد جنون کی کیا ہی صاحب احتیاج
دیکھئے مرے ذرا جیب و گریبان کیطرف

جب ہوئی روز ازل تقسیم ہر اک چیز کی
شوخیان رکہی گئین رفتار جانان کیطرف

کچہہ تو درد ہجر مین لذت ہے ورنہ کسلئے
دل ہمارا رخ نہین کرتا ہے درمان کیطرف

ہے یہی جا ادب اے بسمل نا ہوشمند
ہاتہہ کیون بڑہنے لگا قاتل کے دامان کیطرف

واہ رے جذب محبت کسقدر رستے کرے راہ
بوگئی تہی پیرہن کی پیر کنعان کیطرف

شیخ صنعان جیسے سنئے یون ادا کیجے نماز
منہہ ہو قبلے کیطرف دل کوئی جانان کیطرف

ایدل غمناک شب کے کام سے غافل نہو
کان ہین فریاد رس کے آہ و افغان کیطرف

ہوش اوڑ جاتے ہین میرے اے فروغ ناتوان
دیکہتا ہون جب مین تیرے بار عصیان کیطرف

ردیف قاف معجمہ

کون کہتا ہے ناتوان ہے عشق
ناز اوٹہاتا ہے پہلوان ہی عشق

روز کیطرح سے عیان ہی عشق ۔۔۔ راز کیطرح سے نہان ہی عشق

خلق کی راز دان ہے تو اے عقل ۔۔۔ اور خالق کا رازدان ہے عشق

پک رہے ہین کباب لخت جگر ۔۔۔ میزبان دل ہے مہمان ہی عشق

جسطرف چاہے وہ اوڑا لیجاے ۔۔۔ کشتیٔ دل کا بادبان ہے عشق

اپنے اوپر بھی اعتبار نہین ۔۔۔ آہ کسدرجہ بدگمان ہے عشق

اے دل خستہ صبر کر کچھہ اور ۔۔۔ ابھی سرگرم امتحان ہی عشق

کیون نہ باہم ہو اتحاد دلی ۔۔۔ ان بتون کا مزاجدان ہے عشق

دیکھہ لو چیر کر مرے دل کو ۔۔۔ پوچھتے کیون ہو تم کہان ہے عشق

کیا کہون باعث ہجوم بلا + ۔۔۔ آج کل مجھہ پہ مہربان ہے عشق

نام منزل وہ لے نہین سکتا ۔۔۔ جسکا سالار کاروان ہے عشق

حرف کیونکر ہو باریاب بیان ۔۔۔ بے دہان حسن بے زبان ہے عشق

مانگئے خیر جان و دل کی فروغ
دلربا حسن جان ستان ہے عشق

ردیف کاف تازی

یہ دل بسمل صفت تڑپے کہان تک ۔۔۔ تپش تو ہی اسے پہونچا دے وان تک

تڑپنے کی بھی کوئی حد ہے آخر ۔۔۔ کہانتک اور دل بسمل کہان تک

نہ کیونکر خونفشاں نکلے مری آہ
جراحت زار ہے دل سے زباں تک

معاذ اللہ یہ کافر ادائین
سجائیگا کوئی ایمان کہاں تک

نہ جانے پاسے ہاں آسخت جانی
یہ جان زار وقت امتحان تک

وہ مطلب ہون کہ گر سمجھے مجھے دل
تو جلکر خاک ہوجائی زبان تک

کرین کیون شکوہ حرمان ہم ایدل
ہماری آہ جاتی ہے وہان تک

قفس کا لطف کہتا ہے نہ جانا
تصور مین بہی ہرگز آشیان تک

زبان تیغ بہی تو تہک گئی آہ
کوئی اس دل کو سمجہائے کہان تک

خبر پاتے ہین ہم نالون سے اونکے
لگا ہے تار برقی یان سے وان تک

یہ لپکا قتل کا اللہ اکبر
نہین ہے اوس گلی مین پاسبان تک

رہ مقصود کا اللہ رے طول
ہوا شل توسن عمر روان تک

فروغ اس ضعف کا دیکہو تو تم زور
نہ اوٹہا آتش دل سے دہوان تک

تواضع سے ہے نفرت اونکو یان تک
کہ شل تیر ہے اونکی کمان تک

زمین کو آسمان کہنے لگی خلق
بڑہی مشق ستمگاری یہان تک

حجاب اب آپکو کس واسطے ہے
نہین ہے میرے ہستی کا گمان تک

تماشا دل کا دکہلاتے ہوئے ہم
لے آئے اونکو کل اپنے مکان تک

سر پر نور تیری ہے یہ معراج
جو پہونچے اونکے سنگ آستان تک

نہین ہے ضعف سے ہستی یہ پیری
نہین آتا ہون تنہا مین وہان سے
سہت باتین بنا ئین تو نے واعظ
اثر لیکر مدد اتنی تو اسوقت

گمان سایۂ موئے میان تک
مرے ساتھہ آئی ہے حسرت یہان تک
ذرا چل حضرتِ پیر مغان تک
کہ پہونچے میرا اک نالہ دہان تک

فروغ اس دل کی ہے اب مدت وفت
مثال سایہ دیوار بُستان تک

ہے یون ترچھی نظر او بت پُرفن کب تک
عشق اوٹھا دیگا کسی دن رخ روشن سے نقاب
رحم اے ذوق ہم آغوشی خورشید لقا
مستی ملتے تو ملی پر ہین حیا سے خاموش
چشم سے پوچھہ تو اے دل تجھے منظور ہی کیا
یاد مین زلف کی ہی جان حزین لب پر گرہ
رحم کر آج کہ کل کو نہو افسوس تجھے
اے دل خانہ خراب اب تو نکل سینے سے

اور پہر او سپہ یہ ستم مرے دشمن کب تک
شعلۂ حسن چھپیگا تہ دامن کب تک
آتش شوق و تمنا مین جلی تن کب تک
دیکھیئے اب یہ کہلے غنچۂ سوسن کب تک
اشک گلگون سے رہے تر مرا دامن کب تک
اے تمنائی دل و دیدہ یہ اولجھن کب تک
اے مراد دل مشتاق یہ جوبن کب تک
دوست رکھون مین تجھی جان کے دشمن کب تک

مردم دیدۂ محجوب سے پوچھو تو فروغ
نہ اوٹھیگی صف مژگان سے یہ چلمن کب تک

ردیف کاف فارسی

لاتے ہین روز تازہ رخ و زلف یار رنگ
دیکھینگے جو دکھائینگے لیل و نہار رنگ

عالم مین چار فصل کے ہوتی ہین چار رنگ
پان میرے ایک دل کے ہین ہر دم ہزار رنگ

کہتے تھے ہم تو آپکے دامان ناز سے
لائیگا ایک روز ہمارا غبار رنگ

کیا بوے پیرہن نے کسیکی اوڑا دیا
چہرے سے کاروان کے برنگ غبار رنگ

کیسی قبا کہ پردون مین چھپتا نہین کبھی
کیا شوخ ہی بدن کا ترے گلعذار رنگ

آئینے مین وہ روے عرقناک دیکھکر
کہتے ہین کیا ہمارا بھی ہے آبدار رنگ

گر میکدے مین اوس لب میگون کا ذکر ہو
ہوجاے مثل ہوش کے مے کا فرار رنگ

کلیون سے اپنی کیسا اوڑاتا ہے بلبلو
خون چمن کا دامن ناز نگار رنگ

دیکھا ہے ہمنے گل کو ملا کر بہت فروغ
پھیکا ہے اوسکا پیش رخ گلعذار رنگ

جسوقت وان حنا کا ہوا آشکار رنگ
لایا یہان عجیب دل بیقرار رنگ

بے یار کار نشتر الماس کر گئی
لائی کچھ اور ہی رگ ابر بہار رنگ

جو چاہتے ہو کرتے ہو مانند آسمان
تم دیکھتے نہین ہو زمانے کا یار رنگ

جلجائیے کچھ تو گرمی حسن نگار سے
اس بخت کا بھی اے مرے پروردگار رنگ

تاثیر آہ اب تری حاجت نہین رہی
شوخی سے ہو چلا ہے حیا کا فرار رنگ

لیلی پہ زور شور نہوگا کبھی نصیب
میرے جنون کا قیس اوڑاے ہزار رنگ

ہانی نہ رہنے دیگی اثر شوخی ادا
بھرتا ہے کیون شبیہ مین تو بار بار رنگ

دیکھو تو آب رنگ گل داغ اے فروغ
اوس پر فدا ہے آب چمن اور نثار رنگ

ردیف لام

تنہا چلا گیا طرف کوے یار دل
سوچا نہ کچھہ بھی دیکھیئے انجام کار دل

رہتا ہے ابر زلف مین بھی بیقرار دل
کیا برق ہو گیا مرے پروردگار دل

سنگ جفاے یار نے کیا ہی کیا ہی کام
ایک دل کے ایک دم مین بنائے ہزار دل

پڑہتا ہے کفر زلف کا کلمہ خدا سے ڈر
کیا تجھکو ہو گیا مرے پرہیزگار دل

دیکھین پسند کرتی ہے کسکو نگاہ ناز
اس تیر کے ہین سیکڑون امیدوار دل

مین چاہتا ہون ترک تعلق بتون سے اب
زاہد تو دیدے اپنا ذرا مستعار دل

بجلی کی بیقراری ہے گرد اُسکے سامنے
لایا ہے کوے یار سے کیا اضطرار دل

نسبت نہین ہے اُس رخ رنگین سے کچھہ اسے
یہ لالۂ چمن ہے کوئی داغدار دل

اے صبر تجھسے یہ نہ رکیگا کسیطرح
گھوڑے پہ آب ہوا کے ہوا ہی سوار دل

آیا ہے اُسکے زخم کو کچھہ سینے کا خیال
ورنہ ہے تیغ ناز سے کیون شرمسار دل

پہلو مین ایک لحظ ٹھہرتا نہین کبھی
گویا وہ گلعذار ہے یہ بیقرار دل

پہونچا دے جان زار کو تا زلف و روے یار
اے شہسوار ابلق لیل و نہار دل

روتی ہے جب یہ آنکھہ بامید رحم یار
ہنستا ہے مثل زخم کے بے اختیار دل

راز نہان ہم اپنا کہین کس سے اے فروغ
جان بیوفا ہے اور ہے بے اعتبار دل

دل آئینہ ساں ہے صفائی کے قابل
کوئی اسمین ہے خودنمائی کی قابل

نہین مر رو دل ہے جدائی کے قابل
یہ محبوب ہے آشنائی کے قابل

غم یار آتا ہے لے جان جا تو
یہ مہمان ہے پیشوائی کے قابل

شکست دل زار لے رحم جانان
ابھی تک ہے کچھ مومیائی کی قابل

گذرگاہ ہے چاک دل اوسکے غم کا
یہ کوچہ ہے ہر دم صفائی کی قابل

اسیران گیسو کو چھوڑو نہ ہرگز
یہ مجرم نہین ہین رہائی کے قابل

شرارت دل زار تیری ہے ورنہ
ہمین کیا تھے بے اعتنائی کی قابل

ادا میرے بت کی نہ سمجہین ذرا بھی
جو ہون جمع ساری خدائی کی قابل

جو لے ہاتھ مین کاسہ سر کو اپنے
وہ ہو اسکے در کی گدائی کی قابل

نہین اے خرد کوئی اس راہ مین ہے
جنون کے سوا رہنمائی کی قابل

ابھی تک تو دیکھا نہین کوئی بلبل
فروغ آپ کی ہمنوائی کے قابل

ردیف میم

گئے دل کیطرح یارب کدہر ہم
کہ پہر آئے نہ ابتک اپنے گہر ہم

بچائیں کسطرح جان وجگر ہم / اودہر فوج مژہ تنہا ادہر ہم

خدائی کا تماشا دیکھنے کو / چلے ہین بنکے خود پیغامبر ہم

چلے مسجد سے سوے بتکدہ آج / بہت مدت مین آئے راہ پر ہم

چکائینگے دل وکاکل کا جھگڑا / کرینگے آج قصہ مختصر ہم

اودہر غصہ ادہر سے بیقراری / وہ آتش بنگئے ہین اور شرر ہم

دل اور عشوے نے ہین جھگڑا ہو رہا ہے / کہو کسکی کہین بولین کدہر ہم

نہین ملتی ہے فرصت تجھسے اے دل / وگرنہ اپنی کچھہ لیتے خبر ہم

تجھے معلوم ہے کیون تجھسی پہلے / بجھے جاتے ہین او شمع سحر ہم

برنگ شعلۂ غیر از بیقراری / نہین رکھتے ہین کچھہ زاد سفر ہم

خبر لین کسطرح تیری دل آزار / اوڑے پہرتے ہین خود مثل خبر ہم

پڑا ہاے اپنا کلمہ ہر طرح سے / ترے بس مین ہین او کافر نظر ہم

یہ غفلت کیا قیامت کر رہی ہے / نہین رکھتے ہین کچھہ کل کی خبر ہم

فروغ اوس تیغ ابرو کا ہے ایسا
جو ہاتھون پہ لئے پہرتے ہین سر ہم

جگر کہولا کئے ہین میدان کارزار ہین ہم / کہڑے ہین ناوک مژگان کے انتظار ہین ہم

خدا کیواسطے اے چشم شوخ توہی بتا / یہ تنکے چننے لگے کسکے انتظار ہین ہم

ہمارے حال کا جز غم نہین کوئی پرسان / بسے ہین آکے الٰہی یہ کس دیار ہین ہم

تم اپنے غم کو ذرا آ کے دیکھہ لو صاحب
کہ کیسے رکہتے ہین اس جان بیقرار مین ہم

کہین گئے دل کی حقیقت ذرا ذرا دم وصل
اگر ذرا بہی رہے اپنے اختیار مین ہم

ہوا نہ وصل میسر شباب مین افسوس
چمن سے دور رہے موسم بہار مین ہم

عجیب ڈہب سے رہے ساتھہ اپنے یوسف کے
لپٹ رہے تھے پس کاروان غبار مین ہم

جو اور جیتے تو جز اسکے اور کیا کرتے
کہ رہتے بیٹہکے نظر چشم انتظار مین ہم

فروغ تمسے وہ آنکھین ملائینگے کیونکر
بسے ہوئے ہین بہت دن سے چشم یار مین ہم

جا کے اوس محفل مین پہلے شمع سان روتے ہین ہم
جلکے پہر پروانہ اسا آپ کو کہوتے ہین ہم

آرزو پر اپنی ہنستے ہین کبہی بے اختیار
اور اس بے اختیاری پر کبہی روتے ہین ہم

ناصح نادان وہ بہتر ہے ہزارون جان سے
ایک جان زار کو جسکے لئے کہوتے ہین ہم

جان فدا دست قاتل جسکی اک تکلیف سے
پاؤن پہیلا کر بڑے آرام سے سوتے ہین ہم

چشم و دل لڑتے ہین جب اونکے سوا دنا بہم
فیصلے کیواسطے تجویز تب ہوتے ہین ہم

بے وفائی ان گلون کی دہر مین مشہور ہے
وائے نادانی کہ انپر جان کو کہوتے ہین ہم

وہ نہین آتے تو کرکے ترک الفت اے فروغ
اپنی جان غمزدہ پر مہربان ہوتے ہین ہم

ردیف نون

دل مین آتے ہی ستم آموز جانان ہوگئین
آہ دل کی آرزوئین دشمن جان ہوگئین

آنکھین دکھلائین تھین کل تک اوسکی دربان نے فقط
آج کلمیخین ہی در کی چشم دربان ہوگئین

ترک ایمان کی کوئی تدبیر اے ناصح بتا
سب ادائین اوس بت کافر کی ایمان ہوگئین

کسقدر جان بخش ہے اوسکی نگاہ شرمگین
جسقدر پیکانین جگر مین تھین رگ جان ہوگئین

بھگیا آنکھون سے خون ہوکر دل آفت پسند
میری اونکی مشکلین جتنی تھین آسان ہوگئین

مجھکو اس شکل فقیر اللہ نے کیا نادم کیا
خواہشین سب دل کی چہرے سے نمایان ہوگئین

آگیا آغوش مین آنکھون کے جب وہ نازنین
میری مژگان شانۂ زلف پریشان ہوگئین

چارہ سودا کیا کچھہ اونکی چشم لطف نے
یعنی نظرین بخیہ چاک گریبان ہوگئین

ذوق ایمان لیچلا تھا دیر سے باہر مجھے
پر ادائین کفر کی دست و گریبان ہوگئین

تیرے ابرو مین وہ ماہ نو کہ جسکے شوق مین
سیکڑون عیدین تیرے کوچہ پہ قربان ہوگئین

سایہ بھی اوس مہروش کا ہے مسیحائے زنان
سنگ در تک کے گئین دیکھو رگ جان ہوگئین

آہ کیا کیا صورتین جنپر تھا زیبائی کو ناز
صورت تار نظر نظرون سے پنہان ہوگئین

کسکی صورت بسگئی آنکھون مین جو کہتے ہین سب
میری آنکھون کو کہ یہ یوسف کا زندان ہوگئین

بے اجازت نقش پا کا بھی نہ لینگے بوسہ اب
جو خطائین ہوگئین آئے دست جانان ہوگئین

جتنی محرابین تھین مجھکو یاد آئے ابروے یار
سب ترے باعث سے گرد طاق نسیان ہوگئین

حسن کی گرمی سی یا گرمی سے بزم ناز کی
مچھلیان بالون کی تیرے دیکھہ بریان ہوگئین

آہ وہ نیچی نگاہین ترک آہو چشم کی
دل کے حق مین پنجۂ شیر نیستان ہوگئین

اشتیاق دید ابرو مین جو دل پہونچا وہان
دیکہتے ہی اسکو بس تلوارین عریان ہوگئین

ہوگیا سینہ مشبک اپنے ہی ہاتہون سے آہ
اونگلیان ہاتہون کی اپنی تیر و پیکان ہوگئین

کیا ہوئین یارب وہ زیبا صورتین جنمین سے دو
تیری قدرت کے مہ و خور مین نمایان ہوگئین

خواب مین کل دیکہکر اوسکی نزاکت کو فروغ
آرزوئین جسقدر تہین سب پشیمان ہوگئین

ہمین دیکہو ہم کیا ستم دیکہتے ہین
وہ تیغ ونکو اور اونکو ہم دیکہتے ہین

یہ کس چشم مخمور کا ہے زمانہ
کہ ہم جام کو رشک جم دیکہتے ہین

وہین لوٹ جاتے ہین ابرو کے شیدا
لکہا جب کہین لفظ خم دیکہتے ہین

ٹہکانے لگے جان وہ آئین ادہر تو
یہی راہ مدت سے ہم دیکہتے ہین

دعا چاہین سائل سے دشنام دیکر
نیا وان کا طرز کرم دیکہتے ہین

حرم والے کہتے ہین اللہ اللہ
جو اوس بت کا جاہ و حشم دیکہتے ہین

نصیبون سے بیٹہے ہوئے تبکدے مین
ہم اے شیخ شان حرم دیکہتے ہین

جو دیکہے تری تیغ ابرو کو دم بہر
کسی مین نہین ہم یہ دم دیکہتے ہین

نہین تو نے بہی دیکہنے ہین وہ ادائین
سراپا مین تیرے جو ہم دیکہتے ہین

نہ کیونکر ہون اس راہ مین پاؤن زخمی
دم تیغ پر ہم قدم دیکہتے ہین

ارے عشق یہ کیا ہے جو نیک و بد کچہہ
نہ وہ دیکہتے ہین نہ ہم دیکہتے ہین

نہین دیکہہ سکتی ہے چشم فلک بہی
ان آنکہون سے جو کچہہ کہ ہم دیکہتے ہین

یہ زاہد خجل کیسے ہوتے ہین واللہ
جب آداب بیت الصنم دیکہتے ہین

ستم کیا کیا تو نے اے آئینہ یہ
کہ ہم اونکی آنکھون کو نم دیکھتے ہین

سبب پوچھ لیتے ہین ہم رشک دیکھو
جسے مبتلائے الم دیکھتے ہین

یہی ہے جو شوق کمر ہمکو تو ہم
کوئی دم مین ملک عدم دیکھتے ہین

یہ کس گل کی بو سے زمانے کا ہر دم
فروغ اور ہی رنگ ہم دیکھتے ہین

ادائین ہم تری او خنجر قاتل سمجھتے ہین
سمجھ کو اپنی ہم اسواسطے کامل سمجھتے ہین

اونہین کو عشق مین او قیس ہم کامل سمجھتے ہین
جو درد دل کو اپنے لیلی محمل سمجھتے ہین

جگر تشنہ ہی تو زاہد شراب ناب کوثر کا
ہم اوسکو درد آب خنجر قاتل سمجھتے ہین

گذر کر وادی دل مین تو ہم آئے قیس بتلائین
ذرا اوسکو کسے لیلی کسے محمل سمجھتے ہین

زبان لوس ہمدمین کی ہی کلید اسواسطی اے دل
کشود قفل مطلب کو ترے مشکل سمجھتے ہین

ٹھہر جاتا ہی جب یہ دل غشی ہی یا کہ حیرت ہے
تو یہ نا فہم سب اوسکو سکون دل سمجھتے ہین

الٰہی یہ نزاکت یا کوئی غمزہ ہی جس سے وہ
تصور مین بھی آنیکو کڑی منزل سمجھتے ہین

فقط اک نالۂ بلبل ہے شاہد اسلئے اے گل
ترے اس دعوئ خوبی کو ہم باطل سمجھتے ہین

برنگ شمع کیونکر بزم سے مجھکو اوٹھنے دین
وہ میرے سوز دل کو گرمئ محفل سمجھتے ہین

دل مضطر تجھی کیونکر وہان ہم ساتھ لیجائین
تپش کو تیری گستاخی مین داخل سمجھتے ہین

چمن گو خلد ہو لیکن تمہارے دیکھنے والے
جہنم کسطرح کب سیر کے قابل سمجھتے ہین

فروغ اس عاشقانہ عارفانہ نظم کو سنکر

جو اہلِ دل ہین تمکو میرزا بیدل سمجھتے ہین

مرے نالے بھی تیری طرح اے دلبر نکلتے ہین
کہ ڈھاتے ہین قیامت دل سے جب باہر نکلتے ہین

پہونچکر کوے قاتل مین نہ گھبرانا دلِ مضطر
بڑے خوش قسمتون کے دم وہان جاکر نکلتے ہین

یہ کس رشکِ پری کی یا الٰہی آمد آمد ہے
کہ صبر و ہوش دل کے ساتھہ سب ضبطِ دل نکلتے ہین

عجب وحشتکدہ ہی میرا سینہ بھی معاذ اللہ
کہ جس سے ناوکِ جانان بھی گھبراکر نکلتے ہین

کہان سے خون تک لاؤ عزیز جو آنکھون سے جاری ہو
یہ ارمانِ دلِ شوریدہ خون ہوکر نکلتے ہین

وہ مجنون ہون کہ مثلِ طفل مرقد کیطرف میرے
جوان و پیر ہاتھون مین لیے پتھر نکلتے ہین

تم اپنے حسن کی صاحب خبر لو خط کی آمد ہے
اوڑیگا جلد یہ شہباز دیکھو پر نکلتے ہین

دہان یار کا چرچا ہوا ہے جب سے گلشن مین
تو غنچے شرم سے پاتک اوڑھ کر چادر نکلتے ہین

جگر پر کسقدر احسان کیے ہین تیرِ مژگان نے
کہین پیدا ہین ایسے آشنا پرور نکلتے ہین

سخنور جانتے ہین کاوشِ فکرِ مضامین کو
کہ کس مشکل سے بحرِ دل سے یہ گوہر نکلتے ہین

فروغ اللہ اکبر اب تو نالے آپ کے دل سے
نگاہِ نازِ خوبان سے بھی نازان تر نکلتے ہین

نہ اونکے رخ کو نہ اونکی نظر کو دیکھتے ہین
ہم اپنے نالۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین

الٰہی خواب مین دیکھا ہی کسکو ہمنے رات
کہ آج لوگ ہماری نظر کو دیکھتے ہین

یہ رشک دیکھو کہ پیش از جوابِ نامۂ شوق
بغور ہم نظرِ نامہ بر کو دیکھتے ہین

الٰہی غیر کے بھی جذب مین اثر ہے کیا
کبھی ادھر کو کبھی وہ اودھر کو دیکھتے ہین

یہ چشم شوق ہی اسکی نظر سے گرم بہت
حضور کیون مرے داغ جگر کو دیکھتے ہین

تمہارے عشق مین اے جان ہم ایک مدت سے
رقابت دل و جان و جگر کو دیکھتے ہین

شب وصال جو آئی تو شام ہی سے ہم
ہر ایک سمت سے جوش سحر کو دیکھتے ہین

تن نزار کو پہونچائیگی وہان کیونکر
ہم آج یاوری چشم تر کو دیکھتے ہین

امیدوار ہی اونکی شب وصال کے کیا
نگاہ قہر سے روے سحر کو دیکھتے ہین

صبا بہی دل کیطرح وان کا عزم رکھتی ہے
ہم اسکے حوصلۂ بال و پر کو دیکھتے ہین

وہ چشم و لب کو مرے دیکھکر یہ کہتے ہین
کہ اپنے عہد کے ہم خشک و تر کو دیکھتے ہین

یہ سخت جانی تو دیکھو کہ بیٹھے بیٹھے ہم
نہ دیکھنا ہی کسیکا ادہر کو دیکھتے ہین

وہ پہیر لیتے ہین کیا کیا بنا کے منہ اپنا
جو اونکو دیکھکے شمس و قمر کو دیکھتے ہین

الٰہی خیر کہ ترچھی نظر سے آج وہ پھر
فروغ خستہ و خونین جگر کو دیکھتے ہین

اب تک وہی ہے درد دل بیقرار مین
ورنہ ہے کیون تپش رگ سنگ مزار مین

نکلی جو جان زار اسی اضطراب مین
ہوگا محال اپنا ٹھہرنا مزار مین

باد صبا سنبھال کی رکھنا یہان قدم
آتشکدے نہان ہین ہماری غبار مین

تا دیر وقت ذبح نہ دیتا نکلنے مین
جان حزین جو ہوتی مرے اختیار مین

اے دل خفا نہو سخن چشم یار سے
مستون کی بات آتی نہین ہے شمار مین

یہ پشت خاک اور یہ یارائے سرکشی
پنہان ہے شہسوار کوئی اس غبار مین

بلبل نے کسکے عارضِ رنگین کو دیکھکر
چھوڑا چمن کو عین کمال بہار مین

کرتا ہون اپنا رشتۂ جان نذر مین ترے
اے گلفروش کیجیو صرف اونکے ہار مین

جھوٹے بنا بنا کے سنائے پیام وصل
کیا کیا فریب دل کو دیے ہجر یار مین

کہیئے تو کچھہ فروغ یہ جھگڑا تھا رات کیا
آہ شرر فشان و دل بیقرار مین

ترا ہم پاس خاطر او ستم ایجاد کرتے ہین
یہ نالے ورنہ بڑھکر تجھسے بھی بیداد کرتے ہین

جب اونکے دفتر حسن نگہ کو یاد کرتے ہین
تو ہم صل علی سے لیکے اوس پر صاد کرتے ہین

اسیرانِ قفس پر کیا ستم صیاد کرتے ہین
کہ حکم ذبح دیتے ہین جو وہ فریاد کرتے ہین

تغافل کی تلافی جسکے مشرب مین جفا ٹھیری
اوسی بدکیش کو افسوس پھر ہم یاد کرتے ہین

فدا کیونکر نہون ہین خنجر بیداد قاتل پہ
جب اسکو دیکھتے ہین وہ تو مجھکو یاد کرتے ہین

اونھین کا گھر تھا یہ دل اور اونھین نے کردیا ویران
اونھین کے غم سے پھر اس گھر کو ہم آباد کرتے ہین

کہان ہے او خیالِ خوے نازک دیکھہ تو آکر
بہت اب شوخیان یہ نالہ و فریاد کرتے ہین

دل اپنا اونکا قیدی ہے غم اونکا اپنا قیدی ہے
نہ وہ آزاد کرتے ہین نہ ہم آزاد کرتے ہین

خیالِ رشک کچھہ ہے اور کچھہ ہے بیم رسوائی
اسی خاطر اونھین ہم دل ہی دل مین یاد کرتے ہین

مہ و خور سے تو پوچھہ یہ دل کوئی دیکھا نظیر اوسکا
بہت مدت سے سیر عالم ایجاد کرتے ہین

سمجھتا ہے ہمارا خندۂ زخم جگر اوسکو
تبسم کرکے زیر لب جو وہ ارشاد کرتے ہین

تحمل پر ہمارے طعن ہے او تہمت خامی
کہین بھی پختہ مغزان جنون فریاد کرتے ہین

فریب عشوہ پردے مین زیادہ کارگر ہوگا ۔ کہ زیر خاک پنہان دام کو صیاد کرتے ہین
کبھی رہتی ہے ہمسے دیکھیے تصویر بھی جسکی ۔ اوسیکی یاد سے ہم دل کو اپنے شاد کرتے ہین
خدا خوشنود رکھے نالہ و فریاد و زاری کو ۔ ہماری بیقراری کی بڑی امداد کرتے ہین
نمایان ہو چلا ہے خط عارض اوسکی صدقے مین ۔ سنا ہے قیدیان زلف کو آزاد کرتے ہین
وہ مانے یا نہ مانے ضبط کی طاقت نہین ہم مین ۔ بیان مدعا ہم ہرچہ بادا باد کرتے ہین

فروغ اونکو ہوا ہے شوق پھر گلگشت گلشن کا
جو رنگِ گل کو مثل بوے گل برباد کرتے ہین

دل و دین تو ناز و ادا مانگتے ہین ۔ وہ خود دیکھیے مجھسے کیا مانگتے ہین
محبت مین کامل ہمی ہین جہان مین ۔ کہ تجھسے نہ تیرے سوا مانگتے ہین
ہین ایک وہ کہ بت مانگتے ہین خدا سے ۔ اور ایک ہم کہ بت سے خدا مانگتے ہین
کیا ہجر نے ناتوان ہمکو ایسا ۔ کہ آہ رسا سے عصا مانگتے ہین
خدا جانے ہمکو مرض کیا ہوا ہے ۔ کہ دشمن سے اپنی دوا مانگتے ہین
ہوا حال زار اپنا ایسا کہ وہ بھی ۔ مرے حفظِ جان کی دعا مانگتے ہین
شہیدون کا پھر خون بہا و ادا سے ۔ وہ تمسے بھی خونبہا مانگتے ہین
گدائی ملے اوسکے کوچے کی ہمکو ۔ نہ دولت نہ دولت سرا مانگتے ہین
سنبھلنے نہ دے جو کہ تا روز محشر ۔ وہی مے تو ہم ساقیا مانگتے ہین

فروغ اونکے ناز و ادا سے تو پوچھو

کہ اب اپنے کشتون سے کیا مانگتے ہین

رہِ الفت مین سامان پر نظر رکھتے نہین
ہم صبا کیطرح کچھہ ساز سفر رکھتے ہین

تیغ وہ کسطرح باندہینگے کمر رکھتے نہین
اور باندہی بہی تو کیا عشاق سر رکھتے نہین

رشک کے باعث سی ہم خود وان گزر رکھتے نہین
اسلئے حاجت تری اے نامہ بر رکھتے نہین

دیکہئے دست جنون کی کیا عنایت ہم پہ ہے
جسم پر اک تار جز تار نظر رکھتے نہین

کل گئے تھے دلکے پیچھے دل کو سمجہاتے ہوئے
ہم زیادہ اس سے کچھہ اپنی خبر رکھتے نہین

جذب دل پر یا الہی کیا بلا نازل ہوئی
اب قدم بہی اسطرف وہ بہولکر رکھتے نہین

گر گمان کچھہ اور ہو تو امتحان کر لیجئے
دل نہین رکھتے ہین ہم تو کیا جگر رکھتے نہین

انپ لکہینگے کبہی ہم خط تمہین تم دیکہنا
ہان مگر قسمت کے لکہے سے خبر رکھتے نہین

شکوہ آجاے نہ لب پر چشم فتان کا کہین
اسلئے ہم حال پر اپنے نظر رکھتے نہین

کچھہ نہین پروا کہ لب ہون خشک یا ہو چشم تر
اونکے شیدائی خیال خشک و تر رکھتے نہین

حضرت ناصح جواب پند کو سمجھینگے کیا
درد دل رکھتے نہین داغ جگر رکھتے نہین

یاد مین کسکے یہ رنگین اشک جاری ہین فروغ
آب و رنگ اسطرح کا لعل و گہر رکھتے نہین

کوچۂ جانان مین جانا کچھہ نہین آسان فروغ
پاؤن وہ رکھتے ہین جو پروائے سر رکھتے نہین

حرارت بڑہگئی ہے دیکھہ خون جسم لاغر مین
نہ پڑ جائین کہین فصاد چھالے تیرے نشتر مین

کسیکے خانۂ مژگان سے اسکو گر نہین لکہا
تو کیون ہے اسقدر برگشتگی میرے مقدر مین

کیا ہے امتحان کس سخت جان پر صفا کہدیجے
کبھی پہلے تو ایسے بل نہ تھے ابرو کی خنجر مین

الٰہی کیا کہونگا مین خدنگ ناز جانان سے
جگہہ اب نام کو باقی نہین ہے جسم لاغر مین

جگر نے خوب ہی بوسے لیے کل تیر مژگان کے
دل نادان مرا اولجھا رہا زلف معنبر مین

کرشمہ جنبش ابرو سے ہر دم قتل کرتا ہے
الٰہی اتنے کیون خنجر لیے دست ستمگر مین

غم و شادی فروغ اب دونون یکسان ہوگئے ہمکو
یہانتک سختیان ہمنے اوٹھائین ہجر دلبر مین

خدا جانے یہ کیسی مے ہے چشم مست دلبر مین
کہ بیخود ہو گیا عالم کا عالم ایک ساغر مین

غضب ہے دل مین پھر ہونے لگا جلوہ حسینون کا
بتون کو پھر جگہہ ملنے لگی اللہ کے گھر مین

تعجب ہے مجھے اس انتظام شاہ خوبان پر
کہ اپنی مملکت آباد کی دلہاے مضطر مین

شہنشاہ ازل کے حکم سے منشی قدرت نے
دل آشفتہ کا چہرہ لکھا کاکل کے دفتر مین

ترے باغ جنان کو مول لے سکتے ہین ہم واعظ
بھرے ہین بیبہا گوہر ہمارے دیدۂ تر مین

شب فرقت مین کیونکر ناصح مشفق تمھین یارا
کسیکی یاد مین کر تڑپتا تھا قلب مضطر مین

نہین کچھ ڈر فروغ اس آتش دل کے بھڑکنے کا
بہا رکھا ہے ایک دریا کو ہمنے دیدۂ تر مین

ہم اونکے وصل کا دلمین خیال خام کہتے ہین
کہ عرض مدعا کا نام جو دشنام کہتے ہین

تجھی سے پوچھتے ہین سچ بتا اے ذوق آزادی
کہ ہم بھی کچھ خیال گردش ایام کہتے ہین

خدنگ ناز کو اپنے تو وہ کرتے نہین سیدھا
اور اولٹا دیکھیے دل پہ مرے الزام کہتے ہین

غضب مین جان ہے ایکدم بھی مین ضبط کرتا ہون
تو پھر یہ حضرت دل مجھکو کیا کیا نام رکھتے ہین

ہمین فرصت کہان ہے صبر و تسکین بات کرنیکی
ابھی بیتابئ دل سے بہت ہم کام رکھتے ہین

وفاے وعدہ کی امید وہ ہے ای دل نادان
کہ جو تیری تمنا کا تو ہم نام رکھتے ہین

خدا صحت عطا کرتا تو کرتے سیر صحرا کی
ابھی ہم اے فروغ آزار ننگ و نام رکھتے ہین

کہین کیا تجھسے ہم کیا کام اے گلفام رکھتے ہین
زبان سے جسکو کہسکتے نہین وہ کام رکھتے ہین

اوٹھائین کیون نہ ناز زخم دل کو وہ تہ دل سے
کہ مانند نگین جو آرزوے نام رکھتے ہین

کہان تم اور کہان خورشید و مہ جو ایک مدت سے
تمہارے وصل کا دل مین خیال خام رکھتے ہین

عجب بیرحم ہین صیاد مجھسے صید لاغر کو
تڑپنے کے لئے تا دیر زیر دام رکھتے ہین

وہ نخوت حسن کے شایان وہ استغناے بایان
غنیمت ہے کہ رسم نامہ و پیغام رکھتے ہین

فروغ احباب سب بیٹھے ہوئے ہین فکر مین حیران
زبان سے بھی تو کچھ کہیے کہ ہم یہ کام رکھتے ہین

دل لگے کیا خاک کوئی لطف کا سامان نہین
کوئی خندہ بھی تو زخمون پر نمک افشان نہین

دوستون نے اسقدر ہمکو کیا رسواے دہر
دشمنون کے دل مین اب باقی کوئی ارمان نہین

بدگمان ہو کر نہ اتنا ہوجیے گرم عتاب
آرزومند جفا ہون لطف کا خواہان نہین

غمزہ و ناز و کرشمہ عشوہ و طرز خرام
کون ہے انمین کہ جو دل کا عدوے جان نہین

کیون نہین آتی ادہر کو اے نسیم ناز یار
دیکھہ تو کب سے گل زخم جگر خندان نہین

رد نہین کرتے ہین سائل کا سوال اہل کرم — آپکو زیبا نہین اے جان مشتاقان نہین
سخت جانیکا گریبان گیر ہونا چاہیئے — اے دل نالان قصور خنجر بُرّان نہین
بیچ مین کاکل کے آکر دل نے یہ رو کر کہا — بے گنہ ببدیت ویا ہون قابل زندان نہین
میرے آنے سے چمن مین بلبلو ناخوش نہو — یار شاطر ہون مین بار خاطر یاران نہین

دل کے بہلانیکی خاطر اے فروغ خوش بیان
یہ غزل بس ہے تری کچھہ حاجت دیوان نہین

درد دل کہتا ہی مجھکو خواہش درمان نہین — خوشنما میری نظر مین صورت احسان نہین
غیر کا کیا منہہ اگر کہیئے تو ہم دکھلائین لطف — جان کا دینا بہت مشکل ہے کچھہ آسان نہین
بیقراری ہے تری اے گریۂ بے اختیار — اشک کو پھر چین زیر سایۂ مژگان نہین
پھر وہین ہے روبکاری اس دل مضطر کی آج — جس عدالت مین کہ اذن جنبش مژگان نہین
ہے جنون کا کسقدر اس عہد مین بذل کرم — دولت وحشت سے خالی اب کوئی داماں نہین
چھوڑ کر تنہا غم جانان کو جاتا ہے کہان — تجھکو اے دل کچھہ بھی پاس خاطر مہمان نہین
رشک ہوگا دیکھکر فردوس مین اُنکا عروج — اس خراب آباد مین جنکا کوئی پرسان نہین
دیکھیئے جاکر چمن مین ہے ہر اک گل خندہ زن — بے ثباتی پر جہان کی مین فقط خندان نہین
دربدر ہمکو پھراتا ہے تقاضا حرص کا — ورنہ کیا اکسیر خاک کوچۂ جانان نہین
دیکھنے کیواسطے چشم بصیرت چاہیئے — ورنہ مہر حسن جانان کس جگہہ تابان نہین

آفرین صد آفرین اس ظرف پہ تیرے فروغ

نغز گفتاری پہ اپنی تو ذرا نازان نہین

ابھی آپ مین ہم کب آئے ہوئے ہین
منہہ آپ اپنا ناحق چھپائے ہوئے ہین

نہین تیرا اونکے خود آئے ہوئے ہین
یہ مہمان دل کے بولائے ہوئے ہین

ہر ایک ذرہ کیونکر نہو چشم مجنون
وہ محمل کا پردہ اوٹھائے ہوئے ہین

نہین کچھہ بھی نسبت ہے لیلی کو ان سے
یہ لاکھون کو مجنون بنائے ہوئے ہین

انھین کے لب لعل قتل جہان کا
بہت دن سے بیڑا اوٹھائے ہوئے ہین

یہی ہین کہ آفت ہے رفتار جنکی
قیامت یہی ہم پہ ڈہائے ہوئے ہین

وہ انداز ہین انکے بیداد کے بہی
کہ عالم کے دل کو لبھائے ہوئے ہین

مری خاک کو ضعف سے ملنے نہ دیگا
یہ کیون آپ دامن اوٹھائے ہوئے ہین

ترے حسن کا شور خود کہہ رہا ہے
کہ سب فتنے تیرے جگائے ہوئے ہین

جو دیکھا مجھے اشک خونین مین ڈوبا
کہا ہنسکے یہ رنگ لائے ہوئے ہین

فلک کو سکھائی ہے جسنے یہ گردش
اوسی آنکھہ کے ہم ستائے ہوئے ہین

زبان سے تری شل تیرے دہن کے
ہم اب تو بہت تنگ آئے ہوئے ہین

مرے دل کے داغون کو دیکھا تو بولے
ترے دل کے یہ گل کھلائے ہوئے ہین

اگرچہ یہ سر بار تن ہے مگر ہم
پئے تیغ جانان لگائے ہوئے ہین

دہن سے ترے ہمسری کر کے اے گل
یہ غنچے بھی کیا منہہ کی کھائے ہوئے ہین

مجھے بھی وہی بات اے دل سکھا دے
جسے سنکے وہ مسکرائے ہوئے ہین

دل و دین کے رہزن تن و جان کے دشمن
یہی ہین جو تشریف لائے ہوئے ہین

فروغ آئینگے کب وہ دم مین تمہارے
وہ غمزون کی پٹی پڑھائے ہوئے ہین

فروغ آن ہین منتظر آپ کے
جو آنکھون کے پردے چھپائے ہوئے ہین

کیا مصیبت ہے کہ اونکے پاس جا سکتے نہین
اور جو آئین بھی تو کیا وان لب ہلا سکتے نہین

دل سے ہے کچھ واقفیت کیسی درد کی لذت آہ
ہم زبان سے کچھ مزہ اسکا بتا سکتے نہین

چشم مست ناز سے جو کچھ ہوا ایسا ہمین ہو
ہم زبان حال پر بھی اوسکو لا سکتے نہین

کیا حیا کا منہ اور کیا دل کی گستاخی کا خو
وہ اگر چاہین تو کیا پردہ اوٹھا سکتے نہین

شرم اونکے نازکو آتی ہے ایسے کام سے
ورنہ کیا ٹھوکر سے مردونکو جلا سکتے نہین

اپنے چہرے کی صفائی آئینہ مین دیکھکر
اسقدر ہین محو حیرت کچھ بتا سکتے نہین

شوق کے ایما سے دل کرتا ہے کیا گستاخیان
ہم تصور مین جہان پر لب ہلا سکتے نہین

کہتے ہین ہم رحم کر سکتے ہین لیکن کیا کرین
اس لکھے کو تیری قسمت کے مٹا سکتے نہین

پردہ داری اونکی خود منظور ہے کہو فروغ
ورنہ ہم آنکھون سے کیا دریا بہا سکتے نہین

سیکھی ہے کس سے آپنے اے خوبرو نہین
اہل کرم کی یہ روش گفتگو نہین

کہتے ہین نگاہ شوق تو اوس چشم شوخ سے
پھرتا ہے اپنے جو ہر چار سو نہین

زیبا ہے گرچہ آپ کو مجھکو خوف ہے
انسان کا کوئی بڑھکے خودی سے عدو نہین

ہے لطف جبکہ ہان بہی کبہی ہو نہین کے بعد
آٹہون پہر کی خوب نہین تند خو نہین

تشنہ تہی تیغ یار پہ قسمت تو دیکہئے
کاٹا تو مجہہ مین نام کو بہی تہا لہو نہین

اے مژدۂ وصال یہ کیا بات ہے کہ اب
آتا ہمارے گوش تمنا مین تو نہین

کہئیے تو کچہہ فروغ یہ کیا بات ہے کہ آپ
لیتے بتان کا نام کبہی بے وضو نہین

ردیف واو

جوش پر ہوتی جو دست تیغ زن کی آرزو
کیا ہی بر آتی مرے ہر عضو تن کی آرزو

سلسلہ جنبان ہے زلف پر شکن کی آرزو
پاؤن پہیلاتی ہے پہر دیوانہ پن کی آرزو

کب تک اے زلف پریشان صورت آشفتگی
شام غربت مین رہے صبح وطن کی آرزو

کر کے رسوا جہان جانان کو جان کہوئی تو کیا
سر بیہودگی تہی کوہکن کی آرزو

کیا کسیکی زلف و مژگان کا اشارہ تہا تمہین
تمنے کی منصور جو دار و رسن کی آرزو

ہوشیار اے دل کہ بوئے زلف جانان کیلیے
پہر رہی ہے مضطرب مشک ختن کی آرزو

پردۂ محمل کہان اور تو کہان اے قیس بس
کر غبار راہ لیلی سے کفن کی آرزو

کوچۂ گیسو مین ہمکو لیچلی ہے کہینچکر
اس دل آوارۂ و پیمان شکن کی آرزو

پہر کسی آئینہ رو کے حسن کا آیا خیال
پہر ہوئی انگشت حیرت کو دہن کی آرزو

کیون ستاتے ہین مجہے یہ خار صحرا اسقدر
کب مجہے تہی فرش گلہاے چمن کی آرزو

جھگیا کوچے مین اوسکے اپنا پای بیخودی — بیٹھی پھرتی ہے سر چرخ کہن کی آرزو

صورت خط پہلے منہہ ہوائے اپنا فروغ
کیجیے پھر بوسہ شیرین دہن کی آرزو

فروغ اب پھر خیال چشم مست یار کرتے ہو — بھلا سوتے ہوئے فتنے کو کیون بیدار کرتے ہو
تسلی بخش کوئی جز اجل اے دم نہین ہوتا — ہماری التجا پر جبکہ تم انکار کرتے ہو
بھلا کیون منہہ لگاتے ہو چمن مین جا کی غنچونکو — تنک ظرفون کو کیون تم واقف اسرار کرتے ہو
جگاتے ہو عدم کے سونے والون کو تو ٹھوکر سے — ہمارے بخت خفتہ کو نہین بیدار کرتے ہو
ہوئے ہین خاک جو مرکر تمہاری راہ الفت مین — اونہین پر حشر برپا تم دم رفتار کرتے ہو
ہمارا حال پوچھا تمنے ابرو کے اشارے سے — زبان تیغ سے بھی پرسش بیمار کرتے ہو
ادب ہٹتا نہین ہے بیخودی مین جانمن دیکھو — شراب تند سے پھر مجھکو تم سرشار کرتے ہو
گرو گے کہا کے غش اے حضرت دل دیکھنا دم مین — نظر ہر دم جو سوئے روزن دیوار کرتے ہو

نمایان ہو چلا ہے سبزۂ خط اونکے عارض پر
فروغ اب کیون تلاش مرہم زنگار کرتے ہو

خوب ہو عشوہ جو لیجا کے کرے گم مجھکو — اور بدلے مین عدالت سے ملو تم مجھکو
عین اندوہ مین یہ جوش مسرت کیسا — خندۂ زخم پہ آتا ہے تبسم مجھکو
جگر و دل کو ہے کیا شوق ترے ناوک کا — کہتا ہر ایک ہے یا رب ہو تقدم مجھکو
واہ اے عشق وہ ہر لحظہ نئے ظلم کرین — اور کسیطرح نہو اون تظلم مجھکو

کشمکش دیکھو کہ واعظ ہے ادہر دامنگیر
اور اودہر کہینچ رہی ہے کشش خم مجہکو

اب تو مرنے کی بہی فرصت نہین دیتا یارب
بحر ذخار تمنا کا تلاطم مجہکو

لب نازک پہ ہین خود اونکے ہی دانتون کے نشان
کیون ستاتا ہے تو ہر لحظہ توہم مجہکو

جب کہا مین نے کہ پردے کو اوٹہا دو تو کہا
زندگی پر تیری آتا ہے ترحم مجہکو

اونکی افشان پہ شب وصل جو پڑتی ہے نظر
شب گزر جاتی ہے گنتے ہوئے انجم مجہکو

بزم عالم مین وہ شیدائی بیتابی ہون
رقص پریون کا ہے اشکون کا تلاطم مجہکو

کسطرح اون سے سفارش کرون تیری اے دل
نہین رہتی ہے وہان تاب تکلم مجہکو

خامشی نے مجہے کیا رتبۂ عالی بخشا
مردم دیدہ سمجہنے لگے مردم مجہکو

تم وہ نازک کہ تمہین نیش ہی الفت کی نظر
مین وہ عاجز کہ نفس ہین مرے کژدم مجہکو

ہون مین بیمار جو عشق دردندان کا فروغ
چاہیے گر در یتیمی پہ تیمم مجہکو

کیون نہ حیرت ہو کہ اس دل مین ملے تم مجہکو
ذرے مین جہر ملا قطرے مین قلزم مجہکو

شوق پر خندہ ہی یا اذن تکلم مجہکو
کوئی بتلاؤ تو مقصود تبسم مجہکو

شوق آغوش تو کچہہ اور ہی کہتا ہے مگر
نازکی پر تری آتا ہے ترحم مجہکو

یاد بہی اوس بت کافر کی ہے ظالم ورنہ
دل سے کیون آتی ہے آواز تظلم مجہکو

تم مکانون کے ہو خواہان مین مکین کا جویا
تم پر اے شیخ و برہمن ہے تقدم مجہکو

ہنسکے کہتا ہے غم یار کہ سبحان اللہ
گر تصور مین بہی آتا ہے تبسم مجہکو

ہوگیا ہجر مین اوس بت کے چمن دشت بلا
شاخ گل مار ہے گلبرگ ہے کژدم مجھکو

زلف مشکین سے تیرے عمر ہی کی تسکین بانہون
تیرے عشوے کا جو ملجا ہے تحکم مجھکو

زخم دل بولا جو کی فکر دوا کچھ مین نے
راہ مقصود ہون مین تم نہ کرو گم مجھکو

اس گمان سے کہ یہ مطلب کی کہیگا اپنے
نہین دیتے ہین کبھی اذن تکلم مجھکو

ہون مین بیمار غم عشق بتان اے واعظ
اپنی ہی خاک پہ واجب ہے تیمم مجھکو

خون رولائیگا بھلا زخم کیصورت کب تک
اے لب یار ترا ضبط تبسم مجھکو

ضبط نالہ نہین کرتا ہون مین بوجہ فروغ
فلک پیر پہ آتا ہے ترحم مجھکو

ردیف ہاے ہوز

خرام ناز سے کہدو ذرا آہستہ آہستہ
نہو جاے کہین محشر بپا آہستہ آہستہ

یہ کسکے پاؤن کی آئی صدا آہستہ آہستہ
کہ بہر پیشوائی دل چلا آہستہ آہستہ

غبار قیس پہ مجھکو نہایت رشک آتا ہے
کہ فرش کوچہ لیلی بنا آہستہ آہستہ

مین وہ ہون ناتوان ہے پاس خاطر جسکا عالم کو
مرے صحرا مین چلتی ہے ہوا آہستہ آہستہ

نہ تنہا دل ہوا غمگین نکلجانے سے پیکان کے
جگر بھی دیر تک روتا رہا آہستہ آہستہ

نگہ نیچی تبسم زیر لب ہے غور کر اے دل
کچھ اب کہتی ہے پردے مین حیا آہستہ آہستہ

قیامت ہے مریض عشق سے اسباب کا کہنا
کہ کرتی ہے اثر اپنا دوا آہستہ آہستہ

نہین طاقت ہے ہم مین اے فروغ اب لب ہلانیکی

کرینگے اشک شرح مدعا آہستہ آہستہ

رونے سے رکھ اے چشم سروکار ہمیشہ
تا سبز رہے نخل غم یار ہمیشہ

دل صبر کا دشمن ہے مجھے صبر سے الفت
ہوتی ہے بہم اسلیئے تکرار ہمیشہ

کیا شکوۂ بیداد ستم اون سے مین کرتا
مین بہی تو رہا اونکا طرفدار ہمیشہ

یہ غم بہی عجب جنس گرانمایہ ہے واللہ
رہتے ہین بہت اسکے خریدار ہمیشہ

فرقت مین بہی ہنسنے کبہی تکلیف نہ پائی
غمخوار رہا اپنا غم یار ہمیشہ

انجام ستم دیکھ لے اے چشم جفا جو
گردش مین رہا چرخ ستمگار ہمیشہ

کہتی ہے پریشانئ دل مجہسے کہ تجہکو
اوس زلف مین رہنا ہے گرفتار ہمیشہ

میخوار نہ تھے شیخ تو پہر پاس مغان کے
کیون رہن رہا جبہ و دستار ہمیشہ

کرتے ہین فروغ آپ عبث فکر و تردد
دوزخ مین رہینگے نہ گنہگار ہمیشہ

کیا پریرویون کو کرتا ہے مسخر آئینہ
سحر رکہتا ہے بلا کا یہ ستمگر آئینہ

پہر نہوتا اوسکی خود بینی کا رہبر آئینہ
میرے دل کا گر بناتا آئینہ گر آئینہ

صنعت مخلوق ہے یہ اور وہ صنع اللہ
اوسکے رخ سے ہو مقابل کہیئے کیونکر آئینہ

جلوہ گاہ عکس مژگان ستمگر جب سے ہے
چبہہ رہا ہے میرے دل مین مثل نشتر آئینہ

ہین عیان عکس دو گیسو سے بلائین چار اور
دل ہمارا آئینہ رخسار دلبر آئینہ

اونکو خود بینی سے فرصت ہی نہین جو آئین یان
ہو رہا ہے آجکل سد سکندر آئینہ

ہوشیار اے دل کہ ہیر آثار حیرت ہین نمود
خواب مین ہمکو نظر آتا ہے شب بھر آئینہ

مہر انور ہو خجل جسکے کف پا سے فروغ
روبرو اوسکے بھلا ٹھیرے یہ کیونکر آئینہ

ردیف یای تحتانی

ذرا کہدو نگاہ شرمگین سے
فلک کو شرم آتی ہے زمین سے

تیری صورت کے معنی پوچھتا ہین
جو ہوتا قرب صورت آفرین سے

بتون کا ذکر کیا مین خود ہون بیزار
تمنائے دل آفت گزین سے

مری آنکھون پہ پردہ پڑ گیا تھا
لڑین جا کر جو اوس پردہ نشین سے

ترے وعدے پہ کرتا ہون نہین تکیہ
نہ شرمانا مجھے میرے یقین سے

گدائی مانگتا ہون مین نہ شاہی
مجھے خود عار ہے تاج و نگین سے

فروغ اب نالہاے دل کو روکو
نہ بڑھجائین کہین عرش برین سے

نہ آئین باز وہ اپنی نہین سے
ہمین باز آئینگے جان حزین سے

یہ کیسے ہو گئے ہم اونکے غم مین
کہ ہمکو پوچھتے ہین وہ ہمین سے

کیا دل نے جو عزم کوے جانان
تو جان بولی کہ مین رخصت ہین سے

نکالون کسطرح مین دل سے غم کو
مکان کی زیب و زینت ہے مکین سے

خدا جانے قرار و صبر و تسکین — خفا کیون ہین دل اندوہگین سے
عیان ہین جوہر تیغ قضا سب — بت سفاک کی چین جبین سے
یہ دل کی بیقراری جای کیونکر — خبر بہی تو نہین آتی کہین سے

فروغ اون سے نہ رکہیے ہان کی امید
او نہین فرصت نہین ہوگی نہین سے

اونکی تیغ ناز کچہہ چلتی ہے شرمائی ہوئی — آج شاید کچہہ دل نالان کی شنوائی ہوئی
دل مین پہر پیدا ہوا ہے دشت پیمائی ہوئی — پہر جنون فتنہ زا کی کار فرمائی ہوئی
آج کچہہ برہم ہے شاید ہمسے وہ گل پیرہن — ورنہ کیون باد صبا آتی ہے گہبرائی ہوئی
اس سے امید تمہارے دل نہ رکہنا تو کبہی — ہر کلی نخل تمنا کی ہے مرجہائی ہوئی
ضبط نے پہر سے جلا کر خاک مجہکو کر دیا — آتش سوزان مرے حق مین شکیبائی ہوئی
کیون جہجکتا ہے دل نادان خدنگ ناز سے — غیر ممکن ہے کہ پہر جائے قضا آئی ہوئی
بیخودی یون بے سبب ہمکو نہین ہوتی کبہی — رات بزم غیر مین کچہہ بادہ پیمائی ہوئی
یہ کتاب بیقراری جسکا دیباچہ ہے آہ — اس دل مضطر کی ہے تصنیف فرمائی ہوئی
حسرت و اندوہ و غم سے کہدو باہر ہی رہین — یاد اک پردہ نشین کی دل مین ہے آئی ہوئی
دیکہتے ہی پاے وحشت میرا چلانے لگی — تہی جو زنجیر جنون مجنون کی بنوائی ہوئی
تیرے چہینٹون سے نہین بجہنے کی اے واعظ کبہی — آتش دل ہے کسیکے غم کی بہڑکائی ہوئی

قصد توبہ کا نہ اوسنے کر لیا ہووے فروغ

آرزوے وصل ہی کچھہ آج گھبرائی ہوئی

خدنگ ناز سے کہدو ذرا خدا کے لئے
کہ چھوڑ دے کوئی دو چار تو قضا کی لئے

مرے ہی دل کو بنایا مری تمنا نے
جگہہ تلاش جو کی طرح کربلا کی لئے

نگاہ ناز نے سب ابتدا مین کر چھوڑا
رہا نہ طرز ستم کوئی انتہا کے لئے

ہجوم غم دل نالان کو پا کے کیا خوش ہے
بہت ملول تھا یہ کاروان درا کے لئے

حنا کو خون جگر سے بہت دنون سینچا
نئے طریق سے بوسے کیے پا کے لئے

جفا سے یار نے شکوہ مری وفا سے کیا
جو مین نے ہاتھہ اوٹھائے کبھی دعا کے لئے

چھوڑا کے دیر کو راہ حرم بتانا ہے
نہ شیخ بن تو برہمن ذرا خدا کے لئے

اوسیکے دل مین ہمیشہ غبار ہمسے رہا
کہ خاک راہ بنے جسکے نقش پا کے لئے

فروغ کیا مجھے دیوانہ تم سمجھتے ہو
ہوا ہون آپ سے بیگانہ آشنا کے لئے

کسی سے یہ کہنے کے قابل نہین ہے
کہ پہلو مین پھر شام سے دل نہین ہے

تصور بھی بوسے کا کہتا ہے مجھسے
کہ تو منہہ لگانے کے قابل نہین ہے

پڑی ایسے دریا مین کشتی ہماری
کہ جسکا دو عالم مین ساحل نہین ہے

نکر تیغ گر تجھسے خنجر نہ اوٹھا
ادا کیا تیری یار قاتل نہین ہے

سلامت رہے ہاے جنون زور تیرا
مجھے کچھہ بھی خوف سلاسل نہین ہے

ذرا سوچ تو تجھکو جانا کہان ہے
ارے دل تجھے فکر منزل نہین ہے

فروغ اب تو سامان چلنے کا کیجے
یہ بستی تو رہنے کے قابل نہین ہے

دل سے ہوس ناصیہ سائی نہین جاتی
تحریر جبین ہمسے مٹائی نہین جاتی

نادم ہون بہت دل سے ہین آ وعدۂ جانان
اب بات کوئی مجہسے بنائی نہین جاتی

منظور نظر یار تہے ہمین واہ ری قسمت
یا آنکہہ بہی اب ہمسے ملائی نہین جاتی

اطفال سے امید وفا کیا کوئی رکہے
اشکون سے لگی دل کی بجہائی نہین جاتی

دنیا مین بجز شدت تکلیف شب ہجر
وہ کیا ہی جو انسان سے اوٹہائی نہین جاتی

للہ ذرا صبر تو کر اے دل مضطر
یون خاک مین توقیر ملائی نہین جاتی

اللہ رے بیرحمی شمشیر تغافل
بسمل سے ذرا خاک اوڑائی نہین جاتی

اے نالۂ دل توہی وہان جا کے خبر کر
زحمت شب فرقت کی اوٹہائی نہین جاتی

کسطرح کہین تیر نظر سے کہ پلٹ جا
ہمسے تو دلا آنکہہ چورائی نہین جاتی

بیتابی دل ہمسے فروغ ایکسی صورت
آغوش تمنا مین سولائی نہین جاتی

کسلیے یہ شور و شر اے نالۂ شبگیر ہے
عشق کا روز ازل سے ہجر دامنگیر ہے

کون کہتا ہے کہ زلف پر شکن زنجیر ہے
یہ مری تقدیر کی پیچیدہ اک تحریر ہے

ہر قدم پر سیکڑون جانین فدا ہونے لگین
کیا خرام ناز ہے کیا نازکی تسخیر ہے

اپنی مژگان کو چہپا لو تم خدا کیواسطے
مین کمانداروں کو سنتا ہون تلاش تیر ہے

سیکڑون تیرِ جفا کہاتا ہی یہ پلتا نہین — طائرِ دل ہے مرا یا طائرِ تصویر ہے
کچہہ سبب ہے زلف مین پہنسی کا دل کے ورنہ کیون — باہمہ آزادگی یون بستۂ زنجیر ہے
آمد آمد یا الٰہی کس شکار افگن کی ہے — جسکا صحرا مین تمنائی ہر اک نخچیر ہے
چین نمایان کر کے پیشانی پہ فرماتے ہین وہ — یہ ہمارے طالبانِ وصل کی تقدیر ہے
جانِ شیرین کو نہ کہوتا کوہکن گر جانتا — صاحبِ صبر و محن سیراب جوئے شیر ہے
دولت بیدار ہے عالم مین عجز و انکسار — خاکِ کوئے خاکساری غیرت اکسیر ہے

مرشدِ کامل نے ہمکو یہ نصیحت کی فروغ
بے غرض احسان کرنا اک عجب تسخیر ہے

جو یہ سمجہتے کہ ایسی بُری ہے خو دل کی — تو بہولکر بہی نہ ہم کرتے آرزو دل کی
ضرور کوچۂ گیسو سے کوئی آتا ہے — مشامِ جان مین مرے آرہی ہے بو دل کی
پسندِ یار جو ذلت ہوئی تو بسم اللہ — اونہین کے غم نے بڑہائی تہی آبرو دل کی
عجب مذاق کی کرتا ہے آجکل باتین — قریب آ کے ذرا سنئے گفتگو دل کی
ہوئی ہے آج یہ کیون صبح سے الٰہی خیر — تلاش دل کو مری مجہکو جستجو دل کی
یہ کسکے آتشِ رخسار کا ہے شیدائی — کہ شکل شعلے نے پائی ہے ہو بہو دل کی
گمان یہ ہمکو نہ تہا آپکی محبت سے — کہ اپنی جان بہی ہو جائیگی عدو دل کی
سنا ہے لشکرِ مژگان کی کی ہی مہمانی — خدا ہی ہے جو ہے آج آبرو دل کی
اونہین کے دل کی صفائی کا سیکہے انداز — جو اشک گرم سے کرتے ہین شست و شو دل کی

فروغ کہیے تو اس بیخودی کے عالم مین
تلاش اپنی کرین ہم کہ جستجو دل کی

دل مرا اونکی طبیعت وہ دونون نازک تر ہین — سخت حیرانی ہے مجھکو دیکھیے کیونکر بنے
ہے یہ کافر ماجرا ای حضرت عشق آپکی — ورنہ دل کو کب لیاقت تھی کہ اوسکا گھر بنے
کون مہمان تیرے گھر مین تھا بتا اے دل کہ رات — پتلیان دربان بنین آنکھون کے حلقے در بنے
دوست ہے ہادشمن کا اوسکے جب یہ چرخ کینہ جو — پھر بھلا دل کی مرے بگڑی ہوئی کیونکر بنے
گر ترے رو کے کتابی کا سنے گلزار وصف — ہر ورق گل کا یقین ہے شوق کا دفتر بنے
رات مجھسے وہ کہہ فرما بڑے اصرار سے — پوچھتے تھے داغ دل کیسے نئے کیونکر بنے

یار گاہ گردش چشم ستمگر سے فروغ
حکم ہے پھر گھر ہمارا شہر سے باہر بنے

مطلب اپنا ہم نہ آ بیداد کر کہنے کو تھے — کچھ مصیبت دل کی کچھ حال جگر کہنے کو تھے
دیکھ لو اب غیر سے کچھ بن نہین پڑتی تمہین — بس ہمین کو تم برا آٹھون پہر کہنے کو تھے
پیشتر آنے سے اونکے بیخودی سی آگئی — کچھ نہ کہنے پائے ہم اور کسقدر کہنے کو تھے
دل کی بیتابی سے کل شرما گئے وہ ورنہ کچھ — ہم اودھر سننے کو تھے اور وہ اودھر کہنے کو تھے
ہے بڑا احسان ادب کا منع جسنے کر دیا — ورنہ اون سے آج ہم دل کی خبر کہنے کو تھے
ہو چکین غیرون سے باتین یا ابھی باقی ہین کچھ — ہم بھی حال درد دل کچھ مختصر کہنے کو تھے

گفتگو زاد سفر کی اب عبث ہے اے فروغ

شرم عصیان سے کہاں ہوتا اگر کہنے کو تھے

نظر بطرح کچھ بدلی ہوئی ہے چشم پرفن کی
نگاہ قہر یارب برق ہوگی کسکے خرمن کی

دل ناشاد ہیں پھر ناامیدی گھر بناتی ہے
خبر لے او خدنگ ناز جانان اپنے مسکن کی

ہمیشہ یا الٰہی تر رہے خون شہیدان سے
رہے رشک گلستان ہر گلی قاتل کے دامن کی

سمجھتا ہے جہان سینے کو مرے وادی ایمن
وہ مشعل تیرے سوز غم نے مرے دلمیں روشن کی

مرے لب پہ جفاے دوست کا شکوہ معاذ اللہ
شکایت بھی کبھی مجھسے سنی بیداد دشمن کی

عنایت جو نگاہ ناز کی ہی دل پہ کیا کہئے
عیان ہے سارے عالم پہ حقیقت برق و خرمن کی

ذرا اگر تماشا دیکھئے اس دل کے زخمون کا
بہار اب دید کے قابل ہوئی ہے میرے گلشن کی

کہان لیجاؤن یارب اس دل مضطر کو بہلانے
چمن سے بھی تو آتی ہے صدا فریاد و شیون کی

الٰہی کیا ہو وہ دن کہ وحشت مجھپہ مرتی تھی
جنون کو آرزو رہتی تھی مرے جیب و دامن کی

تڑپنا دیکھکر دل کا مرے مخلوق کہتی تھی
کہ یارب یہ نہو حالت کسی دشمن سے دشمن کی

بلائین لیتی تھی دست تمنا کس محبت سے
کبھی پھیرے گریبان کی کبھی جانان کے دامن کی

نہ خالی ہو مری پیری خیال روے جانان سے
رہے یارب خزان بھی گل بدامان میرے گلشن کی

فروغ اوس گفتگو سے شب کا مطلب آپ کچھ سمجھے
شکایت تھی تمہارے نالہ و فریاد و شیون کی

گل کو پہچان تو بلبل کہہ یہ تن کسکا ہے
اسکے نظارے کی صدا حرف و سخن کسکا ہے

آپ ہی کے قد دلجو نے کیا حشر بپا
اور یہ کام بھلا مشفق من کسکا ہے

ہنس دئے گل کسطرح مین نے جو گلشن مین کہا
یارب ان غنچون کی مانند دہن کسکا ہے

ہے وہی بلبل مہجور شکستہ پر و بال
اور یہ غل پس دیوار چمن کسکا ہے

بیوفائی کا گلہ شیوۂ عشاق سہی
آشنائی مین جفا کیجئے چلن کسکا ہے

رنج کا گھر ہے کبھی مسکن راحت ہے کبھی
نہین معلوم یہ دل خاص وطن کسکا ہے

ایکدم کو نہین گردش سے تجھے چین کبھی
ایسا جو بندہ تو اے چرخ کہن کسکا ہے

خلق کہتی ہے اسے رشک گلزار جنان
دل پر داغ خدا جانے چمن کسکا ہے

ہے حدیث نبوی یہ کہ تو رہ مثل غریب
یہ مسافر کدہ دنیا ہے وطن کسکا ہے

وہ نہ گلشن ہی رہا اور نہ وہ اوسکی بہار
اب تصور تجھے اے ذوق چمن کسکا ہے

شوخ کس درجہ کلام آپکا ہوتا ہے **فروغ**
سچ تو فرمائیے یہ طرز سخن کسکا ہے

پھر دل سے مرے آج مری آہ اڑی ہے
حیران ہون کہ آپسمین یہ کیا پھوٹ پڑی ہے

کرنا نہ ضیا ذکر مری کلفت دل کا
کہنا کہ تری یاد کو تکلیف بڑی ہے

کاکل سے تمنا مری آگے نہین بڑھتی
یہ خام ابھی ایک ہی سودے پہ اڑی ہے

پر جلتے ہین فریاد کے جاتے ہوئے وان پر
دیکھو تو کہان جا کے مری آنکھ لڑی ہے

تھے کل سے کہان آئے دل وحشی ادہر آؤ
زنجیر جنون آپکی مشتاق بڑی ہے

ناصح نہین مانیگی تمنائے دل زار
کچھ کہئے نہ اسکو کہ یہ بیہودہ بڑی ہے

کس خواب گران مین ہو **فروغ** آنکھ تو کھولو

خورشید قیامت کا ہے اور دھوپ کڑی ہے

پھر خرابی کے ہین آثار خدا خیر کرے
ہمسے اور دل سے ہے تکرار خدا خیر کرے

رات سے درد ہے پھر زخم جگر مین پیدا
اور دوا سے ہے ہمین عار خدا خیر کرے

دل بلا مین تھا پھنسا فکر تھی ہمکو اوسکی
اب ہوئے ہم بھی گرفتار خدا خیر کرے

آج پھر شام سے یہ درد و غم و رنج و الم
ہمکو کرتے ہین بہت پیار خدا خیر کرے

ہو گیا ہو نہ کہین شیخ بھی اوس بت پہ فدا
سبحہ کے ساتھ ہے زنار خدا خیر کرے

خواب مین رات بڑی حیلہ و چالاکی سے
ہمنے چومے ہین لب یار خدا خیر کرے

دیکھکر اون کا تبسم دم ذکر دل زار
پھر یہ آنکھین ہوئین خونبار خدا خیر کرے

پھر مرے زخم جگر نے بحضور قاتل
وا کئے پھر لب اظہار خدا خیر کرے

آج پھر دیکھو فروغ اوس بت کافر کے حضور
حال دل کرتے ہین اظہار خدا خیر کرے

بہت داغ ہین جسمین وہ دل یہی ہے
سواد چمن کا مقابل یہی ہے

اسی دل مین ہوتی ہین قتل آرزوئین
تماشاگہ رقص بسمل یہی ہے

نہ جانا غم یار تو دل سے میرے
مکان تیرے رہنے کے قابل یہی ہے

دم قتل ہرگز تڑپنا نہ اے دل
یہان پاس آداب قاتل یہی ہے

رولائیگی خنجر کو خون دیکھ لینا
اگر حسرت دیدۂ و دل یہی ہے

تمہارے کف پا سے ہونگے خجل ہم
جو پامالیٔ شیشۂ دل یہی ہے

لیا میں نے کب نام تیری ادا کا
قضا میری کہتی ہے قاتل یہی ہے

ہنستی جو ایک دم نہ روتی تو اتنا
سزا تیری اے شمع محفل یہی ہے

کوئی دم میں کٹتا ہے اس دل کا جھگڑا
اگر خنجر ناز قاتل یہی ہے

نہ ٹوٹے ابھی تار جور و ستم کا
تقاضائے بیتابی دل یہی ہے

دل زار پہ کیجئے جان کو قربان
فرغ اپنی لیلی کا محمل یہی ہے

جوش پر ہے پھر یہ بحر دیدۂ تر دیکھئے
روکتے ہیں دست و دامن اسکو کیونکر دیکھئے

کیا تامل ہے جو کرنا ہو وہ سب دیکھئے
جان و دل حاضر ہیں دونوں بندہ پرور دیکھئے

پھر مزاج یار کچھ برہم نظر آتا ہے آج
پھر بدلتا ہے زمانہ ہمسے تیور دیکھئے

پھر لب زخم جگر کچھ خشک ہے اے چارہ گر
چاہتا ہے پھر یہ شاید آب خنجر دیکھئے

رات کیا ہمنے کہا تھا یا وہی اے چشم تر
پھر یہ طفل اشک نکلے گھر سے باہر دیکھئے

اوٹھ نہیں سکتا ہے اب بار نگاہ لطف بھی
کسقدر کمزور ہے یہ جسم لاغر دیکھئے

بے تکلف آپ ہیں آپ کے غم کے سوا
کون رہتا ہے ہمارے دل کے اندر دیکھئے

رات سے کہتی ہے مجھسے یہ گرانباری مری
ہمت دوش عزیزان آج مر کر دیکھئے

ناخن اندیشۂ دل گرم کاوش ہے بہت
کب کھلے یہ عقدۂ زلف معنبر دیکھئے

کیجئے اوس سے محبت ہے وہی کچھ کام کا
جس دل بیتاب کو قابو سے باہر دیکھئے

اونکے آنے کی خبر اے دل نہایت گرم ہے
اب کہیں جانے نہ پائے جان مضطر دیکھئے

نامۂ شوق اپنا پہلے تہا نہایت مختصر
رفتہ رفتہ ہوگیا دفتر کا دفتر دیکھیے

دیکھنا ہے حال ہمکو رند و زاہد کا فروغ
کون چھپتا ہے تہِ دامانِ محشر دیکھیے

دل پہ کچھ آفت نئی دیکھی ہے کیا آتے ہوئے
میری آنکھوں میں جو اشک آتے ہیں گھبراتے ہوئے

اے کشش کب تک فریبِ وعدہ اسکو دیجیے
شرم آتی ہے مجھے اب دل کو سمجھاتے ہوئے

یہ ستم اے بختِ برگشتہ کہ اوس بے رحم کو
خواب میں بھی شرم آئی شکل دکھلاتے ہوئے

حسرتِ دل نے کیا تہا رات ایک محشر بپا
دیکھکر اوس بزم میں پروانے کو جاتے ہوئے

پارسائی سے تو اب پھر خدا باز آئے
عمر گزری آرزو کو مری شرماتے ہوئے

ہمنے دیکھا ہے چمن میں دیکھکر اونکی بہار
رنگ گل کو بوئے گل کیطرح اوڑ جاتے ہوئے

کسقدر سر اپنا پٹکا دل نے کوے یار میں
ناتوانی کو جو دیکھا پاؤں پھیلاتے ہوئے

اونکا جانا پاس سے مرے وہ آکر دیکھ لے
جس کسی نے جان کو دیکھا نہو جاتے ہوئے

ہجر کی شب اس دلِ بیتاب نے خون رو دیا
صبر بیکس کو جو دیکھا ٹھوکریں کھاتی ہوئے

کچھ عمل ہوتا تو ہم بھی ساتھ لیجاتی فروغ
شرم آئیگی ہمیں جنت میں یوں جاتے ہوئے

نکل جا او دلِ مضطر مرے کاشانۂ تن سے
غضب میں جان ہے میری تری فریاد و شیون سے

عجب کچھ چیز ہیں یہ حضرتِ دل بھی معاذ اللہ
شکایت جور کی کرتے ہیں اوس کافر کی چتون سے

بوقتِ ذبح سمجھایا ہے میں نے خون کو اپنے
کہ محشر تک نہونا تو جدا قاتل کے دامن سے

عجب ہنگامہ رہتا ہی بپا اس کشور دل مین / خیال زلف لڑتا ہی ہوا آروے روشن سے

برا ہو اس بدآموز بتان یعنی مرے دل کا / عیان تجھے صلح کی آثار کل تک اونکی چتون سے

مجھے غش آگیا تھا گل چمن مین دیکھکر گل کو / نہایت منفعل ہون آج مین اوس شوخ بدظن سے

گلون کو دیکھکر یاد آ گئے شاید یہ داغ دل مرے / سنا ہے آج کل بیزار ہین وہ سیر گلشن سے

وہ مجنون ہون اگر روتا ہوا جاؤن مین صحرا کو / تو اشکون کو مرے پونچھے جنون صحرا کی دامن سے

وبال جان ہوا آخر کو رکہنا دل کا پہلو مین / بہت چوکے جو ہمنے دوستی کی اپنے دشمن سے

ہوا تاریکیِ مرقد مین آکر ہمکو یہ روشن / کہ شمع زندگی روشن ہوئی تھی شمع مدفن سے

فروغ اپنے مقدر کا بھلا پھر پوچھنا کیا ہے / تصور مین وہ پونچھین میرے آنسو اپنی دامن سے

سرگشتہ پھر خال رخ یار ہو گئے / ہم دل لگا کے نقطے سے پرکار ہو گئے

لاغر ہوئے ہم اتنے کہ نفرت ہوئی اونھین / ایسے سبک ہوئے کہ گرانبار ہو گئے

رخصت ہوا ہے امید نشاط شب وصال / ہم نذر امتحان غم یار ہو گئے

وہ دیکھتے ہین ہمکو پس قتل بار بار / ہم قتل ہوکے کیا ہی طرحدار ہو گئے

اے چشم شوق تو نہ مٹی ہمتو مر مٹے / پردے تیرے حجاب رخ یار ہو گئے

یہ اعتبار عشق بھی کیا ہے بلاے جان / تڑپا تو غیر تجھسے وہ بیزار ہو گئے

ہے ہے نہ پوچھو عالم آزادگی کا حال / ہم آنکھ کھولتے ہی گرفتار ہو گئے

دیکھا جب اونکو یا مرے حال نزار کو / گلہاے باغ دیدۂ خونبار ہو گئے

یہ ہے کمال خوبی زلف دوتا کہ ہم
سنبل کو دیکھتے ہی گرفتار ہو گئے

بگڑے سفارش دل مضطر پہ وہ فروغ
ہم کار خیر کر کے گنہگار ہو گئے

کلیجا آج پھر منہ کو دم فریاد آتا ہے
وہی بیدادگر پھر دل کو شاید یاد آتا ہے

قفس سے گو چھٹے مدت ہوئی لیکن مجھے اب تک
خیال انتشار خاطر صیاد آتا ہے

وہ رخ بھی تو نہیں کرتے ادھر کیا ذکر آنیکا
تمہیں کچھ ننگ بھی آ نالہ و فریاد آتا ہے

الٰہی کس جگہ یہ وحشت دل مجھکو لائی ہے
جدھر دیکھو ادھر سے ناوک بیداد آتا ہے

نہیں معلوم یا رب یہ رکاوٹ یا نزاکت ہے
بہت آہستہ آہستہ ستم ایجاد آتا ہے

خموشی سے تو میری پوچھ لے اے غمزۂ دلبر
کبھی پھر سے بھی لب پہ شکوۂ بیداد آتا ہے

تعجب ہے بہت مجھکو کہ با این حزم و ہشیاری
بتوں کے دام میں کیونکر یہ دل ناشاد آتا ہے

کہیں کیا کون کرتا تھا ہماری منتیں ہر دم
بھلا اب وہ زمانہ کب کسیکو یاد آتا ہے

مرے ہوتے ہوئے غیروں پہ ہو مشق جفاکاری
بہت افسوس مجھکو اے ستم ایجاد آتا ہے

بہت خوش ہو گئے جان پھر لب پہ استقبال کو آئے
کدھر سے یا الٰہی مژدۂ بیداد آتا ہے

اثر کو آشتی لازم ہے ورنہ دیکھیے کیا ہو
دل بیتاب خود لب پر لیے فریاد آتا ہے

بہت لڑتا ہے میری ناتوانی سے غم جانان
دل مضطر میں رہنے کا مزہ جب یاد آتا ہے

یہ شور و شر جو سنتے ہو نہیں ہے حشر کا سامان
فروغ خستہ دل کرتا ہوا فریاد آتا ہے

خدا سمجھے مری اس چشم تر سے
بہڑا یا دل کو کس کافر نظر سے

تغافل او نگاہ ناز اتنا
گرے جاتے ہین ہم اپنی نظر سے

کسی پہلو نہین ہے ہجر مین چین
جو دل بیٹھا تو درد اوٹھا جگر سے

طلب کرتا ہے ہر دم داغ تازہ
کلیجا پک گیا اب تو جگر سے

قرار و صبر میرے غمکدے تک
نہین آتے دل مضطر کے ڈر سے

نگاہ ناز اونکی زور پر ہے
گرا دے جسکو وہ چاہے نظر سے

دل گستاخ کا ہو خانہ ویران
نکالا جسنے مجھکو اسکے گھر سے

الٰہی بند ستھے میرے لب و چشم
یہ لخت دل نکل آئے کدھر سے

ہوئے پامال ہم کوچے مین اونکے
بڑا ہی بوجھ اترا اپنے سر سے

جواب نامہ و پیغام کیسا
لڑائی ٹھن گئی خود نامہ بر سے

ہمارے دل کے کام آئے الٰہی
کٹاری وہ لگاتے ہین کمر سے

ہوئے جاتے ہین زخم دل کی دربند
غم جانان اب آئیگا کدھر سے

بلندی دیکھیے گر اس میکدے کی
عمامہ شیخ کا گر جائے سر سے

نماز و صف رندان کا ہے گر قصد
وضو کیجے فروغ آب گہر سے

کسطرح نظر آئیگی شکل اونکی کمر کی
تصویر کھنچی ہے مرے نالون کے اثر کی

شمشیر اجل کا مجھے ممنون نہ کرنا
اے تیغ نگہ تجھکو قسم ہے مرے سر کی

اے دردِ نہان آپکی کیا بات ہے لِللہ
لی خوب خبر دل کی مرے اور جگر کی

ٹوٹے نہ ابہی تار مجہے خوف ہے اشکو
خجلت نہو دمساز کہین دیدۂ تر کی

جز مست کوئی آنکھہ ملاتا نہین اس سے
شاگرد ہے یہ دخترِ رز کسکی نظر کی

ہردم ہے کسی کانِ ملاحت کا تصور
کٹتی ہے بڑی لطف سے اب زخمِ جگر کی

غیرت تو فروغ آہ شرربار کی دیکہو
کہتی ہے کہ ممنون نہونگی مین اثر کی

ہوا دل خاک اور زخمِ غمِ دلدار باقی ہے
گری دیوار لیکن رخنۂ دیوار باقی ہے

خدا کیواسطے مجہکو نہ کیجے منع رونے سے
ٹپکنا دل کا خون ہوکر ابہی اے یار باقی ہے

تغافل کی حکایت کو نہ لاتا لب پہ مین لیکن
تحمل اب نہین دلمین بتِ عیار باقی ہے

صفائی پہ تو اپنی اسقدر نازان نہو اے دل
ابہی آئینہ مین تیرے بہت زنگار باقی ہے

لیا کرتے ہین بل کی ونگے گیسوے مصحف رخ سے
ابہی رنجش میانِ کافر و دیندار باقی ہے

نہین آتا ہی پہر فاتحہ تو خاک پر میری
ترے دل مین غبار اے یار کیا کچہہ عار باقی ہے

تعجب ہے کہ تیرے عہد مین اے ساقی سرخوش
تنِ زاہد پہ ابتک جبہ و دستار باقی ہے

فروغ خوش بیان اک اور بہی تازہ غزل لکہیے
ابہی تو کلک مین کچہہ شوخئ رفتار باقی ہے

نہین بیوجہ یان کچہہ تن مین جانِ زار باقی ہے
وہان کچہہ پردۂ انکار مین اقرار باقی ہے

غمِ جانان کمی ہرگز نہ کرنا دل کی کاوش مین
ابہی کچہہ آرزو سے دیدۂ خونبار باقی ہے

کہان جاتا ہی اے دل زخمی تیر مژہ ہوکر
ابھی تو تیغ ناز دلربا کا وار باقی ہے

سنا ہی کیجیے صاحب تمہاری اس زبان مین
کہان یوسف کی اب وہ گرمئی بازار باقی ہے

رہے ہے یارب ترقی پر ستم اونکا جفا اونکی
دل مضطر مین جبتک خواہش آزار باقی ہے

کہلا ہم پر یہ عقدہ بعد مردن قبر مین آکر
بہت آسان تھا جو گزرا بہت دشوار باقی ہے

لحد مین بھی وہی سامان وحشت سب مہیا ہین
وہی ہم ہین وہی دل ہے وہی آزار باقی ہے

سبب کیا پوچھتے ہو تم فروغ اس زندگانی کا
وہان کچھ پردۂ انکار مین اقرار باقی ہے

اگر کچھ خون دل کو اس قاتل سے کہنا ہے
تو فرمان ادب کچھ ہمکو بھی اس دل سے کہنا ہے

جو کچھ کہنا ہے پروانے کو شمع محفل آرا سے
وہی ہمکو بھی اوس برہمزن محفل سے کہنا ہے

کہان جاتا ہی او قاتل ٹھہر پھر خدا دم بھر
ابھی خنجر کو تیرے کچھ دم بسمل سے کہنا ہے

دل نادان اوٹھا کر ہاتھ ہمکو اپنی ہستی سے
سلام شوق تیر خنجر قاتل سے کہنا ہے

کہو اس چرخ سے رکے نہ ہرگز تیر نالے کو
پیام دل وہی اوس لامکان منزل سے کہنا ہے

سحر بھی متصل ہے زندگی کی شب سے اوغافل
زبان حال سے یہ شمع کو محفل سے کہنا ہے

جرس کیطرح چلا کر دل مجنون کو کہنا تھا
کہ میری چشم کو کچھ پردۂ محمل سے کہنا ہے

کسی افسون سے اوس چاہ ذقن تک جا نہین سکتے
یہ اب ہمکو اسیران چہ بابل سے کہنا ہے

نکل آئے ذرا پہلو سی کہدے اے غم جانان
مجھے کچھ اور کچھ اس چشم تر کو دل سے کہنا ہے

حصول اہل کرم سے کیا تہیدستان قسمت کو
زبان موج سے دریا کو یہ ساحل سے کہنا ہے

پہونچا جام بنکر تا لب جانان کسی ڈہب سے
دم آخر مجھے پیدا اپنے آب و گل سے کہنا ہے

ذرا فرصت تو دو پہر خدا لے درد بیتابی
کہ پہر کچھ پہ دل کو مجھسے اور مجھے کچھ دل ہی کہنا ہے

فروغ اس آفتاب داغ دل کو روبرو کر کے
سلام عارض جانان مہ کامل سے کہنا ہے

سنا چاہے دل مضطر کا میرے گریبان کوئی
دہان زخم دل مین تیغ کی رکہدے زبان کوئی

بتا سکتا نہین اونکے دہن کا اب نشان کوئی
کسیکو ہو سخن گر اسمین تو کہولے زبان کوئی

وہی حالت دل مضطر کی ہے سودا کے کاکل مین
کہ جیسے مضطرب ہو طائر بے آشیان کوئی

عجب نازو ادا سے خاک رہ یان کی ترپتی ہے
ابہی اس دشت سے شاید گیا ہے کاروان کوئی

بہت دیکھی ہین ہمنے دعوتین مخلوق مین لیکن
نہ غم سا میہمان دیکھا نہ دل سا میزبان کوئی

جسے دیکھو تمنائی ہے اونکے آب خنجر کا
نہین اب چاہتا ہے خضر عمر جاودان کوئی

جگر اور دل کی میرے دیکھکر بہڑکی ہوی آتش
خدنگ ناز کہتا ہے کہ اب بیٹھے کہان کوئی

دل محبوس کا کل آہ کیسا یاد آتا ہے
جو میرے سامنے آتا ہے پہنے بیڑیان کوئی

الٰہی آتش گل نے بہڑک کر کیا جلایا ہے
نظر آتا نہین اب اس چمن مین آشیان کوئی

نگون سر تا زمین ہون اور نالہ آسمان جنبان
نہ مجھسا پیر عالم مین نہ مجھسا ہے جوان کوئی

برابر نام ہے وہ اور اوسمین تیغ لٹکی ہے
سوا اسکے کمر کا اونکی دیگا کیا نشان کوئی

حرم مین بھی صنم کا کس ادب سے نام لیتا ہے
فروغ اس دل سا دیکھا ہے جہا نمین بت پرستان کوئی

اشک اب کم ہو چلے لخت جگر آنے لگے — پہول گر کر نخل مژگان مین ثمر آنے لگے
اندنون پہر غیر شاید اونکے گہر آنے لگے — پہر فرشتے موت کے ہمکو نظر آنے لگے
اضطراب دل کا شاید ہو چلا ہنگامہ گرم — لخت دل گہبرا کے سوے چشم تر آنے لگے
پہر ہجوم گریہ و آہ و فغان ہونی لگا — پہر دل مضطر کے منظور نظر آنے لگے
دیکہیو دل آگیا اندہیر کا عہد شباب — گیسوے مشکین جانان تا کمر آنے لگے
فیض قید عشق سے کیا ہو گئے آزاد ہم — شادی و غم اب ہمین یکسان نظر آنے لگے
جلد چل اے دل اگر ہے سرخروئی کی طلب — کوچۂ قاتل سے مردم خون مین تر آنے لگے
تب کمال گریۂ بے اختیار شوق ہے — اشک تر کے ساتہ جب لخت جگر آنے لگے
پہر چلا پیمانہ شاید شوق کے بہی عمر کا — خط کسیکے اب نہایت مختصر آنے لگے
بت پرستی کا ہماری نفع دیکہا زاہدا — پاس سے اللہ کے پیغامبر آنے لگے
کسلئے یہ شور و شر اے گریۂ بے اختیار — اب تو نالے دل سے مقبول اثر آنے لگے

ہم بہی قائل ہین تیرے دل کی صفائی کے فروغ — اب تو وہ جان جہان آئین نظر آنے لگے

نگاہ ناز کا پہرنا یہ چار سو کیا ہے — الٰہی خیر یہ انداز جستجو کیا ہے
نہ کفر و دین مین یہ عشوے نہ روز و شب یہ ناز — خدا ہی جانے کہ وہ زلف کیا ہے رو کیا ہے
جناب پیر مغان غور کیجیے تو ذرا — یہ میرے لب پہ صدائے سبو سبو کیا ہے
کسیکے سوزن مژگان کی یاد ہی باعث — وگرنہ چاک جگر کو غم رفو کیا ہے

نگاہ ساقی و ناز نگاہ سے صہبا — ہمارے واسطے فکر مے و سبو کیا ہے
عجب دماغ ہے خنجر کا اوسکے کہتا ہے — کہ میری شان کے آگے تیرا گلو کیا ہے
کسیکے جور کی رسوائی کا ہے ہمکو خیال — وگرنہ عشق کے نزدیک آبرو کیا ہے
نہین مجال سخن وان ہے اور اگر ہو بھی — تو کس زبان سے کہین ہم کہ آرزو کیا ہے
ہمارے پردہ ہستی مین کوئی بیٹھا ہے — وگرنہ آپ ہمین اپنی جستجو کیا ہے

بہار عارض جانان کو دیکھتے ہین فروغ
چمن کے سنبل و گل کیا ہین رنگ و بو کیا ہے

اب اسکے بعد نہ کہیگا مجھسے تو کیا ہے — وگرنہ مین بھی کہونگا یہ گفتگو کیا ہے
دل حزین سے مرے تجھکو گفتگو کیا ہے — رہیگی پاس یہان اے امید تو کیا ہے
کہین وہ گھر سے نہ نکلے ہون دیکھ تو اے دل — وگرنہ آج یہ ہنگامہ چار سو کیا ہے
جلا کے خاک کیا خاک کو اوڑا بھی دیا — اب اور ہمسے ترے دل کی آرزو کیا ہے
ہے آج پہلو مین برپا عجیب ہنگامہ — کوئی سنو تو دل و غم مین گفتگو کیا ہے
غبار دل سے کسیکے دھلے تو جانین ہم — وگرنہ رخ کی سرشک یہ شست و شو کیا ہے
جو سوز دل سے نہ پڑھے تو وہ نماز ہے کیا — جو خون دل سے نہ کیجے تو وہ وضو کیا ہے
یہ جان زار ہی کیون دل بھی اسقدر شیدا — الٰہی دل مین بجز درد آرزو کیا ہے
جواب پائیگا اے دل زبان تیغ سے تو — دہان زخم سے ہر دم یہ گفتگو کیا ہے
دل نحیف کو میرے کہان ہے تاب سخن — جناب پوچھئے مجھسے کہ آرزو کیا ہے

فروغ تم ہی کہو تم ادہنین سجا ہے حضور
جو بات بات پہ کہتے ہین تمسے تو کیا ہے

آہ اب تک یہ آبلے دل کے
نہ بنے چہالے تیغ قاتل کے

اون سے یا اونکی تیغ سے نکلے
خوب نکلینگے حوصلے دل کے

دیکھہ او قیس طور اس دل کے
ہین سب انداز اسمین محمل کے

دست قاتل کو چوم لین کہین
دیکھنے والے زخم بسمل کے

سخت جانی بس اب خدا کیلئے
دکھہ چلے ہاتہہ میرے قاتل کے

قیس کو خاک ہو کے رہنا تہا
گرد کیطرح گرد محمل کے

بدگمانی تو دیکہو ذبح کے بعد
بال و پر توڑتا ہے بسمل کے

اپنی چتون سے پوچھئے تو ذرا
کسنے توڑے ہین قافلے دل کے

فصل گل آئی دل مین لینے لگے
چٹکیان نالے پہر عنادل کے

کہینچکر تیغ کہنچ رہا مجھسے
جذب دل دیکھہ جور قاتل کے

دونون آنکھین ہین چشم دید گواہ
اور ہم مدعی ہین اس دل کے

قیس لیلی کو کیسے پا سکتا
ہوش اوڑاتے تہی ناز محمل کے

ناخن تیغ سے کہلے آخر
جتنے عقدے تھے میری مشکل کے

کعبے سے بتکدے کو ہو پہنچا دے
ہمتو جویا ہین ایسے کامل کے

شوق پا بوس ہین کسیکے فروغ

فرشتہ ہم بنگئے ہین محفل کے

نہ سمجہا عمر گزری اس دل مضطر کو سمجہاتے
اگر ملتا تو اب ہم کچہہ ترے خنجر کو سمجہاتے

کسیکے ناز کو سمجہا کے اے دل تم ہوئی ملزم
سمجہکر حضرت من آپ اوس خود سر کو سمجہاتے

ہمارا ہر رگ وپے کسقدر مشتاق کاوش ہے
اگر کچہہ ہوش آجاتا تو ہم نشتر کو سمجہاتے

زبان یار کا ہو طرز جسمین وہ رُسکے کیونکر
بتاؤ کسطرح ہم تیغ اور خنجر کو سمجہاتے

بتون کے حال سے ای اہل خلت بے خبر تمکو
جو ہم ہوتے تو ہم کچہہ اور ہی آذر کو سمجہاتے

تمنا تہی کہ وقت قتل کچہہ ملتی اگر فرصت
گلو کو اپنے کچہہ اور کچہہ دم خنجر کو سمجہاتے

بہت مجبور ہین دل سے کہ ہمسے دور رہتا ہے
وگرنہ مار کر ہم خوب اس خود سر کو سمجہاتے

حضور حسن گر پرسش فروغ اپنی ذرا ہوتی
تو دل کے باب مین کچہہ شنوہ دلبر کو سمجہاتے

اگر ملتا کہین تو پہر دل مضطر کو سمجہاتے
بہت گزری اگرچہ پہلے اُس پتہر کو سمجہاتے

اثر نالے مین ہوتا یا عمل تسخیر کا ملتا
تو ہم آغوش مین لیکر پری پیکر کو سمجہاتے

نہو صدمہ اونہین اسطرح گرنا اونکے قدمون پر
گزرتی ہے ہماری بس یہی اس سر کو سمجہاتے

حیا کا اور گستاخی کا جہگڑا ہی رہا شب بہر
دل مضطر کو سمجہاتے کہ ہم دلبر کو سمجہاتے

اگر ہم جانتے یہ ظلم ہوگا اونکے زیور سے
تو ہم بننے سے پہلے کچہہ الگ زرگر کو سمجہاتے

اگر کچہہ ہوش آجاتا تو سر کوبی کی حالت مین
کچہہ اپنے سر کو ہم کچہہ اوسکے سنگ در کو سمجہاتے

اگر خود رفتگی سے ایکدم فرصت ہمین ملتی
تو ہم بہی کچہہ جناب واعظ منبر کو سمجہاتے

فروغ اولٹی سمجھ کیسی ہے ان سمجھانے والون کی
جو سمجھاتے ہین مجھکو وہ دل مضطر کو سمجھاتے

دل صد چاک کی میرے نہ خبر تک پہونچے
اور شانے کی یہ قسمت کہ وہ سر تک پہونچے

شور گریہ کا ذرا باب اثر تک پہونچے
نمک خندہ کہین زخم جگر تک پہونچے

کیا غضب تو نہ پہنچی اے اثر نالۂ دل
کہ وہ تھامے ہوئے دل کو مرے گھر تک پہونچے

شام غم جان سے کہتی ہے کہ چل لب کیطرف
ضعف کہتا ہے کہ شاید یہ سحر تک پہونچے

تمنے مجھسے جو کجی کی تو ہوا کیا اے جان
ناوک غمزہ تو سب سینے جگر تک پہونچے

غیر وان صورت پروانہ او جلتے جائین
اور اوس شمع کو میری نہ خبر تک پہونچے

نازکی زلف سے کہتی ہے کہ ڈر ہے مجھکو
تیرا سایہ نہ کہین ہو کے کمر تک پہونچے

دل بیتاب نے تمکو تو بہت گھیرے ہوئے
کہئے کس طور سے پھر تم مرے گھر تک پہونچے

قد دلدار جو طوبی ہے تو کیونکر یہ ہاتھ
زندگانی مین بھلا اوسکے ثمر تک پہونچے

ناتوانی کا بہت زور تھا لیکن اے یار
ہم عصا نالے کی لیکر ترے در تک پہونچے

شوخئی چشم سے ہو جائے ہر اک حرف غزال
یہ غزل میری اگر اونکی نظر تک پہونچے

اے فروغ آپ نے کچھ رنگ اثر بھی دیکھا
نالے بلبل کے تو گوش گل تر تک پہونچے

یہ رنگ مسی آیا ہے سوسن مین کہان سے
یہ سرخئ پان آئی ہے گلشن مین کہان سے

وہ مر ہی گیا جسکی طرف آپنے دیکھا
آیا ہے یہ زہر آپ کی چتون مین کہان سے

بلبل بھی مرے ساتھ یہ کہتی ہے کہ یارب
نالوں میں اثر نالہ وشیون میں کہاں سے

ہر ذرے پہ خورشید قیامت کا گماں ہے
آئے یہ ترے قصر کے روزن میں کہاں سے

ہر سمت سے حملہ ہے مرے نالوں کا اونپر
چین آئے اونہیں پہلوے دشمن میں کہاں سے

اے امت موسیٰ کہو اب تم کہ وہ مشعل
آئی تھی بھلا اوسی ایمن میں کہاں سے

جھکتا ہی نہیں سامنے اوس بت کے ترا سر
زاہد یہ رگ آئی تری گردن میں کہاں سے

داغوں کو مرے دیکھکے بلبل بھی یہ بولی
گل اتنے بھلا آئینگے گلشن میں کہاں سے

باقی نہیں اک قطرۂ خون بھی مرے تن میں
اب چھینٹ پڑیگی ترے دامن میں کہاں سے

اوس بت کو پسند آئی ہے خود بھی یہ دورنگی
الفت ہو بھلا شیخ و برہمن میں کہاں سے

وہ فاتحہ پڑھنے کو فروغ آئے ہیں ورنہ
بے تابیاں آئیں مرے مدفن میں کہاں سے

نہیں خنجر سے صاحب کچھہ خطا کی
نزاکت آپ میں ہے انتہا کی

بھلا تو اور توجہ اوس ادا کی
تمنا کر دل ناداں قضا کی

صبا نے لاکے بو زلف دوتا کی
پنہائیں دل کو زنجیریں بلا کی

بہاؤ خون مری امید کا بھی
یہ صورت ہے ادائے خونبہا کی

محبت تو بھی کیا بیدادگر ہے
ہیں اونکا وہ مرے سہتے ہیں ستا کی

خدا کیواسطے اے سخت جانی
رہے حسرت نہ اونکو کچھہ جفا کی

وہ دل تھامے ہوئے بیٹھے ہیں بیدل
پڑی ہے تجھکو اپنے مدعا کی

نہیں آیا کوئی ناوک تو پھر کیون
صدا پہلو سے آئی مرحبا کی

کرے عرض تمنا کچھہ دل زار
اجازت ہو اگر شرم و حیا کی

خدا جانے بتو ہو جاتے کیا ہم
جو اتنی بندگی کرتے خدا کی

فروغ اب دم نہ مار و زیر خنجر
یہی ہے راہ تسلیم و رضا کی

بر آئی آرزو اب لو ادا کی
تمنا سے دلی نے بھی قضا کی

بلا جانے تری زلف دوتا کی
کہ کیا حالت ہے جان مبتلا کی

نہ ہم دل کے نہ دلبر کے ہین شناکی
ہمین نے اپنے اوپر خود جفا کی

لڑی تو آنکھہ دل کا کر دیا خون
خطا کسکی تھی اور کسکی سزا کی

تکلف ہو رہے ہین دل مین کیا کیا
وفا نے کی ہے مہمانی جفا کی

کیا اوس بت سے جو اظہار مطلب
کہا مین اور تو قدرت خدا کی

جفائین آپ کی ہین خوب واقف
کہ ہمنے کس تمنا پر وفا کی

بہت مدت سے دل کو جستجو ہے
خریدار متاع نا روا کی

حجاب آتا ہے آئینہ سے اسکو
بھلا کچھہ انتہا ہے اس حیا کی

کیا کرتے ہین وہ نکہے گوش نازک
شکایت خندۂ گل کی صدا کی

کیا وہ کام بتجانے مین دل نے
کہ بت کہنے لگے رحمت خدا کی

فروغ اس دل کی نادانی تو دیکھو

تمنا اوس سے رکھتا ہے وفا کی

تدبیر چلی نہ جستجو کی
تقدیر یہہ میری آرزو کی

اے غنچہ عشق چاک کر دے
گلزار گلی مرے گلو کی

اس دل کی یہ کافری تو دیکھو
اللہ سے بت کی آرزو کی

کم ہوتی نہین ہے حیرت حسن
مسدود ہے راہ گفتگو کی

اے دیر و حرم کے جانیوالو
راہین یہ نہین ہین جستجو کی

ایک ہوش ربا ہی ایک جان بخش
یہ بو کی ہے کیفیت وہ خو کی

جب کہتا ہون سچ کہو تو ظالم
کہاتا ہے قسم سر عدو کی

بہاگا نہ نگاہ قہر سے دل
کیا چوٹ سنبہالی روبرو کی

جاتا نہین راہ پر تو سیدہا
اے نالہ یہ ہے بدسلو کی

دل ہی نہ رہا کہ جسمین تہی چاک
کیون فکر ہے چارہ گر رفو کی

اوس تیغ سے بہی فروغ ہرگز
کٹتی نہین گردن آرزو کی

وان تاب ہے کسکو گفتگو کی
کیونکہ ہو وکالت آرزو کی

مین مہر کو رخ کسیکا سمجہا
کیا رات مری نگاہ چوکی

کچہہ ذکر ہمارے بت کا واعظ
کچہہ فکر ہماری آرزو کی

حیرت سے وہ سمجہے میرا مطلب
خاموشی نے خوب گفتگو کی

اے چارہ گر اک تڑپ ہین دل کی
اوڑ جائینگی دھجیان رفو کی

کیا اون سے شکایت تغافل
ہے جنکو شکایت آرزو کی

گو گالیان دین مگر سنے تو
کچھہ رہگئی بات گفتگو کی

آب دم تیغ و چشم تر نے
دل کی مرے خوب شست و شو کی

پوچھو تو ذرا فروغ دل سے
کچھہ حد بھی ہے تیری آرزو کی

علم جب وہ تیغ دو سر ہوگئی
سرون کی مہم دم مین سر ہوگئی

تصور بھی مرہم کا کرنا نہ تھا
خطا تجھسے زخم جگر ہوگئی

نہ اب کیجیے آپ تکلیف کچھہ
جو ہونی تھی اے چارہ گر ہوگئی

دیا اوسنے پرزے سی خط کا جواب
بڑی خیر اے نامہ بر ہوگئی

مین سمجھا کہ توام ہین شادی و غم
دم خندہ جب آنکھہ تر ہوگئی

برا ہو نزاکت کا یان تک انہین
پہونچتے پہونچتے سحر ہوگئی

ضرورت ہے کیا حضرت خضر کی
یہان گمرہی راہبر ہوگئی

شب وصل آیا سر شام غش
سنبھلتے سنبھلتے سحر ہوگئی

ترحم نہ تھا اک ادا تھی جو آج
اونہین قتل سے درگزر ہوگئی

دماغ آشنا ہوتی ہی اوسکی بو
طبیعت برنگ دگر ہوگئی

جگاتے جگاتے تجھے اے نصیب
شب زندگی کی سحر ہوگئی

چلو نگار ترے ساتھ ای دل ہان / مجھے غم سے فرصت اگر ہو گئی

نہین بے سبب مضمحل طفل اشک / ڈرے کچھ ہین یا کچھ نظر ہو گئی

دلون کی بھی کیا تار برقی ہے راہ / یہان دل ہلا وان خبر ہو گئی

نہین سخت جان ہون ہین بے اثر / نزاکت تیری خود سپر ہو گئی

ہوا ضبط گریہ نہ اس سے **فروغ** / مری چشم خود پردہ ور ہو گئی

نہین اے شمع رو تیری طرف پروانہ آتا ہے / یہ ٹکڑا ہے مرے دل کا کہ بیتابانہ آتا ہے

تحمل درد پنہان کا نہین ہوتا ہے کچھ ہم سے / تمہین کچھ ننگ بھی اے بلبل و پروانہ آتا ہے

ذرا تو دیکھ اے فوج مژہ آنا مرے دل کا / کوئی ہی یون ترے میدان مین مردانہ آتا ہے

کوئی شیدا اے چشم مست کی حالت کو پھر دیکھے / حباب و سکے رو برو مے سے بھرا پیمانہ آتا ہے

چمن مین حسن کے جز خط کوئی پرسان نہین اپنا / نظر اک آشنا یہ سبزہ بیگانہ آتا ہے

اسے سونے دیا ای دل غ تو نے وصل کی شب مین / جگانا سحر کا بھی تجھکو اے دیوانہ آتا ہے

کبھو آیا تو دم بھر بھی نہ ٹھیرا میرے یہان وہ / دل وحشی تجھے بھی ناز معشوقانہ آتا ہے

مجھے دیکھا جو نقد جان بکف تو ہنسکے فرمایا / خریدار ادا دیکھو لئے بیعانہ آتا ہے

پری پنہانے کی باتین کس مزے سے آہ کرتا ہے / ذرا بھی ہوش مین جبدم دل دیوانہ آتا ہے

مین لا سکتا ہون جذب دل سے اس پرانہ مین اسکو / مگر مجھکو خیال شوکت شاہانہ آتا ہے

فروغ اوس چشم کے افسون کا ہر دم ذکر کرتے ہو

تمہین اسکے سوا کوئی نہین افسانہ آتا ہے

نہین عارض پہ یہ خط اے دل دیوانہ آتا ہے
رہائی کا تری یا قتل کا پروانہ آتا ہے

بتا اے عقل اوس کاکل کو تجھسے کیا عداوت ہے
کہ جب آتا ہے اُسکے بیچ مین فرزانہ آتا ہے

اوچھلنا دوڑنا گرنا تڑپنا جلکے مر جانا
مرے دل کا تجھے ہر طرز اے پروانہ آتا ہے

الٰہی سخت جانی سے مری کیا ہو گیا واقف
مری جانب جو لرزان خنجر جانانہ آتا ہے

سراپا گوش اور حیرت زدہ ہے گل گلستان مین
مگر ان بلبلون کو کچھ مرا افسانہ آتا ہے

بولایا ہے کسینے یا کسیکی پیشوائی ہے
کلیجا آج مُنہہ کو کیون یہ بیتابانہ آتا ہے

ابھی ہے تو اسیر ذوق تو گھبرا نہ وقت ہے
بہت مدت مین زاہد شیوۂ رندانہ آتا ہے

ہمین کوچہ کسیکا یاد آتا ہے ذرا پھر ہان
تجھے جنت کا واعظ خوب ہی افسانہ آتا ہے

اوسیکو بار ملتا ہے **فروغ** اوس بزم عالی مین
جو کوئی جان دینے صورت پروانہ آتا ہے

دل مضطر کی جانب ناوک جانانہ آتا ہے
نکل ارمان اس گھر سے کہ صاحبخانہ آتا ہے

اوٹھا وہ ابر اور ساقی بھی آیا دیکھہ اے واعظ
بس اب خاموش وقت گردش پیمانہ آتا ہے

عیادت یا زیارت کو تری اے نرگس جانان
کبھی ساغر کبھی مینا کبھی میخانہ آتا ہے

کوئی سنگ جفا تجھپر پڑا یا نازنے جھڑکا
جو روتا اوسطرف سے تو دل دیوانہ آتا ہے

دل صد چاک سے پہلے پہونچکر مین کہونگا یہ
مبارکباد اے گیسو نیا اک شانہ آتا ہے

ارے دل صبر کر ہمراہ میرے ہوش رفتہ کے
کوئی دم مین یہان وہ شوخ مستانہ آتا ہے

فروغ اوس چمن کا گل کہے ہین ہمتو کہنے والے
نظر ہین کب ہماری چمن کا بتخانہ آتا ہے

آہ بھی خون مین تر نہین آتی
تجھکو شرم اے جگر نہین آتی

وہ نگہ رحم پر نہین آتی
جان بچتی نظر نہین آتی

جان کو جانے مین تھی یا سو ناز
یا اودھر سے ادھر نہین آتی

مے کہنہ سے بلکہ موت سے بھی
بیخودی اسقدر نہین آتی

موت کو موت آگئی شاید
جو کبھی بھولکر نہین آتی

لامکان پر رہا کہ آگے بڑھا
دل کی اب کچھہ خبر نہین آتی

ہنسی آتی ہے زخم کو لیکن
اے جگر اسقدر نہین آتی

درد دل پر مرے ذرا رحمت
تجھکو اے چارہ گر نہین آتی

کوچۂ زلف ہی مین پھرتی ہے
او صبا تو ادھر نہین آتی

دیکھکر تجھکو اب تو بلبل کو
یاد گل بھولکر نہین آتی

آہ سے پوچھتا ہے درد کہ کیون
دل کی وان سے خبر نہین آتی

وہ شرارت سے بنگیا ہے بت
کیا اوسے بات کر نہین آتی

ابھی بہ جاے کوہ غم لیکن
جوش پر چشم تر نہین آتی

تیغ ابرو ہے طرفہ تیغ فروغ
دل پہ چلتی نظر نہین آتی

محتسب توبہ آگیا یان اک نگار آنیکو تہی
خار غم جانے کو تہا جان بہار آنیکو تہی

کوئی شئے کیا داغ آسا یادگار آنیکو تہی
رات جو ہچکی مجہے بے اختیار آنیکو تہی

اوڑ گئے تہے ہوش میرے میری رنگ رخ کیطرح
کسکی بو ئے زلف اے پروردگار آنیکو تہی

یاد چشم مست نے بیہر کردیا بیخود مجہے
ورنہ کچہہ قابو مین طبع بیقرار آنیکو تہی

وصل کی شب بیخودی کسدرجہ طاری ہو گہی
آج ہی اسے وا ئے یہ غفلت شعار آنیکو تہی

روشنی داغ دل کا حال سنکر رہگئی
شمع ورنہ جانب کنج مزار آنیکو تہی

بخت برگشتہ کیصورت اونکی آنکہین پہر گئین
الیسی گردش ہیہ اے لیل و نہار آنیکو تہی

ہوگیا مہر دہان بوسہ لب جانبخش کا
ورنہ لب پر کچہہ شکایت اے نگار آنیکو تہی

پاکے بو اسکی دل غم دوست بہاگا مثل صبر
کیا کوئی راحت مرے پروردگار آنیکو تہی

زخم دل بدبخت ہے تو ورنہ ہمراہ صبا
کل وہر کو بوئے زلف مشکبار آنیکو تہی

اوس کمر کا کچہہ نشان شاید عدم مین ملگیا
ورنہ جان اس تن مین پہر بے اختیار آنیکو تہی

کیا طبیعت سایہ ناصح سے پتہر ہو گئی
ایک بت پر ورنہ وہ بے اختیار آنیکو تہی

نخ مے کو کیا گہٹا یا اوسکی چشم مست نے
گوڑہی کو ملتی ہے اب جتنی کہ چار آنیکو تہی

شوخیون کا شکر احسان تجہہ واجب ہے فروغ
وصل کی شب مین حیا تو بار بار آنیکو تہی

وہ کل شب کو جو مجہپر مہربان تہے
دل آگاہ کو کیا کیا گمان تہے

غبار آسا پس محمل روان تہے
کبہی ہم بہی شریک کاروان تہے

کبھی ہم ہمدم ہوے بیان تھے
کبھی ہم بھی کسیکے رازدان تھے

کبھی اوس زلف سے کشمیر نشیان تھین
کبھی ہم طوطی ہندوستان تھے

دکھایا عشق نے یہ روز ہمکو
وگرنہ ہمتو اک رازِ نہان تھے

یہ دو ہرے زخم کیون پڑتے تھے دلپر
نہ غمزے گر شریک امتحان تھے

ہم آتے ہین جہان بیخودی سے
بتاؤ حضرت دل تم کہان تھے

تڑپتے ہین تمھارے عاشق زار
کہان تم یوسف بے کاروان تھے

جہان تھے آپ شبکو جلوہ فرما
وہان حاضر مرے وہم و گمان تھے

محبت کی بدآموزی ہے ورنہ
یہ انداز ستم پہلے کہان تھے

جدا ہم تم ہین اب مثل دل و صبر
کبھی باہم مثال جسم و جان تھے

کیا ہے واعظون نے ناک مین دم
کہان تم حضرت پیرمغان تھے

نیاز و ناز کا کل معرکہ تھا
وہ تیر افگن تھے ہم اونکے نشان تھے

رہے آوارہ صحرا ہمیشہ
الٰہی ہم بھی کیا ریگ روان تھے

فرشتون کے وہان جلتے نہ کیون پر
مرے نالے فروغ آتش فشان تھے

کون کہتا ہے وہ جفا نہ کرے
حسن کا کیا وہ مقتضا نہ کرے

نخوت اتنی تو پھر جفا نہ کرے
کاش یہ عشق بھی وفا نہ کرے

کسکو ہو قدر عافیت معلوم
وہ پریزاد اگر جفا نہ کرے

نہین ممکن کہ زاہد اوس بت کو
دیکھے اور پھر خدا خدا نہ کرے

حضرت ناز دل کو کیا ہے حکم
کچھہ کرے عرض حال یا نہ کرے

جان نثاری ہے شکر وعدے کا
گرچہ وعدے کو وہ وفا نہ کرے

واعظو کوچۂ صنم ہے یہہ
یان سے بندہ بھیکر خدا نہ کرے

یار آئے نہ ہاتہہ وہ جبتک
ضعف مجھکو شکستہ پا نہ کرے

گو گلے کٹتے ہین وہان لیکن
اوس گلی کا کوئی گلا نہ کرے

کون لائے نگاہ ناز کی تاب
پردہ داری اگر حیا نہ کرے

اوسکو شکوے کا ہو گمان نہ کہین
لب ترا زخم دل ہلا نہ کرے

جب مین جانون کہ دیکھکر اوسکو
کہے کوئی کہ وہ جفا نہ کرے

دل تو جاتا ہے پر یہہ ڈر ہے مجھے
کہ وہان جاکے کچھہ گلا نہ کرے

حال دل کا ہو کسطرح معلوم
گرہ زلف گر وہ وا نہ کرے

اوسکا غنچہ دہن بدگمان ہو کہین
کوئی مجھسے گلے ملا نہ کرے

نکلی جاتی ہین جانین بے دیکھے
کیا وہ پردے مین بھی ادا نہ کرے

حکم ہے بزم ناز مین کوئی
کبھی اظہار مدعا نہ کرے

گل کو بلبل نے خوب سمجھایا
کہ تیرے رخ کا سامنا نہ کرے

کہیئے دو دن کی زندگی مین فروغ
کیا کرے کوئی اور کیا نہ کرے

تم فروغ اوس کمر کو کیا سمجھے
نصف لا سمجھے یا کہ لا سمجھے

جان سمجھے تجھے نہ دشمن جان
کیا سمجھنا تھا آہ کیا سمجھے

پھر وہی ذکر اضطراب بتان
تجھسے اے ذوق دل خدا سمجھے

شکوۂ جور اوس سے کیا کیجیے
شکر کو آہ جو گلا سمجھے

دیکھہ نخوت یہ سہو کا احسان
خون کو میرے وہ حنا سمجھے

موت کو آگئی ہنسی جو طبیب
درد کو میرے لا دوا سمجھے

ناز کر روز حشر ہم تجھکو
اوسکے پازیب کی صدا سمجھے

کون ہے جز شب فراق جو کچھہ
زلف کافر کا ماجرا سمجھے

کعبہ سمجھے فروغ دیر کو آپ
اور اوس بت کو کئے کیا سمجھے

دل پھر چلا ہی زخم کو پنہان کئے ہوئے
عزم دکان مشک فروشان کئے ہوئے

بیٹھے ہین اہل بزم کو حیران کئے ہوئے
محفل کو اپنی شہر خموشان کئے ہوئے

اللہ رے احتیاط کہ جاتا ہی دل وہان
اپنے سوا اپنے آپ کو پنہان کئے ہوئے

کیا بد بلا ہے عشق وہ آتے ہین سوئے دل
یوسف کیطرح خواہش زندان کئے ہوئے

خالی نہین ہین جو ابھی اونکی بہار سے
زخمون سے ہین چمن کو گلستان کئے ہوئے

پھر دیکھتے ہین ناوک مژگان کو آج ہم
جان نذر آبدار ہی پیکان کئے ہوئے

گریے سے کچھہ نہ سود نہ نالے سے فایدہ
یہ کام سب ہین اے دل نادان کئے ہوئے

گو سو بلا کا آنا ہے پر چاہتا ہے دل
آنا کسیکا زلف پریشان کیے ہوئے

کیا حال پوچھتے ہو مرے دل کا دیکھ لو
سینے کو ہے یہ حشر کا میدان کیے ہوئے

خود کہہ رہے ہین زخم دلون کے ہر ایک سمت
بیٹھے ہین آپ کار نمایان کیے ہوئے

بیوجہہ آج دل سپر انداختہ نہین
آتا ہے کوئی تیغ کو عریان کیے ہوئے

اے چرخ وہ کہان ہین جو ہین اپنے داغ سے
شمس و قمر کے حال کو یکسان کیے ہوئے

بیٹھے ہین ہمتو خون تمنا سے اے فروغ
چہرے کو اپنے رشک گلستان کیے ہوئے

وہ تازہ گل ہین زیب گریبان کیے ہوئے
ہم ٹکڑے دل کے زینت دامان کیے ہوئے

آتا ہے دل تلاش نمکدان کیے ہوئے
تعمیل حکم زخم نمایان کیے ہوئے

آتی ہے زخم دل کیطرف بوے زلف یار
لاکھون ہی رشک نافے کا سامان کیے ہوئے

گردش سے اپنی چشم کی مدت ہوئی انہین
ایمان کو کفر کفر کو ایمان کیے ہوئے

کیا چھو گئی نسیم جو بیٹھے ہین آج آپ
غنچے کیطرح سر بگریبان کیے ہوئے

پوچھو نہ ہمسے کچھہ ابھی اے اہل لامکان
آتے ہین سیر عالم امکان کیے ہوئے

کیا احتیاج تیغ صفاہان گر آئین آپ
سرمے کو زیب نرگس فتان کیے ہوئے

تا حشر کیا مجال کہ مارین کبھی پلک
ایجان تمہارے حسن کے حیران کیے ہوئے

میرے غبار کی یہ کشش تھی کہ آج آپ
آئے سمند ناز کو جولان کیے ہوئے

مہر و وفا کا خوب ہی ہم کر کے امتحان
بیٹھے ہین ترک صحبت یاران کیے ہوئے

تیزی پہ ہے فروغ نسیم خرام ناز
رہنا چراغ دل تہہ داماں کئے ہوئے

مدت ہوئی ہے سوز کو مہمان کئے ہوئے
داغوں سے بزم دل کو چراغاں کئے ہوئے

بیٹھے ہیں رخ پہ زلف پریشاں کئے ہوئے
صبح وطن کو شام غریباں کئے ہوئے

ہمتو کسیکی جنبش دامن کے شوق میں
پھرتے ہیں تار تار گریباں کئے ہوئے

دل نے بہت ستایا ہے یارب وہ جلد تر
آجائیں تیز خنجر مژگاں کئے ہوئے

اب فکر کیا ہی تجھکو تو مدت ہوئی ہی زلف
تاراج کشور دل و ایماں کئے ہوئے

نادانی دیکھو حضرت دل کی کہ آتے ہیں
ناوک فگن سے شکوۂ پیکاں کئے ہوئے

واعظ سے ذکر توبہ کا کیوں ہمسے ہمتو ہیں
پیمانۂ شراب سے پیماں کئے ہوئے

بلبل وہاں کا عزم ہے سیر کو آئے ہیں
یہ گل جہاں سے چاک گریباں کئے ہوئے

سمجھے گا کون ناصح ناداں کی پند کو
بیٹھے ہیں ہمتو ہوش کو ویراں کئے ہوئے

مدت سے ہوش فتنہ اڑے ہیں وہیں فروغ
اظہار مدعاے دل و جاں کئے ہوئے

بہتر نہیں ہے خندہ مرے گریہ پر فروغ
قطرہ ہی تہیۂ طوفاں کئے ہوئے

ترے سر پہ قرباں ہوا چاہتا ہے
دل زار بھی جاں ہوا چاہتا ہے

ادہر روے مژگاں ہوا چاہتا ہے
دلا تیر باراں ہوا چاہتا ہے

نہیں اب بھی طاقت ضبط گریہ
عیاں راز پنہاں ہوا چاہتا ہے

ارے شکوہ جور تیرا برا ہو
وہ سرو گریبان ہوا چاہتا ہے

عجب گل کھلاتا ہے وحشی تمہارا
بیابان گلستان ہوا چاہتا ہے

جدائی نہونے کا اے یاد جانان
دل و غم مین پیمان ہوا چاہتا ہے

غضب ہے نہ آیا وہ اے جذب اب تک
مرا دل پشیمان ہوا چاہتا ہے

اشارہ نہ یون کیجیے ورنہ جھگڑا
میان دل و جان ہوا چاہتا ہے

سنا ہے وہ آتے ہین پردے سے باہر
جو پیدا ہے پنہان ہوا چاہتا ہے

فروغ اب تو دست جنون سے تمہارے
یہ دامن گریبان ہوا چاہتا ہے

محفل بے یار مین کیا چاہیے
مے سے بڑھکر مے سے کچھنا چاہیے

زخم بھی ہے درد بھی ہے داغ بھی
اور اے دل تجھکو اب کیا چاہیے

ہے ادائے ناز ہنگامہ پسند
شوق بھی ہنگامہ آرا چاہیے

اے دہان زخم دل وس تیغ سی
دل کا مطلب بھی تو کہنا چاہیے

جامہ عریانی کا بھی اب بار ہے
اور جامہ اس سے ہلکا چاہیے

دیکھنے کو زاہد و دیدار کے
حشر مین بھی چشم بینا چاہیے

کیا نہین یہ رحم جو کرتے نہین
جسقدر جور اونکو کرنا چاہیے

دیکھتے ہین کسکو کیونکر بزم مین
دیکھنا بھی اونکا دیکھا چاہیے

جور جان ناتوان یہ جان ہن
آپ ہی کہیے کہ اتنا چاہیے

گر خطا ثابت ہو کہینچو تیغ تیز
تمکو خود ہرگز نہ کہچنا چاہیے

جسکی خاموشی ہو شور حشر یار
نالہ زن اوسکو نہ کرنا چاہیے

جان رفتہ کے پہر آنے کے لیے
اون لبون کا کچہہ اشارا چاہیے

کیا کہون اے حضرت ناصح تمہین
بات کرنیکو سلیقا چاہیے

رشک کہتا ہے کہ قاصد کے عوض
نامہ لیکر آپ جانا چاہیے

کم نگاہی ہے کمینگاہ جفا
اس سے بس ہشیار رہنا چاہیے

ہر گہڑی کہتے ہین اونکے رنگ ڈہنگ
کوئی تازہ گل کہلانا چاہیے

شوق روے یار مین شبنم صفت
گل سے ملکر خوب رونا چاہیے

اوسکے کوچے مین ٹہیرنے کیلیے
دل کو کچہہ حیلے سکہانا چاہیے

بعد مردن خوک بہی ہوتا ہی خاک
زندگی مین خاک ہونا چاہیے

جان سے بیزار ہو گر تم فرغ
تمکو اوس کوچے مین جانا چاہیے

بڑہیگی اے دم خنجر تب آبرو تیری
کہ تڑپکے لیگا بلایین مرا گلو تیری

کہان ہے زلف معنبر کہان ہے بو تیری
مشام جان کو ہے مدت سے آرزو تیری

خلش ہے خار مین اور گل مین نکہت دلکش
کسی مین خو ہی تری اور کسی مین بو تیری

تری زبان ہے شہنشاہ کشور اعجاز
خراج لیتی ہے جادو سے گفتگو تیری

یہ ڈر ہے مجہکو کہ تجہکو بہی اے بت طناز
بلا مین ڈال نہ دے زلف مشکبو تیری

وہ پہونچی پانون تک اُسکے تو اُسکے دہن تک — حنا سے بڑہ گئی شوخی مرے لہو تیری
ستم کو چرخ کے اب لوگ رحم کہنے لگے — یہ بڑہ گئی ہے جفا یار تند خو تیری
گلا مین اپنے ہی ہاتھون سے کاٹتا اپنا — مگر جگہ ہے قریب رگ گلو تیری
نہ پوچھا آہ کبھی مجھسے اوس ستمگر نے — کہ کون شخص ہے تو کیا ہی آرزو تیری
روا روی ہے یہ عالم کی ہی عیان کہ کہین — ٹھہرنے دیگی کسیکو نہ جستجو تیری

حجاب اوسکا اوٹھا دو فروغ یہ کہکر / کہ مہر چرخ کی صورت ہے ہو بہو تیری

جان صرف بکھہ راحت ہوگئی — کیا امانت مین خیانت ہوگئی
آجتک کل کا نہ آیا کچھہ خیال — زندگانی خواب غفلت ہوگئی
ہجر کی شب دیکھئے دکہلائے کیا — شام ہی صبح قیامت ہوگئی
آہ خود بینی یہ تو نے کیا کیا — میری اونکی ایک حالت ہوگئی
اونکے رخ کو دیکھکر آئینہ کیا — بلکہ خود حیرت کو حیرت ہوگئی
دیکھکر مجھکو ہوئے چین بر جبین — میری صورت بہی شکایت ہوگئی
مین وہ وحشی ہون کہ جب صحرا گیا — دیکھکر وحشت کو وحشت ہوگئی
نکہت گل کیا ہی اوس گلرو بہی — اپنی نازکتر طبیعت ہوگئی
حضرت ناصح انہین باتون سے تو — سلطنت دہلی کی غارت ہوگئی
تیر اونکے اب نہین کرتے خطا — اب تو سیدہی میری قسمت ہوگئی

کہہ رہی ہے خندۂ گل کی صدا
بلبلون پر کچھہ عنایت ہوگئی
تجھکو بلبل گل سے ہے عشق مجاز
اسلیئے تو بے حقیقت ہوگئی

کر کے سینے مین میرے دیکھو فروغ
تیغ اوسکی سین حسرت ہوگئی

متفرقات

جبسے نکلا تیرے پہلو سے نہ پلٹا آجتک
ایخدا دل تہا مرا یا شعلۂ بیتاب تہا
وصل کا کام کیا تیرے تصور نے صنم
ورنہ اس ہجر مین دشوار تہا جینا میرا
دیکھکر اوس شعلہ رو کے حسن کو
شمع سے پروانہ ہی جلنے لگا
ہزارون کو کیا ہے قتل تمنے
کہان تم اور کہان شیرین و لیلی
تہا دم قتل اک ہجوم ادا
کس ادا کا مین نام لون یارب
تیر مارے ہین بے نشان کیا کیا
واہ کیا کہنا اے تغافل یار
کہتا ہون جب ان سے درد دل مین
کہتے ہین کہ ہوش کی دوا کر
کار پرداز ہے تغافل یار
دل کی امید کا خدا حافظ
زلف سا دام خال سا دانہ
طائر دل ترا خدا حافظ
لیتے ہو اک نگہ کے عوض جان ہزار حیف
یہ جنس اور اسقدر ارزان ہزار حیف
خاک ایسی خاک ہونے پر کہ ہوکر خاک بہی
ذکر کیا دامن کا پہونچے اوسکے کوچے تک نہ ہم

راہ مین ہے غیر کا کھٹکا فروغ
جذب دل سے کسطرح مین کام لون

نہ پڑ جائین بلا مین آپ اسکا خوف ہے مجھکو
بلا کے پیچ وخم مین آپ کے گیسوے پیچان مین

نقاہت سے زبان تک بات رک رک کر آتی ہین
ہمارے نالہاے دل کی یا رب مشکل آسان ہو

ہماری زندگی مین وہ بھی اک دن ہو کبھی یا رب
کہ نقد دل گران ہو اور جنس حسن ارزان ہو

مری تدبیر کا نقشہ وہی ہو وصل کی خاطر
کہ جیسے پردۂ ناموس عاشق کا نگہبان ہو

مجھے اے خواہش آزار تو جلدی ہی ہان لعین
کہ بیتابی کا مرے جس جگہہ کوئی نہ پرسان ہو

آنکھ مرقد مین کیون کھلی ہے فروغ
کسکا اب انتظار ہے تمکو

سن تو ذرا نہین تری آواز پا ہی یہہ
میرے شکست دل کی ستمگر صدا ہے یہہ

یہہ ادا لا الہ الا اللہ
سے ہے قضا لا الہ الا اللہ

آپ سے مجھکو محبت نہ سہی
آپ کو مجھسے عداوت نہ سہی

قاتل جب آزمایش اہل وفا کرے
یا رب مجھی سے قتل کی وہ ابتدا کرے

جلوہ فرما آج دل مین وہ سراپا ناز ہے
پردۂ چشم حسینان جسکا پا انداز ہے

ہوں مین اُس بت کا طالب دیدار
رونما جسکا دین و ایمان ہے

ہزارون پیچ وخم آشفتگی کے ساتھ رکھتی ہو
ملال ہجر کیا تم کا کل شام غریبان ہو

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ از تصنیف مولوی قاضی محمد ممتاز حسین صاحب ممتاز تخلص پیلی بهیت

رباعیات

٥١ از نورِ غفور در فروغ ست و نور — در نامِ غفور نام او راست ظهور
دانم کہ غفور را بعفوش رائی ست — او را بود اتحادِ قلبی بغفور

ولہ

٥٢ مصباحِ صباح راست از وی فروغ — کور اروے امید باشد بفروغ
بگرفت سر دعا کردال ست بصدق — صدقش ہمہ ورنہ دال بودی بدروغ

ولہ

٥٣ ای صبح ز نام او سخن راست فروغ — گر دم زنی از فروغ کذب ست دروغ
از نامِ فروغ یکدمت نیست فراغ — ہر روز وظیفہات فروغ ست فروغ

ولہ

٥٤ از روی فروغ روی نورانی تست — از خندۂ او خندۂ پیشانی تست
ای صبح ز فیض او ترا ثانی نیست — آن نیز یکی تو ئی اگر ثانی تست

۹۱ تو بندهٔ و خواجه عبد رحمن خان ست — ولہ — او را هر بنده عبدهٔ گویان ست
زین نام نموده منتخب نام خدا — ای صبح ترا وظیفه یا رحمن ست

۹۲ ای صبح از و جمله پریشانی تست — ولہ — ای صبح از و چاک گریبانی تست
داری دم سردی و دل پر دردی — ای صبح از و ستاره افشانی تست

۹۳ از اختر جمله پریشانی تست — ولہ — دم از برکت هزن که نادانی تست
در پیش سمند قلمش عوسے مین — ای صبح ستارهٔ پیشانی تست

نثر

۹۴ اے صبح در بیاض تو یک مطلع ست و در دیوان فروغ هزار و ترا در روز یکدم فروغ ست و فروغ را هر دم تا روز شمار ۹۵ اے صبح شیرازهٔ بیاض تو که تار نفس بسته است بیکدم تار و مار ست و شیرازه دیوان فروغ تا در وازهٔ صبح قیامت قایم و پایدار ۹۶ اے صبح ابتدائی فروغ از انتهاے تو ده چند ست و اگر خواهی که ده در خود افزائی تا صبح شوی بقیچ سعد گردی ۹۷ اے صبح ترا یک دیده است و فروغ را هزار و یکے را از عهدهٔ هزار بدر آمدن هزار دشوار ۹۸ اے صبح صفحهٔ بیاض تو بے صاد فروغ فروغ نگیرد و چون حکم بیاضی سر صحت و صداقت نپذیرد ۹۹ اے صبح طفلی که ابجد خوانده هم داند که آغاز فروغ از آغاز تو بیشتر ست و در شمار حروف هم از تو بیشتر ۱۰۰ اے صبح فروغ دو نقطه چپ و راست دارد و آن هر دو بعینه مردمک هر دو دیده است که نیک و بد را بدان هر دو دیده است

و درین نکته شکی نیست که ترا ازین هر دو نقطه یکی نیست [۹۱] اے صبح تو

بتسبیح سبحهٔ صد دانه بامید قبول در دعاے چهار عنصر فروغ مشغول

[۹۲] اے صبح نکته چین داند که تو سراپا مهمل هستی و بدین هستی یکیده نفس نقطهٔ

عناد در دل داری و فروغ را روے سینه صاف ست که روے روح

وداد در دل دارد [۹۳] اے صبح ستارهٔ تو سوخته و ستارهٔ فروغ افروخته

[۹۴] اے صبح پنجهٔ آفتاب بجرم دزدی فروغ تپانچه برروے تو زند و ترا در آفتاب

نشاند و بیک ضرب تیغ ترا بخون شفق خواباند و زندگی دوبارهٔ تو بیکباره

دوپاره کند [۹۵] اے صبح آغاز و انجام صفحهٔ تو سراسر معطّل و ملمع و دیوان فروغ

از مغز تا پوست منور و مرصّع

فرد

[۹۶] پیشِ فروغ دم مزن ای صبح از فروغ		مویت چو شیر گشت و همان شیرخوارهٔ

مثنوی

[۹۷] اے صبح بیا که راحِ روحی		برباد فروغ کن صبوحی
[۹۸] خورشید به پنجه جام دارد		سرخوش خوشی مدام دارد
[۹۹] اے صبح فروخت از فروغ ست		لاف تو دروغ بی فروغ ست
[۱۰۰] اے صبح مشو سپید از شرم		او راست هزار مطلع گرم
[۱۰۱] شیرازهٔ نظم او چو بستند		تار نفس ترا گسستند
[۱۰۲] عمرش چون داد نظم واده		از نظم بیاضت اوفتاده

۱ آنرا که بنظم او چه کارست — با قند دوباره ات چه کارست

۲ دیوان فروغ خوش سوادست — ای صبح ترا بیاض سادست

۳ بر هر ورق تو یک ستاره — بر صفحهٔ او دو لک ستاره

۴ تو مرده و نام اوست زنده — شد زندگیت ز بهر خنده

۵ پیشش نبری ز زندگی نام — خورشید تو آمده لب بام

۶ ای صبح صباحت تو بیکار — کافور تو نیست قایم النار

۷ نور تو شد از فروغ مستور — بازار تو سرد از چه کافور

۸ شد زندگیت از و دوباره — این راز چو روز آشکاره

۹ از مهر ترا فروغ دیدست — هر روز تو صبح روز عیدست

۱۰ هر لحظه فروغ در فروغست — هر لمحه فروغ بر فروغست

۱۱ خورشید ترا بگو چه عیبست — کز شرم فروغ سر بجیبست

۱۲ از مهر فروغ مهر در چرخ — دارد ز فروغ چرخ بر چرخ

۱۳ در خدمتش آفتاب تابان — هر روز بفرق سر شتابان

۱۴ خورشید تو سر فگندهٔ اوست — مولای تو کهنه بندهٔ اوست

۱۵ تو بندهٔ بندهٔ خدایی — چون بنده بنام او فدایی

۱۶ داری بفروغ روی امید — در پنجهٔ اوست نبض خورشید

۱۷ خورشید تو آفتابهٔ اوست — مهتاب سیاه تابهٔ اوست

۱۸ تو سیلی آفتاب خورده — او پنجه ز آفتاب برده

٥١ خورشید بنان اوست زرده | ناهید بخوان اوست سرده
٥٢ پیشش نام تو تنگ ظرفست | ای صبح بنام تو سه حرفست
٥٣ از نور خدا فروغ زاده | تو از شکم شب اوفتاده
٥٤ تا چند باو دروغ بافی | ای صبح چه از فروغ لافی
٥٥ می باش ازو فروغ جویان | هر روز باو صباح گویان
٥٦ ای صبح تو دیر زنده مانی | داری ز فروغ ما نشانی
٥٧ او هست بخواجگی فتاده | تو بنده به بندگی ستاده
٥٨ ای صبح فروغ کیست دانی | روشن کنمت که یار جانی
٥٩ باشد بفروغ هم آشنائی | نبود بدروغ هم آشنائی
٦٠ نازم که بدوست فرط اخلاص | نیکست بدوست شرط اخلاص
٦١ نظمش همه انتخاب باشد | یک حرف دو صد کتاب باشد
٦٢ اکثر ز زبان او شنیدم | کمتر بنگاه خویشش دیدم
٦٣ وا دیده شنیده هم و رانست | نشنیده ندیده هم و رانست
ازبسکه کلام اوست مرغوب | نشنیده ندیده هم بود خوب
نظمش چو نبات و قند باشد | دانم همه دلپسند باشد
از دوست هر آنچه رو نماید | در دیدهٔ من نکو نماید
از دوست بجز هنر نه بینم | بینم هنر و دگر نه بینم
بستم بفروغ عهد تقریظ | بنود بدروغ عهد تقریظ

نگرفته ز من فروغ وعده ‏— هرگز نکنم دروغ وعده

تقریض ز قرض کمترم نیست ‏— غیر از سخن مدح در سرم نیست

ممتاز بهر او کمر بند ‏— هر بند به بند چون نے قند

در خدمتش ایستاده کلکم ‏— سر بر خطِ او نهاده کلکم

از حکم حبیب سر نه پیچم ‏— نزدیک لبیب ورنه هیچم

از عهدهٔ عهد خود برآیم ‏— قولی ست که مدح او سرایم

در کشورِ نظم کدخدایم ‏— یکتایم دوست را ستایم

خواهم نامِ فروغ روشن ‏— گویاش سیاه چشم دشمن

من مدحتِ ناکسان نگویم ‏— وصفِ صفتِ این خسان نجویم

صرفست بوصفِ دوست هر حرف ‏— نقدِ سخنِ من است و این صرف

ممتاز برای اوست دمساز ‏— دمساز برای دوست هم از

وصفش ز زبانِ من فزونست ‏— حسنش ز بیانِ من برونست

کس را نرسد که خواندش هیچ ‏— خس را نرسد که خواندش هیچ

ممتاز بمدحِ هر که باشد ‏— دریاب که رتبه اش چه باشد

ای دوست به نثر و نظمِ من بین ‏— ای دوست بعزم جزمِ من بین

معنی بودم بسے به سینه ‏— وز سینه یکیست در سفینه

زان باز که نامه آفریدست ‏— تقریظ چنین کسے ندیدست

قطعه

عنوانِ نگارنامه را بین ‏— هر هفت رباعی مرا بین

چون هفت عروس گشته هر هفت	شد رشته دل ز دست من رفت
هر حرف بود بطاعت من	هر لفظ کند اطاعت من
هر بیت بچشم آبدار است	حرفی که درو ست چشمه وار است
هر رنگ که در دلم نشسته	فکرم بهزار رنگ بسته
هر حرف خوشی که داد دستم	خاطر نگشود تا نه بستم
هر مصرع من ز سکته ساده	در سکته مخالف او فتاده
هر قافیه ام بقید ربطی	ز آن ربط حریف راست خبطی
هر قافیه ام بتازه رنگست	ز و قافیه حسود تنگست
هر قافیه ام جواز دارد	صحبت بجواز ناز دارد
بستم چنان قوافی چند	کافتاده حریف چند در بند
حیران شده از قوافی من	خواهند جواب شافی من
هر بنده که نیک و بد شمارد	گفتار مرا سند شمارد
و آنها سخنوران ممتاز	دانسته نوشته است ممتاز
ممتاز با متیاز بسته	بهر سند جواز بسته
یا خود بکتاب دیده باشد	یا از مغلی شنیده باشد
اکثر بود آنکه خویش دیدم	کمتر بود آنکه من شنیدم
نشنیده ندیده من نبستم	من صاحب گوش و دیده هستم
چون نظم ز کلک من چکیده	شد نظم حسود آب دیده

٩١ تقریظ نوشته ام دو زین پیش   در حسن ز یکدگر بسی بیش

٩٢ آنانکه بنظم نکته چینند   نظم من و حاسدان به بینند

٩٣ فکرم نکند بعجز میلی   طبعم بروانگی ست سیلی

٩٤ سهل ست کلام من شنیدن   مشکل بنکات من رسیدن

٩٥ ممتاز بدین شعار اشعار   گفتن چه که خواندن ست دشوار

٩٦ تقریظ مرا جواب گفتن   باشد همه ناصواب گفتن

٩٧ از گفته حاسدان چگویم   ناگفته به هست ان چگویم

٩٨ ممتاز چرا و هر جوابی   باشد که خدا و هر جوابی

قطعه

٩٩ آنرا که شدم فروغ گویان   وین صبح از و فروغ جویان

عبدالرحمن خان فروغ ست   هر صبح به پیش او دروغ ست

١٠٠ بسیار خوش ست انچه او گفت   خوش گفت کسی که عبده گفت

١٠١ این شهرت وا این زبان تازی   تغییر چرا کنم ببازی

١٠٢ نامش ببرم بعین اعلان   اعلان نکنم ز دیده پنهان

١٠٣ ای خامه مگوی از علن بین   ای نیزه بنظم من مزن طعن

١٠٤ الله الله خوش ست نامش   هر لحظه زبان خوش بکامش

١٠٥ اور است چو نام دوست احسن   گور است کلام دوست احسن

١٠٦ دارم چو سری بوجه احسن   آرم گهری بوجه احسن

ممتاز با حسن آرزومند   از دیدن او بنام خرسند

ف۱ بوی ز بهار او شنیدم	از گلشن او گلی نچیدم
ف۲ مانند سخنش بنو بهاران	بلبل بگلشن چو من هزاران
ف۳ بامن بودش محبتی بیش	من هم بمحبتش جگر ریش
ف۴ او بامن و من باو بیک قید	ما هر دو بدام یکدگر صید
ف۵ ناکرده بیکدگر نگاهی	دل را بدل ست رسم و راهی
ف۶ دل را بدل ست سخت پیوند	دو بنده ببند یکدگر بند
کار من از انتظار بگذشت	از کار امیدوار بگذشت
ف۷ نومیدی من ز حد گذشته	وین درد یکی ز صد گذشته
ف۸ روزی که بدوست برخورم من	از نخل امید برخورم من
ف۹ دل می تپد از برای احسن	جان می طلبد لقای احسن
ای خواجه فروغ اگر ندانی	گویم بتو نکته نهانی
ف۱۰ فرزند عماد مخلصم من	در علم بدیع مخلصم من
اصلم ز سواد اصفهانست	نسلم ز نهاد اصفهانست
ف۱۲ تقریر زبانم اصفهانی ست	شمشیر بیانم اصفهانی ست
ف۱۳ پرورده مادری زبانم	این فرزند اصفهانم
در شعر سه کس پیمبرانند	قولیست که جملگی برانند
فردوسی و انوری و سعدی	هر چند که لا نبی بعدی
ف۱۴ این جرعه بکام من از یشان	این قطره بجام من از یشان

از خُمکدهای خویش باده | دادند ز ظرف من زیاده
ممتاز ازین غریو خاموش | کوشش چه کنی بزحمت گوش
در صحبت صبح بیش ماندی | زان مَی دروغ خویش خواندی
عالم همه در ملامت تو | از صحبت صبح شناعت تو
عاقل که بیخبرد نشیند | جز بیخبردی دگر نبیند
بگذار دروغ خودستائی | بگذر ز فروغ خودنمائی
دانا نکند ستایش خویش | بینا نکند نمایش خویش
هیچی که بوصف خود گراید | هیچش نبود جز این که لاید
ای هستی تو چه وچه هستی | از کمتر نیز کمتر ستی
با اهل فراستی نمائی | نادانی فارسی ندانی
ممتاز ترا انگار نامه | ننگ ورق ست و عار خامه
نی علم بود ترا نه فضلی | داری بسفینه چند هزلی
ممتاز زبان خود نگهدار | دم درکش و لب مده بگفتار
دیوان فروغ را دعا کن | شوروی دعا سوی خدا کن
دستی بسجدا فراز گردان | کف را بدعا دراز گردان
دیوان فروغ باد مشهور | چشم بد مردمان ازو دور
این نقش بلند نام بادا | مطبوع مفید عام بادا
آمین آمین هزار آمین | صد بار چنین هزار آمین

تقریظ احمد خان صوفی مهتمم مطبع مفید عام آگره در حمد حقتعالی عز اسمه

ای نام تو زیب لوح آغاز — انجام ده صحیفهٔ راز
ای نور ده چراغ بینش — روشن کن بزم آفرینش
پروانه و شمع از تو در سوز — حسن تو بعاشقان نظر سوز
افروختهٔ تو عارض گل — آتش زدهٔ بجان بلبل
ای نام تو شهد بهر هر کام — در هر دهنے نگنجد این نام
آنانکه دلائل از تو دارند — اختر بسپهر مے شمارند
چون عقل براه تو تباه است — نافهمی ما دلیل راه است
نوریکه بچشم ما نگنجد — میزان خرد چگونه سنجد
عقل است و هزار کوه در راه — چشم است و دو صد حجاب جانکاه
نوریکه قدیم هست بالذات — حادث چه دهد دلیل اثبات
ای نور ده چراغ لاله — هم باده زتست و هم پیاله
سفتی تو بسبزه گوهرے چند — الماس و زمرد از تو دلبند
از رنگ گل و فغان بلبل — حسن تو بباغ میکند گل
هر لاله که آتشین بهار است — از خامهٔ صنع یادگار است
یاد تو بدل چو بوے در گل — عشق تو بجان چو نشه در مل

در نعت حضرت سرور کائنات علیه افضل الصلوات و التحیات

آن ختم پیمبران مرسل | از خامهٔ صنع نقش اوّل

نورش به ازل چو شمع فانوس | ذاتش به ابد چو دُرّ و قاموس

او مظهر کل بسطحهٔ خاک ؛ | لولاک لما خلقت الافلاک

اُمّی لقب و کتاب خوانی | از نون و قلم دو حرف رانی

بر خاک چو آسمان به تمکین | بر عرش چو خسروی به آئین

در ملک عرب شه جهانگیر | لعل و سخنش چو شکر و شیر

طوطی منشان فداش بودند | پیش شکرش نه لب کشودند

هم حرف شکر فروش میراند | هم اُمّی و صد کتاب میخواند

میرفت و نگاه بر زمین داشت | گنج دو جهان در آستین داشت

دارای جهان بداوری جست | از آب گهر رخ جهان شست

قندیل صفا بکعبه آویخت | از لات و منات گرد انگیخت

با شرع و کتاب آسمانی | بگرفت جهان بکامرانی

دینش که فروغ جاودان یافت | بر خاک چو مهر آسمان تافت

این نخل که باغبان نشانده | صد میوهٔ نغز بر فشانده

بیخش به ابد چو طفل توام | شاخش به ثمر چو نخل مریم

زه کرده کمان بطرفة العین | تیری زده از نگه بقوسین

فرمان کشش حکم فاستقم بود | گویا بجوامع الکلم بود ؛

آغاز تقریظ

اکنون سخنی که دل رباید — بر رو در خرمی کشاید
میگویم و طبل میزنم فاش — نور سخن است مرگ خفاش
هر نکته که نکته ور برآند — نا اهل چه قدر او بداند
دانی که چه پیر یا جوان گفت — با اهل سخن سخن توان گفت
دانی سخن چه رنگ پیداست — کونین ز یک سخن هویداست
این رنگ و بهار آفرینش — از کن بشناسد اهل بینش
صوفی تو سخن شناس کن باش — گلچین بهار این سخن باش
داری تو اگر دل سخن سنج — در پیش سخنوران بنه گنج
صد گنج سخن ز سینه آور — زان بحر تو در سفینه آور
گوهر بصدف چه آب دارد — از تاج هزار تاب دارد
گل گرچه هزار رنگ و بو یافت — چون شد بسر چه آبرو یافت
از گلبدنان بهار بگرفت — بر فرق شهان قرار بگرفت
جوهر که بسنگ بود پنهان — چون رفت بتاج گشت رخشان
لعل از زمین و گهر ز کان است — کاویزه گوش شاهدان است
ای اهل سخن بیا به پیشم — من لعل فروش کان خویشم
ابر از نی کلک و گلشن از تو — گوهر ز من است و دامن از تو

در بزم سخن بدور ساقی — نام و سخن من است باقی
چون کوس زند سخن ببامم — پر گوش جهان ز صیت نامم
زین بزم اگر چو دود خیزم — صد اشک برنگ شمع ریزم
روزے که فلک مرا کند خاک — گویند سخنوران چالاک
صوفی که بهار این چمن بود — چون طوطی سبز در سخن بود
شیرین سخنی گذشت چون باد — نالان بغمش هزار فرهاد
او رفت و سخن گذاشت با ما — بگذشت برنگ موج دریا
ای صوفی نکته سنج هشدار — میدان تو تنگ و تیز رهوار
هشیار ازین سمند سرکش — زین راه عنان خامه درکش
تا کے بسخن ستیزه کاری — تقریظ کتاب مے نگاری
از عشق حدیث تازه سر کن — دیوان فروغ را نظر کن
هر سطر چو کهکشان است پرنور — هر شعر چو نشتر است و ساطور
هر نقطهٔ این کتاب والا — در آب چو لولو است و لالا
هر حرف بآتش است همدوش — هر نقطه بشعله هم آغوش
دیوان فروغ چون خریدم — آتشکدهٔ هند دیدم
تا هش دل و دیده را دهد نور — خواهم که برم کتاب بر طور
تا موسے و ما بهم بخوانیم — از عشق خدا سخن برانیم

گر عشق حقیقی و مجازی است — آن هر دو برای دل گدازی است
درد دوی بدل شکسته میدار — الماس بزخم بسته میدار
خوانی غزلی اگر دمی چند — بارود رباب و بهر می چند
دیوان فروغ در بغل گیر — تا عشق ترا کشد بزنجیر
هر شعر ترش بخشک مغزان — چون خضر بریزد آب حیوان
دانم که مصنف جوان بخت — بر تارک عشق می نهد تخت
عشق از غزل و سخن ترا دو — از کلک دُرِ عدن ترا دو
هر شعر بطاق ابروان جفت — شعری است که شعریش توان گفت
گر عشق بدل زند زبانه — زان شعر تو سر کنی ترانه
بی عشق اگر تو شعر خوانی — جز لفظ معانیش ندانی
بی درد چه قدر درد داند — عشق است که گرم و سرد داند
ای عشق بیا انیس من باش — برق افگن کشت زار تن باش
چون خون برگ و ریشه جا کن — شاهانه نظر به این گدا کن
من بی تو چو دیده بی رخ یار — من بی تو چو نخل بی گل و بار
من بی تو چو شعله بیقرارم — در بزم چو شمع اشکبارم
بشنو تو نفس درازی من — برخیز بچاره سازی من

خاتمهٔ تقریظ بر مناجات

ای از تو جهان بکامرانی — وز حکم تو مرگ و زندگانی
از قطره تو گوهر آفریدی — لعل از دل خاور آفریدی
پیمانهٔ ماه و جام خورشید — پر نور ز تو چو دل بتوحید
گیسوی شب از تو رنگ سنبل — خندان لب صبح از تو چون گل
ای لطف تو آب رنگ باغم — افضال تو روغن چراغم
برکن بر هم چراغ توفیق — بوی برسان ز باغ توفیق
بارگنه است کوه در کوه — من چون پرکاه با صد اندوه
روزی که شوی گره کشایم — زان بارگران سبک برآیم
بر جرم و سیاه کاری خویش — خونابه بریزم از دل ریش
خواهم که ازین سرشک خونی — شویم همه لوث اندرونی
بخت بد و عقل ناتمامم — سنگی زده بر سبو و جامم
افتاده چو نقش پا بجا کم — شیطان بکمین پی هلاکم
ای بخت مرا ز خاک بردار — وی عقل بدست دیو مگذار
ای خون جگر تو سرخ رو کن — وی اشک تو آب در سبو کن
ای پرده کشای بستگیها — پیوند ده شکستگیها
من بندهٔ عاجز و سقیم — در پیش تو با دل دو نیم

لطف تو بخلق چاره ساز است | بر روی همه در تو باز است
نیکان و بدان انس و جان را | خوانی سوی خویش یک جهان را
خوش آنکه بدرگهت نهد سر | با خشک لبی بدیده تر
ناله بنوای درد انگیز | گرد و نجس گنه شرر ریز
هر خشک لبی و تشنه کامی | سیراب ز بحر تو بجامی
دارم بدل شکسته خویش | از ناخن آرزو دو صد ریش
مرهم نه و حاجتم روا کن + | از دل غم آرزو جدا کن
دارم به بغل دل بلا سنج | آئینه نامرادی و رنج
بنمای من شکسته پا را | زان آئینه روی مدعا را
مپسند که بی رخ تو هر بار | چون عکس سری زنم بدیوار
چون خامه خود سیاه کارم | از کاتب نامه شرمسارم
حسن تو بجان شراره ریز است | من شبپر و آفتاب تیز است
خواهم که بچشم آرزومند | بخشی نظری ستاره پیوند
نوری تو بچشم من نگنجد | در برگ گل چمن نگنجد
از ذره برخشد آفتابی | وز خاک سرکشد سحابی
ای صوفی ناتوان کجائی | خاموش ازین سخن سرائی
این راه که پاشنه گداز است | کوته شمر که بس دراز است

در بارگہ جناب باری — آئی بہ نیاز و آہ و زاری
در سوز متاع خود پسندی — چون شعلہ مخواہ سربلندی
چون قطرہ بہ بحر ہمعنان باش — چون ذرہ بخاک آستان باش
در قید خودی و خود پرستی — ہشیار کہ رہ زن است ہستی
جان ریشہ درون تیرہ داری — دل کافر و عقل خیرہ داری
زین راہ نگاہ دار پارا + — از بتکدہ دور شو خدارا
تا چند بہ پیش بت نشینی — زنار گسل کہ نور بینی
در بندگیش چو بندہ باشی — بر خاک جبین فگندہ باشی

تقریظ جگر کیندۂ کلک گہر سلک جناب مولانا محمد حبیب الدین صاحب متوطن نیوتینی

سبحان اللہ ایزد سخن آفرین نے گفتار کو کیا سرمایہ بخشا ہی کہ ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا جسکی شان مین آیا ہے متقدمین نے اس کلام مین کیا کیا زور لگایا اور متاخرین نے اوسکی رنگ کو کیسا چمکایا کوئی نغز گفتاری مین طاق ہوا کوئی نازک خیالی مین شہرۂ آفاق ہوا کسیکو معاملہ گوئی اور محاورہ بندی مین کمال ہوا کسی کو مضمون آفرینی اور خوش بیانی کا خیال ہوا بعض بعض وصفون مین کامل ہوئے لیکن یہ مجموع کمالات کم حاصل ہوئے لیکن جب دیوان جناب فروغ نظر سے گذرا تو بہمہ صفت موصوف پایا جوش عشق خروش تصوف تازگی مضمون صفائی زبان شوخی ترکیب چستی بندش لطافت طبعی بلند پروازی محاورہ بندی معاملہ نگاری نے اپنا پورا

اثر دکھایا - انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری - ہر شعر اسکا خوبی مین ایک دلبر اور مضامین مین ایک دفتر ہے گزیدۂ انام پسندیدۂ خواص وعوام - قبول خاطر ولطف سخن خدا دادست - حسن وعشق کے معاملات عاشق ومعشوق کے خیالات ادا وناز کی شوخیان لطف وعتاب کی سرگوشیان - درین ریاض بہر سنبلے کہ می نگرم + بہ پنجہ شانہ کش زلف تابدار خودست + یہ دیوان توصیف سے بے نیاز - اور جناب مصنف کا کمال ہے حضرات ناظرین کا خود مشاہدہ شاہد حال ہے حقیقت یہ ہے کہ اب تک اُردو مین ایسا دیوان لاجواب نہین ہوا - زفرق تا قدمش ہر کجا کہ می نگرم + کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست + اب کسی قدر احوال جناب مصنف کا بطور یادگار کے قلمبند کیا جاتا ہے - آپکا نام نامی محمد عبدالرحمن خان بن احمد شیر خان بن فتح شیر خان قوم افغان یوسف زئی افغانستان بزرگون کا اصلی وطن ہے چوتہی پشت سے حافظ آباد عرف پیلی بہیت مسکن ہے آپ کے نانا مولانا محمد طاہر خان مصنف قصص الانبیا ماموں آپکے مولانا محمد یار خان وحضرت مولانا محمد حسین خان نامی بزرگ وعلماے ٹونک سے ہین آپ کے چھوٹے بھائی مولانا حکیم خلیل الرحمن خان مردم دیدہ انسان آپکے دو صاحبزادے سعادت توامان یعنی عزیز الرحمن خان وشفیق الرحمن خان نونہالان گلزار علم وادب سلمہ الرحمن آپنے تربیت وتعلیم ابتدائی عمر مین دار العلم ٹونک مین پائی جب سن تمیز کو پہونچے چونکہ خاندان آپکا اہل شمشیر سے تہا ملازمت پولیس کو پسند فرمایا طبیعت کی کیفیت اکثر آپکے اشعار سے بہی نمایان ہے شعر لمولفہ

ہے تسخیر ملکِ دل تری حکمت کے فن نے	نگاہِ ناز کو جنرل بنایا فوج مژگان کا

بالفعل بمنصب کورٹ انسپکٹری مرزاپور کے مامور ہین اور آپکے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ کی کیا حاجت تعریف ہے نسخہ سعادت دارین خود گواہ ہے جو آپ ہی کی تصنیف ہے شعر و سخن کا ابتداے عمر سے شوق اور ارباب علم و ہنر سے ملنے کا ذوق رہا طبیعت خداداد کو استاد بنایا بالفحواے علم الانسان مالم یعلم ہمیشہ کوس یکتائی بجایا آخر کار آموزگار یگانہ در تعلیم فوری نظم و نثر یکتاے زمانہ جناب مولانا محمد احسن صاحب احسن المخاطب استادالممالک بلگرامی متوطن غوتینی مسکن سے ملاقات ہوئی مناسب طبیعت نے غایت درجہ کا اتحاد بہم شیر و شکر پیدا کیا فیض صحبت سے رنگ دوبالا ہوگیا دیوان ہذا آپکی نظر کیمیا اثر سے گذرا اوسپر صاد کیا اور فوراً حکم طبع کا دیا حسب تعمیل ارشاد عمل کیا گیا باوجود اختصار کے مطبع مین بھیجا گیا جناب مولانا صاحب گاہ گاہ اس دیوان کے اشعار برسر مجمع پڑھتے ہین اور وجد فرماتے ہین الٰہی کلام فروغ فروغ ہر انجمن اور فراغ خاطر اہل سخن ہو آمین ۔

قطعہ تاریخ از جناب جون افتاب بے نیاز مدحت آداب سید علی حسن خان صاحب طاہر

بارک اللہ فروغ کا دیوان	بس کہ مخزن عجائب ہے
سال تاریخ اوسکی طاہر نے	لکھی آئینہ غرائب ہے ۱۳۰۰ھ

تقریظ ریختۂ خامۂ جادو رقم مولانا محمد کریم الدین صاحب مدرس گورنمنٹ اسکول ...

حامداً و مصلیاً ۔ ایک روز بہ ہمیدان حسنت ہبر ۔ دور از دیار جمعیت ۔ از خود بیزار ۔

روکش بزم مسرت چشم بر دیوار۔ گریختہ صحبت آمیختہ خلوت۔ دُرد درد چشان از نوشدارو‌ے درمان دامن کشان۔ کج مج چون طرۂ مہوشان بیخبری بطریان حیرت از کمر خوبان آموختہ لب بریان آتش حسرت متاع عقل سوختہ بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ناگاہ پیر دل کا ارشاد ہوا کہ اس درد کا سرکہ و صندل۔ اس نیش کا نوش بجز سخن کوئی نہین پس بسبب قرارداد خاطر بیسر و پا وحشت زیب بسر بارگاہ سخن۔ بہرہ یافتہ از ہر فن بیمثل امثال و اقران۔ محسود اشباہ و ہمقسان جناب منشی محمد عبد الرحمن خان صاحب **فروغ** کی خدمت مین حاضر ہو کر عروس سخن کی دیدہ بازیان جسکو اونہین کے مشاطۂ فکر نے منصۂ دیوان پر جلوہ فرمایا تھا کرنے لگا۔ واہ واہ سمند الفاظ پر شہسواران معانی ایسے بیٹھے ہین کہ گویا وہین سے اُگے ہین پردہ ہاے الفاظ ہزار پردہ کرتے ہین مگر مہوشان نوطرزی کہی مطلع سے آفتاب سے نکل ہی پڑتے ہین۔ رقیبان مدات کتنا ہی سنان الف لیکر در پے رکاوٹ ہین۔ مگر پردگیان صفاے بندشون کی آڑ سے جہانک ہی دیتے ہین۔ بقول نیکو روے تاب مستوری ندارد۔ چو در بندی سر از روزن بر آرد۔ شفق بام فلک پر اسکے مضامین رنگین سے تشبیہ دینی آتی ہے۔ مگر وجہ شبہ مین مباینت پا کر شبہ کی کہا جاتی ہے باآنکہ ہر ایک مصرعے مضامین ناپیدا کے راستے بتاتے ہین مگر سخن سنجان کسی بیت کی ہنجار راہ معانی کو نہین پاتے ہین پس بفیضان سخن دل ز خود رفتہ نے تسکین پائی بل مسرت ہاتھ آیا۔ جب تک چہرۂ روز و سمۂ شام اور گلگونۂ شفق سے مزین رہے خداوند تعالے اس پردگی فکر کو غازۂ شہرت و حنا سے اجابت عطا فرمائی آمین اللہم آمین *

قطعہ تاریخ از مولوی صدیق حسن متخلص حسن شاگرد رشید شاعر شیرین زبان جادو بیان فرد واحد جناب مولانا مولوی عبدالاحد صاحب الہ آبادی فاض اللہ علیہ الایادی

چراغ طور یہ شمع زبان ہے — کہ حمد و نعت بیرون از بیان ہے
اب اسکے بعد اوس شاعر کا احوال — بیان ہے جو کہ فخر شاعران ہے
پریزادان معنی کا سلیمان — پرستان سخن پر حکمران ہے
تخلص ہے **فروغ** اور نام نامی — **محمد عبدالرحمان خان** عیان ہے
الٰہی کسکا نام آیا زبان پر — کہ خود گفتار شیدائی زبان ہے
فہیم و عاقل و ذوالفضل و ذیشان — حلیم الطبع و عالی خاندان ہے
وطن اوسکا ہے پیلی بھیت لیکن — برنگ مہر مشہور جہان ہے
عجب دیوان لکھا اُردو زبان مین — کہ جسکے وصف مین گونگی زبان ہے
کہی ہے دلستان بندش کی تصویر — عجب انداز اور طرز بیان ہے
بلاغت لطف معنی پر ہے مفتون — فصاحت عاشق حسن بیان ہے
سواد سطر و بین السطر باہم — رقیب لعل و روے مہوشان ہے
ہوئی مجھکو جو سال طبع کی فکر — کہا ہاتف نے مرغوب جہان ہے
۱۳۰۷
حسن اب خاتمہ کیجے دعا پر — دگر نہ وصف دیوان بیکران ہے
مصنف شاد یارب اور یہ دیوان — ہو مرغوب جہان جب تک جہان ہے

قطعہ تاریخ از نتائج فکر عالی جناب عزیز الرحمن خان صاحب خلف الصدق حضرت مصنف صاحب دیوان مدظلہ

دیوان لاجواب کہ چون قبلہ گاہ من	تصنیف کرد فکر نمودم بسال آن
آمد ندا ز ہاتف غیبی کہ اے عزیز	شد باعث مسرت دل بہر ناظران

۱۳۰۷ھ

تقریظ چکیدۂ کلک گہر سلک منشی محمد حسین صاحب جلال سلمہ الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان اللہ کیسا صانع مطلق ہے جسنے اپنی صنعت کاملہ و حکمت بالغہ سے ہیجدہ ہزار عالم کو ایک لفظ کن سے پیدا کیا خصوصاً انسان ضعیف البنیان کو کیسی کیسے جوہر نطق عطا کیے خلق الانسان علمہ البیان جسپر دلیل ہے دیوان کائنات مین بعض کو مطلع آفتاب سخن اور مقطع ماہتاب پُرفن بنایا اور کل مخلوقات سے زبان نطق دیکر آسمان فصاحت و بلاغت پر اوسیکا ستارہ چمکایا۔ تقریر پُراثر تحریر خوش طبع عالی نازک خیالی سحر بیانی رطب اللسانی عقل صائب فکر رسا فہم کامل ذہن ذکا اوسکو عطا فرما کر ولقد کرمنا بنی آدم سے مفتخر و ممتاز کیا۔

اور نعت رسول مقبول لکھنا قلم کا کام نہین زبان کو اس امر سے گر ہین یارا سے کلام نہین۔ سبحان اللہ کیسا رسول مقبول خاتم النبیین رحمت للعالمین احمد مجتبیٰ

محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کل نبیون سے رفیع امت کا شفیع بقول سعدی شیرازی

شفیع مطاع نبی کریم
قسیم جسیم نسیم وسیم

جسکی شان مین لولاک لما خلقت الافلاک خدا فرمائے پھر بھلا اوسکی گویائی نعت مین انسان کا کیون نہ قافیہ تنگ ہو اور ملائکہ کی کیونکر نہ عقل دنگ ہو ہان جو اسکی بحر الفت مین غرق ہوا بیشک اوسکو دعوے انا الشرق ہوا

یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست
کتب خانہ چند ملت بشست

امابعد احقر العباد کج مج خیال **مجید حسین جلال** سخن سنجان عالی ہمم اور شاعران ادا فہم کو مژدہ سناتا ہی کہ درین آوان سعادت توامان اعنی بماہ رمضان دیوان شیرین بیان جسکی ہر غزل مرصع ہر شعر معنی کا مرقع ہر مصرعہ مسجع من تصنیف شاعر عدیم المثال نازکخیال کا جو شخص دیوان پڑہ لے وہ شعر گوئی کے ارکان جان جائے پورا اوستاد ہو جائے اشعار مین مضامین برجستہ کی ایسی تصویر کہینچی ہے کہ نقاش چین بہی چین مان جائے مانی و بہزاد دم چرائے رعایت لفظی سبحان اللہ تعقید معنوی جزاہ اللہ استعارات افضل کنایات اکمل بندش مستحکم الفاظ مسلم روزمرہ کا بادشاہ ترکیب صحیح سی خوب آگاہ وہ کون پاک طینت نیک خصلت والا منزلت شیوا زبان طوطی ہزار داستان اعنی **محمد عبد الرحمن خان** صاحب کوتوال انسپکٹر مرزاپور سلمہ اللہ الغفور مطبع سفید عام آگرہ مین اہتمام سی منبع جود و کرم والا ہمم خان والاشان جناب احمد خان صاحب صوفی مالک مطبع کے طبع ہوا ہی۔ خداوند تعالے اس دیوان کو مقبول خاص و عام کرے اور مصنف و مصحح کا نیک انجام آمین ثم آمین

تقریظ چکیدۂ کلک گوہر سلک جناب قاضی حافظ محمد خلیل الدین حسن صاحب وکیل و مصنف رسالہ نعت مقبول خدا ئیس پیلی بہیت

رباعی

باغست سخن بلبل باغست فروغ
در سینۂ او دو صد خزینہ است زعلم

در دودۂ خود چشم و چراغست فروغ
فارغ ز فروغی و فراغست فروغ

فروغ را نازم کہ صبح پیش او چراغ روز ماند و اگر صبح دم از صباحت نزند گردش چرخ او را بروز سیاہ نشاند فروغ اگر دامن مہر پر چیند صبح تار و زشمار شمارد روے مہر و زمی بیند فروغ را ہر روز روز بازار و صبح را از متاع کاسد قحط خریدار ۵

زفروغ من چہ پرسی کہ ہمہ فروغ باشد
تو ز صبح خود چہ لافی کہ ہمہ دروغ باشد

مثنوی

محمد عبد رحمٰن جان نامی
زنام او فروغ خوش کلامی

بوسعتہا دلش وادی ایمن
ز نور لایزالی گشتہ روشن

سخنہا گفت و داد اندر دہنہا
دہنہا کرد لبریز چمنہا

سخن گفت و چو دُر گفت و چو گل گفت
سخن گفت و نگو گفت و گہر سفت

ہمان گل کاندر و بوے نعیمست
ہمین دُر لیست کو دُر یتیمست

خوشا بوئی کہ از سر می برد ہوش
خوشا دُر تے کہ شد آویزۂ گوش

نظیرش از گل و گوهر چه گویم | که نیکوتر بود از هر چه گویم
ز دل تا بر لبش حرفی رسیدن | کند صد گوش مشتاقِ شنیدن
بدیدن کے بود همسر شنیدن | بود فرق از شنیدن تا بدیدن
ترا گر اتفاق افتد بدیدن | همان دیدن همان در دل رسیدن
هر آن سوز آفریدن ساز کردند | نهان اندر دلش چون راز کردند
هر آن دردیکه در عالم شمردند | بهم کردند و با جانش سپردند
همان سوزیست کز شعرش هویداست | همان دردیست کز هر حرف پیداست
چه شعر و حرف شور افزای دلها | نمک ریز جراحتهاے دلها
مسیحِ فکرِ او جانِ جهانست | غلط کردم غلط بل جانِ جانست
کلامش را فروغ اندر فروغست | فروغِ صبح پیشِ او دروغست
کلامے دلنوازی جان فزائی | کلامے جان ستانے دلربائی
کلامے بادهٔ غارتگرِ هوش | کلامے چون خمِ می سر بسر جوش
کلامے گنجِ مخفی در معانی | کلامے همچو دریا در روانی
درو هر نقطه با صد نکته همدوش | درو هر لفظ صد معنی در آغوش
کلامے همچو گل در رنگ و بوئی | بمستی همچو مے اندر سبوئی
کلام اندر کلامِ او محالست | کلامش را کمال اندر کمالست
بود هر کلمهٔ او خنجرِ عشق | بود نامش از آن رو خنجرِ عشق